READER BURAQ

# آتش عشق میں سلگے رفتہ رفتہ

تحریر: آر جے

"میں رمیض عالم درانی۔۔۔اپنے پورے ہوش و حواس میں تمھیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔" درشتگی سے بولتا وہ اگلے ہی پل طلاق کے سائن شدہ پیپرز اسکے منہ پر اچھال چکا تھا۔

ہلکے نارنجی رنگ آسمان کی بلندیوں کو چھوتا پی۔آئی۔اے کا جہاز۔۔۔جہاں اپنی رواں رفتار کے ساتھ راہ میں حائل

ہوتے بادلوں کو اندھا دھند چیرتا چلا جا رہا تھا۔۔۔وہیں گزشتہ رات کا منظر تیزی سے ذہن کے سیاہ پردے پر لہراتا اسے سختی سے مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر گیا۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔؟؟؟" جوابا وہ ساکت نگاہوں سے اسکا ضبط سے لال چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔

فقط چند پل لگے تھے اسکی حیرت میں

خوشگواریت کو گھلنے میں۔

تم سچ بول رہے ہو ناں"

رومی۔۔۔؟؟؟و۔۔ویٹ آ سیکنڈ

ہاں۔۔۔اوہ۔۔اوہ مائے گاڈ۔۔۔۔"

فٹافٹ سے پیپرز کو جھک کر اٹھاتی وہ اپنی

تسلی ہونے پر شدت سے کھلکھلائی۔

چوبیس سو گھنٹے اسکی محبت میں دم بھرنے والا وہ شخص یوں ایک جھٹکے میں اسکی بے جا من مانیوں کے آگے گھٹنے ٹیک دے گا۔۔یہ تو اس نے اپنے وہم و گمان میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔

جبکہ۔۔۔اسکے خوبصورت چہرے پر بکھری مسکراہٹیں مقابل کو سخت ترین اذیت سے دوچار کرتی چلی گئیں۔

بند آنکھوں کو مزید میچتے ہوئے جہاں اسنے اپنا سر پیچھے سیٹ پر ہولے سے ٹکا تھا۔ وہیں یادوں کے بھنور میں ہنوز ڈانواں ڈول ہوتے ہوئے اس کا دل نئے سرے سے جلنے لگا۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں تمھاری
محبت میں شدت سے پاگل تھا پھر
بھی۔۔۔پھر بھی تم نے ایک غیر مرد کی
خاطر اپنے شوہر سے بے وفائی
کی۔۔۔اپنی خود غرضی تلے ہمارے
مضبوط رشتے کو پوری طرح سے بکھیر
کے رکھ دیا تم نے روز۔۔۔۔کس
لیے۔۔؟؟صرف اسی لیے ناں کہ وہ مجھ

سے زیادہ دولتمند تھا۔۔۔۔؟؟؟" یک دم

سے اسکے قریب آتا وہ سرد لہجے میں

پھنکارا۔۔۔۔

سر سر اتا انداز صاف شکایت کرتا ہوا ہی تو

تھا۔

پیپرز سے نگاہیں اٹھا کر اسکی لہو رنگ

آنکھوں میں جھانکتی روزینہ کی ریڑھ کی

ہڈی میں بے اختیار سرد سنسناہٹ سی

دوڑ گئی۔

"مت بھولو رومی کہ یہ میری زندگی ہے

اور اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنے کی

خاصی قابلیت ہے مجھ میں۔۔۔یہ تمھارا

پاکستان نہیں ہے جہاں مرد عورتوں پر

اپنی مرضی کے فیصلے مسلط کر کے انکا جینا

حرام کرتے پھریں گے۔۔۔یہ امریکہ

ہے سویٹ ہارٹ۔۔۔یہاں عورتوں کو
اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کی مکمل
آزادی حاصل ہے۔۔۔اور میں یہ حق
ضائع کرنے کی بجائے اچھے سے استعمال
میں لانا چاہتی ہوں۔۔۔سنا تم
نے۔۔؟؟؟" سنبھل کر اس بار خالصتاً
انگریزی میں بولتی وہ حد درجہ تلخ

ہوئی۔۔۔تو اسکی اس قدر سنگدلی پر اب

کہ اسکا خود کا ضبط بھی ٹوٹنے لگا۔

معاً پشت پر ٹکے ہاتھوں میں سے ایک

کو۔۔قدرے پھرتی سے اسکی نازک کمر

کے گرد کستا وہ اگلے ہی پل اسے شدت

سے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔

جھٹکے سے اسکے مضبوط سینے سے لگتی
روزینہ کی دھڑکنیں اسکے سخت لمس پر
بے ہنگم ہوئیں۔

وجود میں دھنستی انگلیوں پر بھی اس نے
خود کو چھڑوانے کی رتی بھر کوشش نہیں
کی تھی۔

اس دوران طلاق کے پیپرز ہنوزا اسکی
گرفت میں تھے۔

میں تمھیں وفا کی دیوی سمجھتا رہا روز"
لیکن صد افسوس تم تو دولت کی خالص
پجارن نکلی۔۔۔ایسی پجارن جو معصوم
جانوں کو نوچ کھانے سے بھی دریغ نہیں
کرتی۔۔۔" دھیمی سلگتی آواز اس کی
سماعتوں میں گھولتا وہ اب کہ دوسرا بازو
بھی اسکے گرد مضبوطی سے حمائل کر گیا۔

قدرے قریب سے اسکے وجیہہ نقوش تکتی روزینہ کی نگاہوں میں ناچاہتے ہوئے بھی خمار کی گلابیت سی گھلنے لگی۔

بلاشبہ۔۔۔وہ شاندار مرد اسکے موجودہ بوائے فرینڈ کی بانسبت۔۔۔اسکا دل شدتوں سے دھڑکانے کی صلاحیت زیادہ رکھتا تھا۔

جانتی ہو۔۔؟؟ حقیقی محبت کا اولین "

تقاضا سراسر وفا پر منحصر

ہوتا ہے۔۔۔ لیکن جہاں وفا ہی نہ

ہو۔۔ پھر وہ محبتیں درحقیقت محبتیں نہیں

بلکہ ایک ناقابلِ برداشت بوجھ بن جاتی

ہیں۔۔۔۔" کہتے ہوئے معاً اپنا دایاں

ہاتھ دھیرے سے اوپر کو سرکاتا وہ اسکی

شفاف گردن تک لایا۔۔۔ تو اس کے

ارادوں سے بے خبر روزینہ نا چاہتے ہوئے بھی اسکی دلفریب قربت میں پگھلنے سی لگی۔

ایسا نا قابل برداشت بوجھ جو محض" دھوکے۔۔۔فریب۔۔۔بے وفائی کی یاد دلاتا ہے۔۔۔اور میرے نزدیک بے وفائی کرنے والوں کو زندہ جینے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔" پھنکار کر بولتا

وہ یک دم سے اسکی گردن دبوچ چکا

تھا۔۔۔جب اس اچانک افتاد پر ہڑبڑا کر

ہوش میں آتی روزینہ کو۔۔۔باریک

گلف تلے اپنی گردن پر شدت سے گھٹن

کا احساس ہوا۔

تو یعنی وہ اس کے خلاف جانلیوا منصوبہ

بندی کر کے یہاں آیا تھا۔۔۔؟؟

"چھ۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔رومی۔۔۔آر یو میڈ۔۔۔۔؟؟؟" طلاق کے پیپرز فرش پر پھینکتی وہ اپنا آپ چھڑوانے کی ناکام کوشش میں گھٹا گھٹا سا چیخی تھی۔

جواب میں ان سنی کرتا وہ اس پر اپنی گرفت مزید سخت کر گیا۔۔تو اسکی سرخ بھیگی آنکھیں باہر کو ابلنے لگی۔

حلق میں اٹکتی سانسوں پر روزینہ کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑنے لگا تھا۔

"ر۔۔رومی پلیز۔۔۔م۔۔ میری سانس۔۔۔۔یو بلڈی۔۔ باسٹرڈ۔۔۔ لیو۔۔می۔۔۔۔پ۔۔لی۔۔ز۔۔۔۔"

شدت سے چیخنے کی ناکام کوشش میں آنسو اسکے گالوں پر لڑھک آئے۔۔۔پر مقابل اسکے چند نازک مکوں کو اپنے

چوڑے سینے پر برداشت کرتا۔اس پل
رحم کھانے کے موڈ میں قطعی نہیں تھا۔
"جب میری خود کی ذاتی چیز۔۔ میری ہی
دسترس سے باہر ہو جائے ناں
ڈارلنگ۔۔۔تو پھر میں اسے کسی غیر کی
دسترس میں رہنے کے بھی قابل نہیں
چھوڑتا۔۔۔۔" اسکی پل پل غیر ہوتی
حالت پر وہ صاف پھنکارا۔

"پ۔۔پل۔۔پلیز۔۔۔چ۔۔۔ چھوڑ۔۔
۔رو۔۔می۔۔۔"اسکے شدت سے تڑپتے
وجود سے جان نکلتی چلی جارہی تھی۔
مگر وہاں کوئی پرواہ رہی۔۔ہی کب تھی
بھلا۔۔۔۔؟؟؟
گزرتے ہوئے ان بدترین پلوں کے
سنگ۔۔۔اب کہ اس کی مزاحمت
دھیرے دھیرے دم توڑنے لگی۔۔۔جب

یک دم سماعتوں سے ٹکراتی فکر مند آواز
پر اسکا وحشتوں تلے سن ہوتا دماغ بری
طرح چونک سا گیا۔

"سر۔۔۔سر آر یو لیسنگ می۔۔۔؟؟؟؟"
قدرے قریب سے آتی شاید وہ کوئی
نسوانی سی پکار تھی۔

شدت سے بے چین ہوتے۔۔اس کی
آنکھیں ہنوز بند تھیں۔

"اِف؟؟ ۔۔۔آر یو اوکے؟؟؟ ۔۔۔سر
یو آر۔۔۔۔دین پلیز اوپن یور آئیز۔۔۔
سر۔۔؟؟" معاً کسی کے نرمی سے کندھا
جھنجھوڑنے پر وہ کچھ بوکھلا کر آنکھیں
کھول گیا۔۔۔پھر قدرے حیرت سے

اپنے مقابل سیدھی کھڑی ہوتی ائیر

ہوسٹس کو دیکھ کر۔۔۔بے اختیار

اطراف میں سرخ نم نگاہیں دوڑائیں۔۔

جہاز کی دیگر سیٹوں پر پر سکون ہو کر بیٹھے

مسافروں میں سے اس پل کوئی بھی اسکی

جانب متوجہ نہیں تھا۔

ہاں۔۔۔ہاں اسکی بے سکون کرتی سوچوں کے برعکس سب کچھ نارمل تھا۔۔۔ بلکل درست تھا۔۔۔

"سر آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔۔اگر آپکو۔۔۔۔" اسکے چہرے پر آئے پسینے کو کچھ حیرت سے دیکھتی وہ تشویش زدہ سی پوچھ رہی تھی۔۔جب وہ اسکی جانب دیکھ کر بات کاٹتا تیزی سے بول پڑا۔

ی۔۔یس۔۔۔ایم فائن۔۔۔پراپرلی"

فائن۔۔۔آپکو میرے لیے خوامخواہ میں

پریشان ہونے کی بالکل بھی ضرورت

نہیں ہے۔۔۔"ضبط سے سرخ ہورہے

چہرے پر ہاتھ پھیر کر پسینہ صاف کرتا وہ

خود کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا۔

اس دوران اسکی سرخ ہو رہی۔۔۔ گہری سیاہ نگاہوں میں ناچتی وحشت ائیر ہوسٹس سے مخفی نہیں رہ پائی تھی۔۔۔

جبھی اسکے نپے تلے انداز پر لب بھینچتی وہ بمشکل مسکرائی۔۔۔ پھر اثبات میں سر ہلا کر مجبوراً اسے اسکے حال پر چھوڑتی ہوئی دوسرے مسافروں کی جانب بڑھ گئی۔

پہلے سے ہی کیے جا چکے انتظامات کے

سبب وہ امریکہ کو ہمیشہ کے لیے خیر باد تو

کہہ چکا تھا۔۔۔۔

لیکن اپنا سکون۔۔۔

محبت۔۔۔

نرمی۔۔۔

اطمینان۔۔سب کچھ وہیں پر چھوڑ آیا تھا۔

معاً اسنے شدتوں سے دھڑکتے دل پر ہاتھ جما کر۔۔ بگڑ چکے تنفس پر قابو پاتے ہوئے ایک طویل۔۔ گہرا سانس بھرا تھا۔

اس دوران آنکھوں میں تیزی سے ابھرتی نمی کو پلکیں جھپکا جھپکا کر اندر اتارنے کی ناکام کوشش میں جو اگلا خیال اسکے ذہن

کو شدت سے چھو کر گزرا تھا۔۔۔وہ خود

کے قاتل نہ ہونے کا تھا۔

ہاں۔۔۔ہاں وہ اس قابلِ نفرت عورت

کو ٹوٹتی سانسوں پر بے دردی سے پرے

دھکا دیتا اس کا سر شدید زخمی کر چکا

تھا۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسے آخری سانسوں

پر زندہ چھوڑ آیا تھا۔۔۔جو بذاتِ

خود۔۔اسکے اس دنیا میں آنے والے بچے

کی قاتلہ رہ چکی تھی۔۔۔

"میں سرِ عام یہ اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے
تم سے بے پناہ محبت ہے حسنہ
وقاص۔۔۔۔" اس خوبصورت لڑکی کے
سامنے ایک گھٹنے کے بل جھک کر باآواز
بلند اقرار کرتے ہوئے جہاں اس نے
سرخ مخملی ڈبیا کھول کر آگے کی
تھی۔۔۔وہیں اطراف میں کھڑے یونی
کے کئی سٹوڈنٹس کے چہروں پر شوخ

مسکراہٹیں بکھرتی چلی گئیں۔۔۔تو کچھ حسد کی آگ میں اندر ہی اندر جل بھن سے گئے۔

"کیا تم مجھ سے شادی کر کے میری اس محبت کا جواب محبت میں دینا پسند کرو گی۔۔۔؟؟" مزید پوچھتا ہوا وہ بڑی

محبت سے اس کی بے تاثر نگاہوں میں دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔۔" معاً یک لفظی جواب دیتی وہ بڑی سہولت سے اسے انکار کر گئی تو اسکے سپاٹ لہجے پر کیفی سمیت تقریباً سبھی کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"نہیں۔۔۔؟؟کیاتم مجھ سے
مزاق کررہی ہو۔۔۔؟؟میں اس پل
بہت سنجیدہ ہوں یار۔۔۔"یقین نہ کرتا
ہوا وہ بے چینی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

حسنہ وقاص نے سینے پر ہاتھ باندھتے
ہوئے قدرے بےزاریت سے گہرا
سانس بھرا۔

"اور میں اپنی پوری زندگی کو لے کر
سنجیدہ ہوں۔۔۔۔بے حد
سنجیدہ۔۔۔اس لیے تم سے شادی تو
دور۔۔ محبت تک کرنے کی روادار نہیں
ٹھہر سکتی۔۔۔۔" دوبدو جواب دیتی وہ
کھلے عام اس کی تذلیل کر گئی تھی۔

اپنے یاروں سمیت آس پاس کھڑے سٹوڈنٹس کی چہ مگوئیوں پر۔۔۔کیفی نے غصے سے گولڈ رِنگ کی مخملی ڈبیہ بند کرتے ہوئے مٹھی میں بھینچ لی۔

وہ تو یونی کے ان آخری دنوں میں پرپوز کر کے اسے خوبصورت سا سرپرائز دینا چاہ رہا تھا مگر مقابل کھڑی وہ لڑکی اس کے

جذباتوں کی یوں بے دردی سے توہین کرے گی اس نے توقع ہی کہاں کی تھی

بھلا۔۔۔؟؟

"انفففف از انفف حسنہ وقاص۔۔۔۔یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔۔؟؟اور کس کے دباؤ میں آکر یہ سب کر رہی ہو۔۔ہوں۔۔۔؟؟جواب دو

مجھے۔۔۔" سرد لہجے میں پوچھتا ہوا وہ اسے بے اختیار بازو سے دبوچ کر اپنے قریب کر چکا تھا۔

اسکے بدلے رنگ ڈھنگ سب کچھ عیاں کر رہے تھے۔۔

"کیفی۔۔۔کیا بد تمیزی ہے"

"یہ۔۔۔؟؟ چھوڑو مجھے۔۔۔" اسکی سرعام

گستاخی پر حسنہ نے تلملا کر دور ہونے کی

ناکام کوشش کی تو وہ جھٹکا دیتا اپنی گرفت

اس پر مزید سخت کر گیا۔

اس دوران پل پل اٹھتے ہنگامے کو تکتے ہوئے بہت سوں کی آنکھوں میں تجسّس ملا تمسخر چمک رہا تھا۔

"چھوڑ دوں۔۔۔؟؟سر یسلی حسنہ وقاص۔۔۔؟؟چھ ماہ۔۔پورے چھ ماہ تک میرے دل میں اپنی محبتیں بسا کر اب کہہ رہی ہو کہ چھوڑ دوں تمھیں۔۔۔۔ہر گز

نہیں۔۔۔" ضد میں آتا کسی بھی

صورت اس سے دستبردار ہونے کو

راضی نہیں تھا۔۔۔ جبکہ اس کھلے سچ پر

حسنہ پل بھر کو چپ ہوئی۔

ہاں یہ سچ تھا کہ وہ مقابل کی پرسنالٹی سے

وقتی متاثر ہو کر خود اس کے قریب گئی

تھی۔۔۔

اس کے ساتھ دوستی میں پہل کرنے والی
بھی وہ بذاتِ خود تھی۔۔۔
مگر اس حد تک سنجیدہ تو ہرگز نہیں تھی
کہ گینگسٹر باپ کی امیر، بگڑی ہوئی اولاد
کے ساتھ زندگی بھر کے لیے اپنا فیوچر
سیٹ کرتی۔

مکمل" تم پاگل ہو چکے ہو کیفی۔۔۔ پاگل۔۔۔اور یہ کن محبتوں کی بات کر رہے ہو تم آخر۔۔۔ہاں۔۔۔؟؟میں نے تو مر کر بھی کبھی تم سے یہ بات نہیں کہی کہ مجھے تم سے محبت ہے۔۔۔ محض دوستی کو محبت سمجھنے کی بے وقوفی تم نے کی ہے سو اب بھگتو۔۔۔۔" چلا کر بولتی

ہوئی وہ اپنا درد کرتا بازو بلا آخر اس سے چھڑوا ہی چکی تھی۔

اِس شخص کے ساتھ شاپنگیں کرنا۔۔۔ موویز دیکھنا۔۔۔ لنچ کرنا۔۔۔ تنہائی میں ایک حد تک رہ کر دو چار میٹھی میٹھی باتیں کرنا حسنہ وقاص

کا پسندیدہ مشغلہ ضرور ہو سکتا تھا۔۔۔ مگر
محبت کرنا قطعی نہیں۔۔۔

اور وجہ صاف تھی۔۔۔

وہ اپنا بے قابو دل شدتوں سے کسی اور
مرد پر ہار بیٹھی تھی۔

جبکہ اسکے سخت الفاظ کیفی کا دل چیڑ

گئے۔۔

”ہاں نہیں کہا۔۔۔بے شک نہیں کہا

لیکن۔۔۔یہ بھی مت بھولو کہ محبت

لفظوں کی محتاج نہیں ہوا کرتی۔۔۔۔اور

تم نے اپنے ہر ہر عمل سے یہ بات ثابت

کر دی ہے کہ تم بھی مجھے بے پناہ چاہتی

ہو۔۔۔۔جتنا کہ میں تمھیں۔۔۔۔" اب کی بار ضبط کھوتا وہ بھی اس پر شہادت کی انگلی اٹھائے چیخا تھا۔

"پلیز فضول باتیں مت کرو تم۔۔۔۔اور ہٹو اب آگے سے۔۔۔" مقابل کے سخت تیوروں پر برہم ہوتی اب کہ وہ اپنی جان چھڑوانے کو تھی۔

مگر وہ اتنی آسانی سے چھوڑتا تب

ناں۔۔۔

فضول تو میری عادتیں ہوا کرتی"

تھیں۔۔۔ جنھیں چھڑاونے والی تم

ہو۔۔۔اب میری ذات کو بدل کر تم

یوں فرار نہیں ہو سکتیں حسنہ۔۔۔ میں تم

سے شدید ترین محبت۔۔۔" بلا جھجک

اسکے رخسار کو مضبوطی سے تھام کر

انگوٹھے سے سہلاتا وہ جذباتی سا بولتا چلا

جا رہا تھا جب اس کی بے باک حرکت کو

برداشت نہ کرتے ہوئے حسنہ نے

درشتگی سے اسکا ہاتھ پرے جھٹکا۔

چٹاااخ۔۔۔۔۔۔۔" اگلے ہی پل اس کا"
ہاتھ اٹھا تھا اور پوری شدت سے کیفی کے
گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا۔

نتیجتاً کیفی سمیت تماشہ دیکھتے افراد کی
آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں۔

مل گیا محبت کا جواب۔۔۔؟؟؟یہی "

اوقات ہے تمھاری میرے

نزدیک۔۔۔اور آگے بھی یہی رہے

گی۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔اب دوبارہ میرے

سامنے آنے یا مجھے چھونے کی کوشش

بھی کی ناں تو مجھ سے برا کوئی نہیں

ہو گا۔۔۔یاد رکھنا۔۔۔" مقابل کی بے

یقینی کو شدید غصے میں بدلتا دیکھ وہ مدھم

لرزتے لہجے میں قدرے نفرت سے غراتی۔۔مزید وہاں رکی نہیں تھی بلکہ نم آنکھوں کے سنگ سرخ چہرہ لیے تندہی کے ساتھ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

معاً فاصلے پر کھڑے کیفی کے دوست باقی سبھی سٹوڈنٹس کو ڈانٹ ڈپٹ کر جلدی

جلدی یونی کے اس ایریا سے بھگانے لگے تھے۔

ایسے میں کیفی نے حسنہ کو بجلی کی سی تیزی سے سرخ نگاہوں کے ساتھ اوجھل ہوتا دیکھ بمشکل خود پر ضبط کیا تھا۔ پھر مٹھی میں بھینچی مخملی ڈبیہ کو قدرے غصے سے زمین پر دے مارا۔

ایک ایک کر کے اپنی کلاسوں کی جانب نکلتے سٹوڈنٹس کی جانب سے رخ پلٹتے ہوئے۔۔۔اس کا چہرہ اہانت کے شدید احساس تلے تپ چکا تھا۔

تبھی شیبی نے پاس آتے ہوئے نیچے گری سرخ ڈبیہ اٹھائی۔

"ہم۔۔۔تو لے مت ٹینشن برو یار

تیرے ساتھ ہیں۔۔۔تُو بس ایک بار

آرڈر کر اور پھر دیکھ۔۔۔ہم راتوں رات

اس بے وفا لڑکی کو اٹھا کر تیرے فارم

ہاؤس میں لے آتے ہیں۔۔۔پھر تُو جان

اور تیرا انتقام جانے۔۔۔" کندھے پر

ہاتھ جماتا وہ کیفی کو حوصلہ دیتا ہوا

بولا۔۔۔تو بالوں کو مٹھی میں دبوچے اس نے شدومد سے نفی میں سر ہلایا۔

”میں ایسے بچگانہ داؤ کھیلنے کا عادی بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔ صحیح وقت آنے پر اِس بدترین ذلت کا انتقام تو میں حسنہ وقاص سے ضرور لوں گا۔۔۔اور بڑی گہرائی سے لوں گا۔۔۔ مگر اپنے طریقے

سے۔۔۔” تن بدن میں لگی آگ کو

برداشت کرتے ہوئے کیفی کا سنسناتا دماغ

اس پل بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہوا

تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

ہمارے دیدہ تر کو محبت ہو گئی تم سے“

کسی گہرے سمندر کو محبت ہو گئی تم

سے

بھلے وہ چاندنی شب ہو یا فصلِ گل کی

رنگینی

میرے ہر ایک منظر کو محبت ہو گئی تم

سے؛

خدا جانے کہ اس شغل کا اب انجام کیا

ہو گا؟

دلِ ناشاد و مضطر کو محبت ہو گئی تم سے

نہیں جاتی، تمھارے قرب کی خوشبو نہیں

جاتی

میرے اجڑے ہوئے گھر کو محبت ہو گئی تم

سے؛

کسی صورت بھی اب یہ اشک تھم نہیں
سکتے

میری آنکھوں کے ساگر کو محبت ہو گئی تم
سے"

اس وقت پُھرتی سے چلتی پین کی نیلی

نوک ڈائری کے شفاف صفحے کو اس کے

شوقیہ لفظوں سے بھرتی چلی جارہی تھی۔

اختتام ہونے پر اس نے آخر میں عادتاً

"ایچ۔زیڈ" لکھا تھا۔

پھر موجودہ تاریخ لکھتے ڈائری بند کردی

اور بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ ٹیبل تک چلی

آئی۔

آئینے کے ٹھیک سامنے رکتے حیا وقاص نے بے اختیار اپنا عکس بغور دیکھا تھا۔

سفید اور ہلکے افروزی کنٹراسٹ کے شلوار قمیض پر ہم رنگ شفون کا دوپٹہ اس پل اسکی سفید رنگت کو مزید نکھار رہا تھا۔

"سنو تم خوبصورت ہو مگر مجھے تمھاری حد

سے زیادہ سادگی اتنا اٹریکٹ نہیں

کر پاتی۔۔۔" معاً سماعتوں میں شور مچاتی

بھاری آواز اسکے دل کی دھڑکنیں کم کر گئی

تھی۔۔۔

"جلد ہی ہماری شادی ہونے والی ہے

رائٹ۔۔۔اور یہ کوئی معمولی بات ہرگز

نہیں ہے۔۔۔ سو پلیز یار بدلو خود

کو۔۔۔اپنے آپ کو پورا پورا میری پسند

کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو

تم۔۔۔“ بلاشبہ زیدان عالم درانی کا لہجہ

اُس پل نرمی لیے ہوئے تھا مگر اس سے

ٹپکتی بے زاریت حقیقتاً چونکا دینے والی

تھی۔

نم پڑتی آنکھوں کے سنگ اپنے عکس کو آہستگی سے چھوتے ہوئے حیا نے گہرا سانس بھرا۔

"تو آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔؟؟ کیا کروں میں۔۔۔؟؟؟" دھیمے لہجے میں وہ پچھ پریشان سی جھجک کر اپنے بچپن کے منگیتر سے اسکی مرضی پوچھ رہی تھی۔۔۔جو

شادی کی تاریخ پکی ہو جانے پر چند میٹھے بول بولنے کی بجائے اسے اپنی ایک الگ ہی غیر متوقع سی داستاں سمجھانا چاہ رہا تھا۔۔

معاً حیا نے سینے پر پڑا دوپٹہ اتار کر سامنے ڈریسنگ پر رکھا۔ ساتھ ہی ہلکے نم بال

کیچر سے آزاد کرتے ہوئے آہستگی سے
کندھوں پر بکھر دیئے۔

”میں چاہتا ہوں کہ تم میرے معیار کے
مطابق اٹریکٹو بنو۔۔۔کچھ حد تک
بولڈ۔۔۔شوخ چلبلی سی لڑکی۔۔۔دل
دھڑکا دینے والی ادائیں۔۔لک اپناؤ کہ
میں شدتوں سے تمھاری طرف کھنچا چلا

آؤں۔۔۔تم سمجھ رہی ہو ناں جو میں تمھیں سمجھانا چاہ رہا ہوں۔۔۔یہ نائنٹیز کی بے کار ہیروئنز کی طرح بات بات پر شرمانا جھجکنا۔۔۔ایکسٹرا پردہ داری۔۔۔افففف آئی رئیلی ہیٹ اِٹ یار۔۔۔" روانگی سے بولتا ہوا وہ اسے اسکی طبعیت سے ہٹ کر ایک الگ ہی قسم کی لڑکی بننے پر مجبور کر رہا تھا۔

حیا نے لب بھینچ کر ڈریسنگ ٹیبل سے ڈیپ ریڈ کلر کی لپ اسٹک اٹھا کر اپنے پنکھری لبوں پر لگائی تھی۔

ہاں یہ سچ تھا کہ وہ اپنی چھوٹی بہن کے برعکس ایک سادہ مزاج۔۔۔دبو سی لڑکی تھی۔۔۔لیکن اس بار معاملہ گہرا تھا۔۔۔

محبت کا معاملہ۔۔۔

تو پھر کیسے نہ ہامی بھرتی۔۔؟؟

"آ۔۔آپ فکر نہیں کریں

زیدان۔۔۔میں اپنی پوری کوشش کروں

گی کہ آپکے ہر تقاضے پر پورا اتر

سکوں۔۔۔" اپنے آس پاس بکھرتی خود کی

ہی مضبوط آواز حیا وقاص کو بے بسی تلے
مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

کئی سالوں بعد لندن سے واپس لوٹنے
کے بعد زیدان عالم درانی جہاں بڑے
اچھے سے اپنے بابا کا بزنس سنبھالنے میں
کامیاب ٹھہرا تھا۔ وہیں اپنی سوچ اور

پسند کے معاملے میں بھی بہت زیادہ بدل

چکا تھا۔

اس قدر زیادہ کے حیا وقاص کی ذات کا

ہلکان ہونا تو طے تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

میٹنگ سے مکمل فارغ ہونے کے بعد اب وہ آفس روم میں اطمینان سے بیٹھا اپنے قیمتی موبائل فون پر ایک ایک کر کے اس کی دل دھڑکاتی تصاویر دیکھ رہا تھا۔

خوبصورت۔۔۔ "پوری اسکرین پر" قابض اُس چمکتے چہرے کو آہستگی سے

چھوتے ہوئے اس کے لب اشتیاق سے
پھڑ پھڑائے۔

دلکش۔۔۔۔۔"معاً سرخ لبوں پر آکر
رکتی انگلی اس بار زیدان عالم درانی کے
دل کی بیٹ مس کرگئی تھی۔

اگلی تصویر میں وہ جینز کے اوپر یلیو شارٹ

کُرتا پہنے، دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے

ایک ادا سے کھڑی تھی۔

دھیرے سے ہنستے ہوئے اس نے تصویر

آگے کرنے کو پھر سے اسکرین پر انگھوٹھا

پھیرا۔

”افففف۔۔ریئلی انٹرسٹنگ۔۔۔۔۔“

شوخی سے بائیں آنکھ دباتی وہ کھلے انداز میں گلابی لبوں کو سکیڑے کِس پوز دے رہی تھی۔

معاذ یزدان نے سیٹ سے سر ٹکاتے گہرا سانس خارج کیا۔اسے اپنی ساری پرسنل تصاویر بھیجنے والی حسنہ وقار خود تھی۔

زیدان کے ذہن میں آج سے ٹھیک
ڈیڑھ مہینے پہلے کے حسین لمحے تازہ
ہوئے تھے۔۔۔جب وہ اطراف سے
بے خبر بارش کے پانی میں بھیگ رہی
تھی۔ایسے میں اپنے علیشان گھر کی اونچی
چھت سے یہ سب دیکھتا زیدان عالم وہی
تھم گیا تھا۔

دوپٹے سے ندارد بھیگا ہوا بدن اچھے بھلے مرد کو بہکا سکتا تھا۔۔۔اور زندگی میں پہلی بار وہ اپنی ہونے والی سالی کو بغور تکتا اپنا آپ بھولا تھا۔

برستی بارش تلے۔۔۔کھلے نم بالوں کو جھٹکتی حسنہ نے بھی کسی احساس کے تحت

اوپر دیکھا۔ پھر اپنے تایازاد کو اپنی جانب تکتا پا کر ٹھٹکی۔

مگر حقیقتاً حیران تو وہ تب ہوا تھا جب شرم سے اندر بھاگنے کی بجائے حسنہ وقاص اسکی جانب چہرہ کیے نرمی سے مسکرائی۔

پھر بے باکی سے اپنی باہیں پھیلا کر آہستگی سے گھومتی ہوئی وہ اسے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر کر دلکشی سے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

ہاں وہ بے باک سی شوخ لڑکی اب اس کے باغی دل پر شدتوں سے قابض ہو چکی تھی۔۔۔مگر۔۔۔!!!

زیدان عالم قدرے بے چینی سے ٹیک ہٹاتا سیدھا ہوا۔بے خود مسکراہٹیں پل میں سمٹی تھیں۔

مگراب وہ اس سے شدید خفا ہو بیٹھی تھی۔۔۔

اور وجہ حیا وقاص تھی۔۔۔

حسنہ وقاص کی دبو سی سو کالڈ بڑی بہن!!! جس سے وہ سب کی رضا مندی کے سبب اگلے ہفتے شادی کرنے والا تھا۔

زیدان عالم بد دلی سے مٹھیاں بھینچتا ہوا سوچوں میں پڑا۔۔۔

اسے بیوی کے طور پر اپنی بچپن کی منگ نہیں بلکہ اس کی چھوٹی بہن چاہیے تھی۔۔۔

ہاں اسے حسنہ وقاص ہی چاہیے تھی۔۔۔

مگر کیسے۔۔۔۔۔؟؟؟؟

RJ NOVELIST

اس وقت کمرے کی بند فضا میں سگریٹ
کی قابلِ برداشت بُو پھیلی ہوئی تھی۔بیڈ
کراؤن سے ٹیک لگا کر نیم دراز سا وہ کوئی
چھٹی بار سگریٹ پھونک رہا تھا۔سیاہ

نگاہوں کی سرخی اس پل اس کے اندر کی توڑ پھوڑ کا صاف پتا دے رہی تھی۔

تین سے چار دن ہو چکے تھے اُسے پاکستان آئے ہوئے۔۔۔ مگر اپنی اچانک واپسی کی جو وجہ اس نے گھر والوں کو بتائی تھی وہ سب کے سروں پر بم پھوڑنے کے لیے کافی تھی۔۔۔

معاً سنساتے دماغ پر زور ڈالتے ہوئے رمیض کو یاد آیا تھا کہ کیسے وہ سب گھر والوں کے سامنے جان بوجھ کر خود کو اپنی بے وفا بیوی کا قاتل باور کروا چکا تھا۔

اور کرواتا بھی کیوں ناں۔۔۔؟؟

آخر کو وہ بدکردار عورت دنیا کے لیے نہ سہی مگر اس کے لیے تو مر ہی چکی تھی ناں۔۔

رمیض نے آنکھوں میں ابھرتی سرخ نمی کو تلخی سے رگڑا۔ پھر ختم ہو چکی سگریٹ کو پاس پڑی ایش ٹرے میں جھٹک دیا۔

گھر والوں کی ہلکی پھلکی دلجوئی کے

باوجود بھی پچھلے دنوں کی بدترین یادوں

نے اس کی راتوں کی نیندیں حرام کردی

تھیں۔اس کی ازلی تلخ مزاجی کو مزید تلخ

ترین بنادیا تھا۔

اتنا آسان تھا کیا ان سب سے پیچھا

چھڑوانا۔۔۔؟

ناچاہتے ہوئے بھی اِک سلگتا ہوا منظر اس کی یاداشت میں شدت سے ابھر کر نیم وا نگاہوں کے سامنے گھوما تھا۔

"یہ تم نے بہت اچھا کام کیا مائے بیوٹی کوئن۔۔۔جو مِس کیرج کے تھرو اپنے سو کالڈ شوہر کی اولاد کو وبالِ جان بننے سے پہلے ہی مروا ڈالا۔۔۔میں زندگی بھر

کے لیے تمھیں تو عیش و آرام دے سکتا

تھا مگر ایک معمولی سے شیف کی اولاد کا

بوجھ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا

تھا۔۔۔۔" ہوٹل کے شاندار روم میں

وہ رئیس زادہ اس کی بدکردار بیوی کو

باہنوں میں سمیٹے ہوئے کیسے خالصتاً

انگریزی میں اس کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا

ناں۔۔۔

سوچتے ہوئے رمیض عالم درانی کا دل ایک بار پھر سے پھٹنے لگا۔

"تمھاری خوشی کے لیے اتنی قربانی تو دینی ہی تھی ناں مجھے ہنی۔۔اور ویسے بھی۔۔۔بچے مجھے خود پسند نہیں ہیں۔۔۔آئی لائیک جسٹ یو مین۔۔۔۔"

اس کی گردن میں بے باکی سے باہیں ڈال کر قریب تر ہوتی وہ مقابل کو شدتوں سے بہکنے پر مجبور کر گئی تھی۔

تڑپ کر سینہ مسلتے رمیض کو اِس پل شدت سے افسوس ہونے لگا تھا۔۔ کہ آخر کیوں۔۔؟؟ کیوں وہ اُس فریبی عورت کو طلاق دینے کے بعد اس کی

آخری سانسوں پر زندہ چھوڑ آیا تھا۔۔۔؟؟

گلا دبا کر جان سے مار کیوں نہ دیا۔۔۔؟؟

RJ NOVELIST

"مومی۔۔۔؟؟؟" وہ اس کے لیے گلاس میں دودھ لے کر آئی تھی جب اسنے زلیخا کو اپنے پاس بیڈ پر بیٹھتا دیکھ منہ بسور کر مخاطب کیا۔

"یس مومی کی جان۔۔۔!!!" اپنے ساتہ سالہ خوبصورت بیٹے کو اداس دیکھ کر وہ چونکی تھی۔

"کل سکول میں پیرنٹس میٹنگ ہے۔۔۔" حمزہ آہستگی سے بڑبڑایا تو بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی زلیخا کے لب اس کی بے وجہ اداسی پر مسکرائے۔

"ہاں تو۔۔۔اس میں اتنا سیڈ ہونے والی کیا بات ہے حمزہ۔۔۔؟؟" اس کے

بھورے بالوں میں لاڈ سے ہاتھ پھیرتی وہ دودھ کا گلاس اسے تھما چکی تھی۔

ویکلی پیرنٹس میٹنگ اٹینڈ کرنا اب تو معمولی سی بات بن چکی تھی۔۔۔

"مومی یہی تو سب سے زیادہ سیڈ ہونے والی بات ہے۔ ٹیچر نے بولا ہے کہ کل

سب بچے اپنے مومی ڈیڈی کو ساتھ لے کر آئیں گے۔۔۔اگر نہ لائے تو پنش ملے گی۔۔۔" افسردگی سے بتاتا وہ سخت گیر ٹیچر سے ملنے والی پنش کو لے کر ڈر رہا تھا۔

اس کی بات سن کر زلیخا کی مسکراہٹ پل میں سمٹی۔

"لیکن بیٹا تمھاری ٹیچر آلریڈی یہ بات جانتی ہیں کہ تمھارے ڈیڈی نہیں ہیں۔۔۔ سو ڈونٹ وری تمھیں کوئی پنش نہیں کرے گا۔۔ ہمم۔۔۔۔۔" وہ بڑے ضبط سے یہ بات کہہ گئی تھی۔

چار سال پہلے ایکسیڈنٹ میں ہونے والی شوہر کی موت نے جہاں زلیخا عالم درانی کی ہنستی بستی زندگی کو مکمل بدل کر رکھ دیا تھا۔۔۔وہیں اس نے اپنی ساری خوشیاں حمزہ جیسی اکلوتی اولاد تک محدود کر دی تھیں۔

اُس روز شاہ زین اس کے بھائی رمیض کو

ائیرپورٹ چھوڑ کر واپس آ رہا تھا جب

سامنے سے تیز رفتاری میں آتا ٹرالہ

شدتوں سے گاڑی سے ٹکراتا ہوا شاہ زین

کو موت کی وادیوں میں دھکیلتا چلا گیا۔

اور اُسی دن سے زلیخا جانے انجانے میں رمیض عالم درانی کی ذات کو منحوس سمجھنے لگی تھی۔

سسرال تو عدت کے دن پورے ہوتے ہی چھوٹ چکا تھا اور تبھی سے وہ اپنے بچے کو لے کر اپنے ماں باپ کے گھر رہ رہی تھی۔۔

اس دوران جانے کتنوں کے ہی رشتے اس
کے لیے آ چکے تھے مگر وہ سبھی کو
بے دردی سے ریجیکٹ کرتی۔۔ عالم
صاحب کے ساتھ مل کر خود کو بزنس
کے معاملات میں مصروف کر چکی تھی۔

آخر کو وہ کمپنی میں بیس پرسنٹ شیئرز کی
مالک تھی۔

”بٹ میری نیو ٹیچر تو یہ بات نہیں جانتی
ناں مومی۔۔۔اور نہ ہی میں نے انھیں
بتایا ہے۔۔۔۔“ دودھ کو کچھ
ناپسندیدگی سے دیکھتا وہ چڑ کر بولا تو زلیخا
نے چونک کر اسے دیکھا۔

جانے کیوں اب اسے اپنے محروم باپ کی
کمی کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگی
تھی۔ اکثر وہ یہ بات سب کے سامنے منہ
پر بھی کہہ دیا کرتا تھا۔

"اچھا تم چپ چاپ یہ دودھ فنش
کرو۔۔۔کل جب میں تمھارے ساتھ

اسکول جاؤں گی تو تمھاری نیو ٹیچر کو سب

بتادوں گی او کے۔۔۔۔" نرمی سے کہتی وہ

اب اپنے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر اسے

دودھ پلانے لگی۔

جبکہ حمزہ منہ کے عجیب و غریب زاویے

بناتا ہوا بددلی سے چھوٹے چھوٹے گھونٹ

بھرتا کچھ ہی دیر میں سارا دودھ پی چکا

تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ دونوں بہنیں اس وقت چھوٹے سے

لاؤنج میں دھرے ڈائنگ ٹیبل پر

.براجمان اپنے بابا کے ساتھ رات کا کھانا
کھانے میں مصروف تھیں۔

اپنی باری آنے پر آج حیا نے وقاص
صاحب کی پسند کے کڑی چاول خود اپنے
ہاتھوں سے بنائے تھے۔

لیکن اب جو بات اُن بہنوں کو اچانک ان
سے پتا چل رہی تھی وہ دونوں کا اطمینان
پل میں چکنا چور کرنے کو کافی تھی۔

"کیا یہ بات سچ ہے بابا۔۔۔؟؟ کیا واقعی
میں رمیض بھائی اپنی اُس انگریزنی بیوی
کو مار کر پاکستان بھاگ آئے
ہیں۔۔۔؟؟؟" بے اختیار چاولوں سے

ہاتھ روکتی حسنہ نے بڑی مشکلوں سے اپنی آواز پر قابو پاتے پوچھا۔۔۔تو حیا نے آنکھیں پھیلائے اپنے ابا کا سر اثبات میں ہلتے دیکھا۔۔

وہ سخت مزاج شخص جو اپنے چھوٹے بھائی کی شادی پر نہ آنے کی ٹھان چکا تھا۔۔۔اب چند دن پہلے ہی اپنا سب کچھ

چھوڑ چھاڑ کے پاکستان واپس لوٹ آیا تھا۔۔

لیکن قتل کی بات سن کر تو حیا کے رونگھٹے ہی کھڑے ہو چکے تھے۔

ہاں۔۔۔بڑے بھائی صاحب کو تو اس" نے اپنے پاکستان آنے کی اصل وجہ یہی

بتائی ہے۔۔۔ بیوی کی بدکرداری اور دغا
بازی نے اس غیرت مند انسان کو ان
حدوں تک پہنچنے پر مجبور کر دیا ہے جس کا
انتخاب شاید وہ کبھی بھی اپنی زندگی میں نہ
کرتا۔۔۔۔" آدھی ادھوری حقیقتوں سے
واقف۔۔۔ کھانا چھوڑ چکے وقاص صاحب
کا لہجہ دھیما مگر تاسف زدہ سا تھا۔۔۔

جہاں ایک طرف حیا کی شادی کی خوشی
تھی۔۔وہیں اپنے لاڈلے بھتیجے کے
ساتھ ہو چکا ناخوشگوار واقع انہیں افسردہ
کر گیا تھا۔۔ مگر ان کی اپنائیت کو کسی بھی
طور پر کم نہیں کر پایا تھا۔

حسنہ نے بے اختیار گہرا سانس بھرا تو حیا
کے چہرے کی رنگت بدلی۔

"غیرت مند؟؟؟وہ بالکل بھی غیرت
مند نہیں ہے بابا۔۔۔بلکہ ایک بھگوڑا
قاتل انسان ہے۔۔۔اپنی بیوی کا
قاتل۔۔۔انتہائی سفاک اور ظالم۔۔۔"
موردِالزام ٹھہرانے کی بجائے وقاص
صاحب کا یوں اس کے حق میں بولنا حیا پر

شدید ناگوار ہی تو گزرا تھا۔ جبھی وہ
جذباتی سی بولتی چلی گئی۔

حسنہ نے چونک کر اپنی بڑی بہن کے
تیور دیکھے جس کا لہجہ جذبات تلے لرز رہا
تھا۔

معاً سربراہی کرسی پر بیٹھے وقاص صاحب نے اسے سمجھانے کو آگے بڑھ کر آہستگی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مت بھولو بیٹی کہ وہ کزن ہونے کے ساتھ ساتھ تمھارا ہونے والا جیٹھ بھی ہے۔۔۔دوہرے رشتوں سے اتنی بدظنی مت دکھاؤ کیونکہ عنقریب تمھیں اپنی

آئندہ کی ساری زندگی انہی لوگوں کے بیچ میں تو گزارنی ہے۔۔۔۔" وہ جانتے تھے کہ حیا ہمیشہ سے ہی رمیض عالم کی ذات سے کتراتی آئی تھی۔۔۔

مگر اب جو نفرت بھرے تیور انھیں براہِ راست دیکھنے کو مل رہے تھے وہ حقیقتاً انھیں بڑی فکروں میں ڈال گئے تھے۔

چودہ سال پہلے۔۔ وقاص صاحب کی بیوی
کلثوم کی وفات کو کچھ ہی دن گزرے تھے
جب ان کے بڑے بھائی عالم درانی نے
باہمی رضامندی کے تحت حیا کا رشتہ
اپنے چھوٹے بیٹے زیدان کے ساتھ پکا
کر دیا تھا۔

تیزی سے بڑھتا وقت جہاں عالم درانی کو
دولت امیری کی چمک دمک سے روشناس
کرواتا چلا گیا تھا۔۔وہیں وقاص صاحب
اپنی دو بچیوں کے سنگ سادہ سی زندگی اور
بڑے بھائی کی ازلی مخلصی پر حد درجہ
مطمئن تھے۔

مگر اتنے بدلاؤ کے باوجود بھی ایک چیز جو آج تک نہیں بدلی تھی وہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ گھر تھے۔

ایک طرف جدید طرز کا بنوایا گیا شاندار سا درانی پیلس تھا تو دوسری طرف وقاص صاحب کا وہی سادہ طرز کا پانچ مرلہ پرانا سا مکان۔۔۔

لیکن بابا۔۔۔"اس کھلی حقیقت پر"

جہاں حسنہ نے شدت سے جلتے دل کے

ساتھ نامحسوس انداز میں بے چین ہو کر

پہلو بدلا تھا۔۔۔وہیں حیا نے سست پڑتی

دھڑکنوں کے ساتھ کچھ کہنا چاہا۔۔

مگر وقاص صاحب ہاتھ اٹھاتے اسے

سرعت سے ٹوک گئے۔۔

حیا کی غلافی نگاہیں نم پڑنے لگیں۔۔

"یہ بات راز کی بات ہے جس تک بھائی

صاحب نے بڑے مان سے ہمیں رسائی

دی ہے۔۔۔اب ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ

اسے فضول میں زیرِ بحث لانے کی بجائے

ہم اس راز کو ہمیشہ کے لیے اپنے دلوں

میں دفن کر لیں اور ایک ناخوشگوار حادثہ
سمجھ کر بھول جائیں۔۔۔یہی ہم سب
کے لیے بہترین راہِ حل ہے۔۔۔"
سپاٹ آواز میں باور کرواتے ہوئے وہ
مزید وہاں رکے نہیں تھے بلکہ اپنی بیٹیوں
کو الگ الگ سوچوں میں ڈوباتے وہاں
سے اٹھ کر نکلتے چلے گئے۔۔

اس دوران پلیٹوں میں پڑا ادھورا رزق اپنی ناقدری پر ہنوز نالاں ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

"زیدان عالم درانی حسنہ وقاص کے ساتھ انوالو ہے۔۔۔؟؟ یہ کیا بکواس کر رہا ہے تُو شیبی۔۔۔؟ وہ تو خود چند دنوں میں

اُس کی بڑی بہن سے شادی رچانے والا

ہے پھر بھلا ایسا کیسے ممکن ہو سکتا

ہے۔۔۔؟؟" ریڈ وائن کا گلاس ٹیبل پر

پٹختا وہ حیرت زدہ سا فون پر پوچھ رہا تھا۔

کافی دن پہلے یونیورسٹی میں سب کے

سامنے ہوئی اپنی بے عزتی پر کیفی نے اسی

روز اپنے جگری دوست شیبی کو حسنہ
پر نظر رکھنے کا بول دیا تھا۔

لیکن اب جو بات اسے پتہ چل رہی تھی
وہ حقیقتاً اسے جھٹکا دے گئی تھی۔

"شادی کر تو رہا ہے یار۔۔۔ مگر میں نے
اُس حسنہ بی بی کی ساری ہسٹری کھنگال لی

ہے۔۔وہ اپنے ہونے والے بہنوئی کے
سنگ خفیہ طور پر کئی بار رومینٹک ڈیٹیں
مار چکی ہے۔۔۔ ثبوت کے طور پر ان کی
فوٹیج بھی بھیج دی ہیں میں نے تجھے چیک
کر لے۔۔۔۔" دلجمعی سے بتاتا شیبی سب
راز کھولتا جا رہا تھا۔

کیفی نے خراب ہو چکے دماغ کے ساتھ کال کاٹی۔

پھر سرخ آنکھوں سے آئی ہوئی تمام تصاویر کو ایک ایک کر کے دیکھنے لگا۔۔۔جو یقیناً چلتی ویڈیو سے لی گئی تھیں۔

وہ کوئی مہنگا سا ہوٹل تھا جہاں لگے خفیہ کیمروں نے ان دونوں کو ایک مکمل منظر میں قید کر لیا تھا۔

کیفی نے سختی سے لب بھینچ کر تصویر کو زوم کر کے دیکھا۔

کتنی خوش تھی ناں وہ مقابل مرد کے
ہاتھوں میں اپنا نازک ہاتھ پھنسائے۔

بالکل ایسی ہی من مستیاں وہ اس کے
ساتھ بھی تو کر چکی تھی۔۔۔

سالی۔۔۔گالیاں۔۔۔# #۔۔۔۔"
معاً جلتے دل کے ساتھ مغلفات بکتے

غصے میں ہوئے کیفی نے اپنا قیمتی موبائل فون
سامنے دیوار پر دے مارا۔

"میں، میں میرا دل توڑنے کی پاداش میں،
تمھیں ہی توڑ کر رکھ دوں گا حسنہ وقاص
تم دیکھنا۔۔۔ یہ میرا وعدہ رہا تم
سے۔۔۔" قطعیت بھرے لہجے میں چیخ
کر کہتا وہ اگلے ہی پل پاس پڑی وائن کا

گلاس اٹھائے ایک ہی سانس میں چڑھا گیا تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ سرمئی رنگت کا استری شدہ شلوار کُرتا بازو پر رکھے ہوئے تیزی سے حفصہ بیگم کے کمرے کی جانب لپکی تھی۔

"تائی جان۔۔۔؟؟ یہ رمیض بھائی کے کپڑے میں نے استری کر دیئے ہیں۔۔۔" حفصہ بیگم جو کسی سے کال پر بات کرتی اپنے کمرے سے باہر نکل رہی تھیں، سامنے آکر رکتی حیا کے یوں مخاطب کرنے پر پل بھر کو چونکیں۔

پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اسے خود دے کر آنے کا بولنے لگیں۔

ان کی بات سمجھتے ہوئے حیا کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔

”ت۔۔تائی جان۔۔۔۔“ حیا نے اپنے لیے راہِ فرار چاہی مگر بے سود۔۔۔۔

"جی بالکل بلقیس آپا۔۔۔رمیض کا بھی
کچھ نہ کچھ سوچ ہی لیں گے ہم۔۔۔لیکن
ابھی کے لیے تو ہماری تمام تر توجہ کا مرکز
صرف اور صرف زیدان اور حیا کی ذات
بنی ہوئی ہے۔۔۔"کال پر ہنس کر جواب
دیتی وہ اس کو نظر انداز کرتی ہوئی وہاں
سے جا چکی تھیں۔۔

پیچھے حیا نے بددلی سے استری شدہ کپڑوں کو دیکھا۔

دوہرے رشتے طے ہو جانے کے باوجود بھی وہ اور حسنہ باآسانی اس گھر میں آجایا کرتی تھیں۔

مگر جب سے رمیض عالم درانی کی واپسی ہوئی تھی حیا اِدھر آنے سے ذرا کترانے سی لگی تھی۔

آج بھی وہ صبح سویرے تائی جان کے بلانے پر ہی یہاں آئی تھی۔۔۔

لیکن ملازمہ کی غیر موجودگی میں حفصہ بیگم نے موقعے کی مناسبت سے اس کو رمیض کے کپڑے استری کرنے کا بول دیا تھا۔

مرتی کیا نہ کرتی مصداق وہ جیسے تیسے کپڑے تو استری کر چکی تھی، مگر اب اُس

شخص کے کمرے تک جانا اسے کسی عذاب سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔

"تو کیا اب مجھے یہ کپڑے دینے کے لیے اُس قاتل انسان کے بیڈ روم تک جانا پڑے گا۔۔؟؟؟ افففف خدایا۔۔۔۔"

پریشانی میں خود سے ہی بڑبڑاتی ہوئی وہ

شدتِ بے بسی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔

اپنی تائی جان کا کہا ٹالنا بھی تو اس کے لیے مشکل ترین تھا۔۔۔

سڑھیاں چڑھتے ہوئے حیا کے دل کی دھڑکنیں ناچاہتے ہوئے بھی سست ہوتی چلی جارہی تھیں۔

تقریباً چھ سے سات دن ہونے کو آئے تھے اُس اکھڑ مزاج شخص کو امریکہ سے واپس پاکستان آئے ہوئے۔۔۔اور اسکی

واپسی کی وجہ حقیقتاً رونگھٹے کھڑے کر دینے والی تھی۔

اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو بے وفائی کے جرم میں مار کر آیا تھا اور۔۔۔اب امریکہ کبھی بھی واپس نہیں جا سکتا تھا۔

ان چند دنوں میں وہ دو پل کی محض دو ملاقاتوں میں ہی حیا کو خود سے بری طرح کترانے پر مجبور کر چکا تھا۔

معاً گمرے کے سامنے رکتی حیا نے سر جھٹکتے ہوئے اپنی تمام تر سوچوں کا تسلسل توڑا۔

پھر بمشکل تھوک نگلتے ہوئے۔۔ ہلکی سی

دستک دے کر اگلے ہی پل دروازہ کھولتی

اندر داخل ہوئی۔

وہ جو ماتھے پر تیوریاں چڑھائے، بیڈ

کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا لیپ ٹاپ پر

پاکستانی کھانوں کی نت نئی ریسپیز دیکھنے

میں بری طرح غرق تھا، اس کے

دھڑلے سے اندر آنے پر چونکتا ہوا سیدھا ہوا۔

"بھائی یہ آپکے کپڑے۔۔استری ہو چکے ہیں۔۔۔۔" حیا خاصا جھجک کر بولتی ہوئی اس کے شلوار کُرتے کو آگے بڑھ کر بیڈ کی پائنتی پر پھیلا چکی تھی۔

رمیض نے کچھ ناگواریت سے حیا کو

دیکھا جو بنا نظریں ملائے سپاٹ چہرے کے

ساتھ واپس جانے کو پلٹی تھی۔

سنو۔۔۔!!!" اس کا بھاری لب و

لہجے میں پیچھے سے مخاطب کرنا حیا کو وہیں

سن کر گیا۔

ڈوبتے دل کے ساتھ وہ آہستگی سے اس کی جانب پلٹی تھی۔

"حیرت ہے ویسے۔۔۔امریکہ میں رہ کر میں آیا ہوں۔۔۔ مگر سلام دعا کے آداب تم بھلا چکی ہو۔۔۔۔" سنجیدگی سے بولتا ہوا وہ اس کی اخلاقیات پر گہرا طنز کر گیا تھا۔

اس کی بات پر حیا حلق تر کرتی ناچاہتے ہوئے بھی شرمندہ سی ہو گئی۔

"ا۔اسلام علیکم رمیض بھائی۔۔۔ایم سوری۔۔پر پتا نہیں کیسے دھیان نہیں رہا مجھے۔۔۔ورنہ تو میں لازماً سلام لیتی ہوں۔۔۔" دبی آواز میں اپنی صفائی

دیتے ہوئے اسے مقابل کی نگاہوں کی ناگوار سی تپش بہت کھل رہی تھی۔

"خیر جو بھی ہو۔۔۔ مگر میرا اب تم پر واپس سلامتی بھیجنے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔۔ جاتے ہوئے دروازہ بند کرتی جانا۔۔۔۔" اس کے گریز کی وجہ سمجھنے کی رتی برابر بھی کوشش نہ کرتے ہوئے

وہ سنجیدہ لہجے میں حیا کی ٹھیک ٹھاک بے عزتی کر چکا تھا۔

جواباً حیا نے اہانت سے سرخ چہرہ لیے اس کی جانب حیرت سے دیکھا۔۔۔جو قدرے بے نیازی سے تیوری چڑھائے واپس لیپ ٹاپ اسکرین کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

کون کہہ سکتا تھا کہ فرسٹ کزن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اسکا ہونے والا جیٹھ بھی تھا۔۔۔

خود کے غصے اور نفرت پر ضبط کرتی ہوئی حیا اگلے ہی پل وہاں سے پلٹتی تندہی کے ساتھ کمرے سے جا چکی تھی۔۔۔

جبکہ دھاڑ کی آواز کے ساتھ بند ہوتے دروازے پر رمیض کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ قریبی پارک سے جاگنگ کر کے واپس آیا تھا۔ مگر پھر کچھ سوچ کر درانی ہاؤس جانے کی بجائے سیدھا ساتھ والے گھر میں گھس گیا۔

ان لاک گیٹ سے اندر آتے ہوئے اسے معلوم تھا کہ وقاص صاحب اس وقت اپنے کام پر جا چکے تھے۔

خالی لاؤنج میں آتے ہوئے زیدان کی متلاشی نگاہیں پل میں ہی اطراف کو کھنگال چکی تھیں۔

معاً سامنے کچن سے سنائی دیتی صاف کھٹ پٹ نے اسے آگے ہو کر اندر جھانکنے پر

مجبور کیا تھا جہاں وہ بے نیاز سی خود کے لیے آملیٹ بنانے میں مصروف تھی۔

اس دوران لبوں سے پھوٹتی دھیمی اداس گنگناہٹ اسکی کام میں دلچسپی کو بخوبی ظاہر کر رہی تھی۔

اگلے ہی پل وہ قدرے خراب موڈ کے ساتھ دبے قدموں کچن میں داخل ہوا۔

”ہاااہ۔۔۔۔ہ۔۔۔“ حسنہ جو ادھ پکے آملیٹ کو جلدی سے پاس دھری پلیٹ میں ڈالتی چولہا بند کرنے کو تھی۔۔کسی کے کھینچ کر اپنی جانب موڑنے پر دبا سا چیخ اٹھی۔

سامنے ہی وہ ماتھے پر بل ڈالے قدرے
برہمی سے اسے گھور رہا تھا۔

"ز۔۔زیدان۔۔۔کیا۔۔پاگل ہوگئے
ہیں آپ۔۔۔؟؟پلیز چھوڑیں مجھے۔۔۔"
اسکی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی

ناکام کوشش کرتی وہ ضبط سے
غرائی۔۔۔

ساتھ ہی کچن کے مکمل کھلے دروازے کی
جانب محتاط سی نگاہ دوڑائی کہ کہیں تائی
جان کی طرف گئی حیا اچانک آ ہی نہ
جائے۔۔۔

تم یہ فضول کی مزاحمت کرنا چھوڑو اور "

مجھے یہ بتاؤ کہ کب ٹوٹے کی تمھاری یہ

بلاوجہ کی اکڑ۔۔۔ ہمم۔۔۔؟؟؟ یہ

جانتے ہوئے بھی کہ میں ایسے ایٹیٹنگ

اٹیٹیوڈ کا بالکل بھی عادی نہیں ہوں تو

پھر مجھے ایسی اذیت دینے کی خاص

وجہ۔۔۔؟؟؟" اسے بازوؤں سے جھٹکا

دے کر قریب کرتا وہ برہمی سے پوچھ رہا تھا۔

اس کی جانب دیکھتی حسنہ کو اسکے ساتھ ساتھ اب خود پر بھی غصہ آنے لگا۔

"فار گاڈ سیک زیدان۔۔۔ تھوڑی عقل کریں اور دور ہٹیے مجھ سے پلیز۔۔۔ اگر

گھروالوں میں سے کسی ایک بھی فرد نے آپکو میرے ساتھ ایسی احمقانہ حرکتیں کرتے دیکھ لیا ناں توآپکو بالکل بھی اندازہ نہیں اسکا انجام ہم دونوں کے حق میں کس قدر برا ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟؟" اسکے سینے پر دباؤ ڈال کر سمجھاتی ہوئی وہ اس ضدی شخص کو پیچھے دھکیلنے میں بڑی ناکام رہی تھی۔

احمقانہ حرکتیں۔۔۔؟؟ ہونہہ۔۔۔ مجھ "

جیسے شاندار مرد کو اپنی محبت کے گہرے

جال میں پھنسا کر جتنا برا تم نے کر دیا ہے

ناں حسنہ بی بی!!! اسکے بعد مجھے اچھے

برے کی قطعی کوئی پرواہ نہیں

رہی۔۔۔ اور میری اس ناقص ہوتی عقل

کی ذمہ دار بھی صرف تم ہی ہو۔۔ اسی

لیے جو پوچھ رہا ہوں صرف اس کا جواب دو مجھے۔۔۔۔" وہ اس سے بلاوجہ کا گریز برت رہی تھی یہ بات زیدان اچھے سے جانتا تھا جبھی بے باکی سے اسکی نازک کمر کو جکڑتا ہوا حسنہ کی دھڑکنوں میں اُدھم مچا گیا۔

قدرے قریب سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے جہاں ایک کی آنکھوں میں خمار اترنے لگا تھا وہیں یہ بات سن کر دوسرے کے غصے کا گراف شدت سے بڑھتا چلا گیا۔

"آپکا یہ اعترافِ محبت اب میرے لیے سراسر بے معنی ہیں مسٹر زیدان عالم

درانی۔۔۔؟؟؟مت بھولیں کہ دو دن

بعد آپکی میری بڑی بہن سے شادی

ہونے والی ہے۔۔۔جس میں آپ سمیت

سبھی کی رضامندی شامل ہے۔۔۔تو پھر

میں کیوں نہ اپنے قدم پیچھے

لوں۔۔۔آپ جیسے دھوکے باز انسان

سے کیوں گریز نہ

برتوں۔۔۔ہاں۔۔۔؟؟" تیزی سے

بھیگتی آنکھوں کے ساتھ اس کی کالی شرٹ کا گریبان دبوچتی وہ پھٹ پڑی تھی۔

اُس دن کتنے آرام سے وہ سب کے سامنے شادی کی ہامی بھرتا اس کا دل توڑ گیا تھا ناں۔۔۔!!!

اور وہ سب کی موجودگی میں اسکا مسکراتا

ہوا چہرہ شکوہ کناں۔۔نم نظروں سے تکنے

کے سوا کچھ بھی نہیں کر پائی تھی۔۔

اس کے ہاتھوں کی جرات پر گہری نگاہ ڈالتا

زیدان ہولے سے مسکرایا۔پھر نظریں

اٹھا کر اس کا ضبط سے سرخ چہرہ دیکھا۔

دھوکے باز تو میں تب کہلاؤں گا ناں"

ڈارلنگ جب حقیقت میں تمھاری بڑی

بہن سے شادی کروں گا۔۔۔ کیا معلوم

اسکی جگہ میں تمھیں اپنی زندگی میں شامل

کر کے اپنا کھویا سکون واپس پالوں۔۔۔"

حسنہ کی کسمساتی کمر پر اپنی گرفت مزید

سخت کرتا وہ اطمینان سے بولا تھا۔

اس کے اطمینان پر حسنہ پل بھر کو چونکی۔

کیا وہ سنجیدہ تھا۔۔۔؟؟؟

"فقط کہہ دینا بہت آسان بات ہے

زیدان عالم درانی۔۔۔عملاً کر کے دکھانا

بہت سے بھی زیادہ مشکل کام ہوتا

ہے۔۔۔حیا آپی آپکی بچپن کی منگ

ہیں۔۔۔سب کے خلاف جا کر اسکی جگہ

بھلا میں کیسے لے سکتی ہوں۔۔۔؟؟؟"

آنسو بہاتی آنکھوں کے ساتھ ساتھ نم آواز میں بھی اداسی گھلی تھی۔۔

زیدان نے اس کی بے اعتباری پر سر کو ہولے سے جنبش دی۔

"تم۔۔۔ مگر تم ۔۔۔ وہ تو محض منگ ہے

میرا سکون میری محبت ہو حسنہ

وقاص ۔۔۔ اور یہ محبت جلد ہی ہر شے پر

بھاری پڑنے والی ہے ۔۔۔۔۔" جتنی

نرمی سے زیدان نے آنسو صاف کرتے

ہوئے اس کے رخسار کو تھاما تھا ۔۔۔ اتنی

ہی مضبوطی اس کی آواز اور لہجے میں

تھی۔

حسنہ وقاص نے تیز دھڑکنوں کے ساتھ
ٹھٹک کر اس کی جانب دیکھا۔

مقابل کا عیاں ہوتا اعتماد۔۔۔
حد درجہ سنجیدگی۔۔۔
لہجے کی مضبوطی۔۔۔

اور من چاہا لمس۔۔۔کچھ بھی تو قابلِ فراموش نہیں تھا۔

"آپ۔۔۔کک۔۔کیا کرنے والے ہیں زیدان۔۔۔؟؟؟" اس کے وجیہہ نقوش بے تابانہ تکتی وہ حیران ہوئی تھی۔

تمھارے لیے کچھ بھی۔۔۔" ایک"

دیوانگی سے کہتا جہاں وہ دلکشی سے مسکرایا

تھا وہیں حسنہ وقاص تیزی سے ابھرتی

روشن امیدوں کے سنگ فقط اسے دیکھ

کر رہ گئی۔۔۔

RJ NOVELIST

"اوئے دیکھ تو۔۔۔اس کے فیشن چیک کر ذرا۔۔۔ڈھلتی جوانی میں بھی سکون نہیں ہے اسے۔۔۔" وہ اس مہنگے مال سے شاپنگ کرنے کے بعد ایمرجنسی میں ایک طرف بنے واشروم ایریا کی طرف آئی تھی۔ مگر پھر فری ہونے کے بعد جیسے ہی وہ واشروم سے نکل کر باہر آئی تو وہاں پہلے سے ہی موجود دو لڑکوں میں سے

ایک نے چھوٹتے ہی اس پر مدھم آواز میں فقرہ کسا۔

اسی کی تقلید میں دوسرے لڑکے نے بھی ہنس کر سر سے کیپ اتارتے ہوئے سر تا پیر اسے کمینگی سے دیکھا تھا۔۔۔جو جینز کے اوپر سرخ رنگ کا کھلا کرتا پہنے

ہوئے بنا دوپٹے کے ہر لحاظ سے فیشن

ایبل لگ رہی تھی۔۔۔

مگر عمر اور بھرے بھرے صحت مند وجود

کے لحاظ سے لڑکی تو ہر گز نہ تھی۔۔

قطار میں بنے واش بیسن کی طرف آتے

ہوئے زلیخا نے بڑے ضبط سے ان دونوں

کو اگنور کیا تھا۔۔۔جو کہ عمر میں تئیس

چوبیس سالہ عیاش لگ رہے تھے۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ ان لوفر لڑکوں کی

لیڈیز ٹوائلٹ کے ایریا میں آنے کی کیا

تُک تھی۔۔۔اور نہ ہی اس نے کوئی

تفشیش کرنا گوارا سمجھا تھا۔

ہاں یار بات تو تُو بالکل ٹھیک کر رہا" ہے۔۔۔ مگر دیکھنے میں یہ کوئی مالدار عورت لگتی ہے مجھے۔۔۔" ساتھ والے لڑکے نے اب کی بار واش بیسن پر رکھے مہنگے برینڈ کے شاپنگ بیگز پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے مزید ٹکڑا لگایا۔۔

زلیخا نے سپاٹ چہرے کے ساتھ ہاتھ
دھوتے ہوئے خود پر قابو پانے کے لیے
گہرا سانس بھرا تھا۔

"ویسے عورت بولنے پر لڑکیاں کاٹ
کھانے کو دوڑتی ہیں۔۔۔یہ بھی ہمیں
کاٹ کھانے کو دوڑتی اگر جو واقعی میں
لڑکی ہوتی تو۔۔۔" اسے کھلے بالوں سے

بلیک گلاسز اتار کر ہینڈ بیگ میں ڈالتے دیکھ وہ ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنسے تھے۔

ان کی مسلسل چھیڑ خانیوں پر اب زلیخا کا پارہ ہائی ہونے لگا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔ بالکل صحیح کہا یار۔۔۔یہ تو ہے ہی پوری کی پوری عورت۔۔۔پکی عمر کی پکی عورت۔۔۔۔" دوسرا ابھی مزید شوخا ہوا تھا جب ہینڈ بیگ سمیت اپنے شاپنگ بیگز سنبھالتی زلیخا غصے سے ان کی جانب پلٹی۔

"یہ کیا واہیات حرکتیں کر رہے ہو تم لوگ۔۔۔ ہمم۔۔؟؟ شرم نہیں آتی یوں کسی کو بھی چھیڑتے ہوئے۔۔۔؟؟؟ یا پھر گھر میں ماں بہن نہیں ہے؟؟ جو ساری حیا ہی بیچ کھائی ہے تم لوفروں نے۔۔۔"

قدرے سخت لہجے میں ان پر برستی زلیخا دونوں کی مسکراہٹ چھین چکی تھی۔

ارے آنٹی کو برا لگ گیا یار۔۔۔“ وہ ”

لڑکا ڈھٹائی سے کہتا ذرا سا ہنسا تھا۔۔۔جب

دوسرا لڑکا کیپ واپس سر پر چڑھاتے

ہوئے زلیخا کے قریب آیا۔

”گھر میں ماں بہن تو ہے الحمداللہ۔۔۔ مگر

گھر سے باہر کوئی گرلفرینڈ نہیں

ہے۔۔۔۔ تم ہمارے لیے آسانی کر دو

ناں۔۔۔۔" بے شرمی سے مسکرا کر کہتا

وہ زلیخا کے بازو کو انگلیوں سے چھوتے

ہوئے اس کا دماغ ہی تو گھوما چکا تھا۔

یُو باسٹرڈ۔۔۔۔ہاؤ ڈئیر یو ٹو ٹچ "

می۔۔۔۔" بھڑک کر پوچھتے ہوئے

بے اختیار زلیخا کا ہاتھ اٹھا اور " چٹاااخ" کی

آواز کے ساتھ مقابل کھڑے لڑکے کا گال سرخ کر گیا۔

یہ دیکھ کر اس کا دوست بھی چونک کر خطرناک حد تک سریس ہوا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ می اگین۔۔۔۔ورنہ حشر نشر بگاڑ کے رکھ دوں گی میں تم لوگوں

کا۔۔۔گیٹ اٹ۔۔۔۔" شہادت کی انگلی اٹھا کر انھیں سرخ چہرے کے ساتھ وارن کرتی ہوئی وہ تندہی سے وہاں سے جانے کو تھی۔۔۔جب کیپ والا لڑکا غصے سے اس کا رستہ روکتا رکاوٹ بنا۔

"اچھا۔۔۔حشر نشر بگاڑے گی تُو ہمارا۔۔۔۔؟؟ لے بگاڑ۔۔۔ارے گھور کیا

رہی ہے بگاڑ ناں۔۔۔۔" آنکھوں میں آنکھیں ڈالے، بگڑ کر بولتا ہوا وہ ایک ہی جھٹکے میں زلیخا کے ہاتھ سے شاپنگ بیگز چھین کر فرش پر بکھیر چکا تھا۔

نتیجتاً حمزہ کی برینڈڈ پینٹ شرٹ کا پیکٹ ایک بیگ سے پھسل کر باہر کو نکل آیا۔

ایسے میں دوسرے لڑکے نے بھی قریب آتے ہوئے غصے میں گھری زلیخا کو گھیرا تھا۔۔۔

ان کی قسمت اچھی ہی تو تھی جو ابھی تک کوئی بھی اس ایریے کی طرف نہیں آیا تھا۔

تم دو ٹکے کے لوگ مجھے جانتے نہیں ہو"
ابھی کہ میں تم دونوں کے حق میں کس
قدر برا کر سکتی ہوں۔۔۔اسی لیے بہتر
یہی ہے کہ اپنی اوقات میں رہو۔۔۔"
محتاط ہو کر سخت تنبیہی لہجے میں کہتی ہوئی
وہ کسی حد تک گھبرا چکی تھی۔

ہمارا اب اوقات میں رہنا ہی تو مشکل "

بن چکا ہے میڈم۔۔۔بہت شوق ہے ناں

تجھے ہاتھ اٹھانے کا۔۔۔اب دیکھ ہمارے

ہاتھ کہاں کہاں اٹھتے ہیں۔۔۔۔" زلیخا

کے کندھے سے اس کا ہینڈ بیگ دبوچ کر

اتارتا جہاں وہ زہریلے لہجے میں بولا

تھا۔وہیں اپنے دوست کے اشارے پر

دوسرے لڑکے نے گھٹیا پن پر اترتے

ہوئے زلیخا کو کمر سے پکڑ کر پوری قوت

سے اپنی باہنوں میں دبوچا تھا۔

تم گھٹیا لوگ۔۔۔چ۔۔ چھوڑو"

مجھے۔۔۔ میں نے کہا چھوڑوووو۔۔۔"

ان کھلی شرمناکیوں پر زلیخا بوکھلاتی ہوئی

بری طرح چیخ اٹھی۔۔۔تو مقابل کھڑا

لوفر لڑکا اسے تلملا کر مزاحمت کرتا دیکھ

کمینگی سے ہنس دیا۔

اس سے پہلے کہ بدلہ لینے کو وہ بھی

سر عام بے باکیوں پر اترتا ہوا زلیخا کے منہ

کو دبوچ کر قریب ترین ہوتا کوئی

جسارت کرتا۔۔۔اچانک کسی نے پیچھے

سے آتے ہوئے اسے بروقت گردن سے

دبوچ کر پوری قوت سے پیچھے دھکیلا
تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

شادی کی تیاریاں کافی حد تک پوری ہو چکی
تھیں۔ایسے میں گنتی کے چند

خاص۔۔قریبی رشتہ داروں کی آمد بھی ہو چکی تھی۔

حفصہ بیگم حیا کے لیے تینوں دن کی مہنگے پارلر میں بکنگ کنفرم کروا کے زلیخا کے کمرے میں چلی آئی تھیں۔۔۔

وہ کافی دیر سے ایمرجنسی شاپنگ پر گئی ابھی تک واپس نہیں لوٹی تھی۔

کمرے میں موجود حمزہ ہنوز اسکول یونیفارم میں ملبوس، صوفے پر بیٹھا ایل۔ای۔ڈی اسکرین پر چلتی مووی پُر شوق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"حفصہ بیگم کی نظریں" !!!حمزہ۔۔۔۔

حمزہ سے ہوتے ہوئے بے ساختہ بڑی سی

اسکرین پر پڑیں تو وہ بری طرح چونک

گئیں۔

دو عدد جانے مانے اداکار آپس میں گھمبیر

معاملے پر بات چیت کرتے ہوئے

شراب نوشی کے سنگ سگریٹ نوشی بھی کر رہے تھے۔

ایسے میں آس پاس بولڈ لڑکیوں کی موجودگی صاف شرمناک ہی تو تھی۔

وہ بھلا کارٹونز چھوڑ

کر فلمیں۔۔۔ بالخصوص ایسی بے باک

فلمیں کب سے دیکھنے لگا تھا؟

"حمزہ۔۔۔؟؟؟ بچے یہ تم کیا دیکھ رہے ہو

اتنے غور سے۔۔۔۔؟؟" حیرت سے

پوچھتے ہوئے ان کو غصہ سا آیا تھا۔

اگر زلیخا یہ سب دیکھ لیتی تو یقیناً اس کی اچھی بھلی کلاس لیتی کہ ان کا نواسہ یاد رکھتا۔۔۔

"نانو جان۔۔۔میں ان دو آدمیوں کو غور سے دیکھ رہا ہوں جو سگریٹ پی رہے ہیں۔۔۔" وہ بنا چونکے ہنوز اسکرین پر اپنی گہری نظریں جمائے بتا رہا تھا۔

حفصہ بیگم نے مزید حیران ہوتے ہوئے بے اختیار اسکرین پر نگاہ ڈالی۔

معاً اُن مردوں کی گود میں سمٹ کر بیٹھتی ہوئی وہ بولڈ لڑکیاں اب بے باکیوں پر اترنے کو تھیں۔

مگر تمھیں کیا ضرورت ہے ایسی فالتو"
چیزیں دیکھنے کی۔۔۔ یہ چینل اور اچھے
بچوں کی طرح اچھے کارٹونز دیکھا
کرو بس۔۔۔؟؟" حفصہ بیگم نے ضبط
سے ڈپٹتے ہوئے ریموٹ پکڑ کر جلدی
سے چینل بدلا تو حمزہ نے بدمزہ ہوتے
ہوئے اپنی نانو کی جانب دیکھا۔

"میں ۔۔۔ نانو جان ہے نہیں فالتو یہ بٹ
نے خود دیکھا تھا اُس رات ماموں رمیض
بھی سیم ایسے ہی سموکنگ کر رہے
تھے۔۔۔ بالکل ایسے ہی لمبا لمبا دھواں اڑا
رہے تھے وہ بھی۔۔۔" وہیں صوفے پر
لیٹتے لیٹتے اس نے چڑ کر انکشاف کیا۔

اس کی بات سن کر حفصہ بیگم پل بھر کو ساکت ہوئیں۔

اب وہ حمزہ کو کیا تفصیل بتاتیں۔۔۔کہ کیسے ان کے بیٹے نے ٹینشنوں کی زد میں آتے ہوئے نہایت بری شے کو منہ لگالیا تھا۔۔۔

تم نے جو بھی دیکھا ہے اسے بھول جاؤ“
بیٹا۔۔۔یہ بالکل بھی اچھی چیز نہیں
ہوتی۔۔اٹس ٹو مچ ڈینجرس۔۔۔اور
اگر تمھاری مومی کو اس بات کی ذرا سی
بھی بھنک پڑ گئی ناں تو اس سے بہت مار
پڑے گی تمھیں یاد رکھنا۔۔۔“ اس کے
پاس بیٹھ کر مضبوط لہجے میں تنبیہہ

کرتے ہوئے وہ اندر ہی اندر رمیض کے
لیے افسردہ ہوئی تھیں۔

جواباً حمزہ نے بلاوجہ میں اپنی ریڈ ٹائی
کھینچتے ہوئے منہ بسورا۔

کم کم مواقع ہی ایسے آتے تھے جب اسے
اپنی نانو سے ڈانٹ پڑتی تھی۔

"چلو شاباش اب جلدی سے اٹھو۔۔۔اور اپنا یونیفارم چینج کر کے فریش

ہو جاؤ۔۔۔ تب تک میں صابرہ سے بول کر تمھارے لیے کھانا لگواتی ہوں۔۔۔۔"

وہ جانتی تھیں کہ حمزہ ابھی تک بھوکا تھا، جبھی زبردستی اسے اٹھا کر فریش ہونے کے لیے بھیجتی خود بھی "صابرہ" کو

پکارتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔۔

اس بات سے قدرے انجان کہ ان کی سخت تنبیہہ کے بر عکس حمزہ کے ننھے سے ذہن میں کچھ اور خیال ہی چل پڑے تھے۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو مسٹر شیف

رمیض عالم درانی۔۔۔اپنی زندگی میں

آگے بڑھنے کے لیے تم نے یہ ریسٹونٹ

خرید کر بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔"

وہ دونوں باپ بیٹا "فوڈ لینڈ ریسٹورنٹ"

کے سامنے کھڑے تھے،جب عالم صاحب

نے بڑے فخر سے اس کا چوڑا کندھا
تھپتھپاتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔

"شکریہ بابا جان۔۔۔۔مجھے اپنی زندگی
میں آگے بڑھنے کے لیے بھی آپ ہی کا
سہارا درکار تھا۔۔۔جو آپ نے ہمیشہ سے
دیا ہے۔۔۔۔" جواباً دل سے مسکراتا وہ
صاف گوئی سے بولا۔۔۔تو اپنے سپوت

کی یہ سادگی دیکھ کر عالم صاحب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

”اپنی اولاد کو سہارا دینا ایک باپ کا حتمی فرض ہوتا ہے بیٹا۔۔۔ شکریہ بول کر اسے احسان میں تبدیل مت کرو۔۔۔“ انھوں نے مدھم لہجے میں.بڑی گہری بات کی تھی۔

رمیض عالم درانی اس بار لاجواب ہوتا نرمی سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

راتوں رات اِس "فوڈ لینڈ ریسٹورنٹ" کا سودا ہوا تھا۔۔۔

اور پھر سب سٹاف کے سامنے نئے آنر کا
تعارف اور کئی لازم تبدیلیاں بھی۔۔۔۔

ہاں البتہ سابقہ آنر سے چلتا چلاتا
ریسٹورنٹ خریدتے ہوئے رمیض کو
کافی بھاری رقم چکانا پڑی تھی۔۔۔

"تمھارے امریکہ سے واپس لوٹنے کے

بعد مجھے لگا تھا کہ اب تم بھی زیدان کی

طرح بزنس ہی سنبھالو گے مگر ایسا نہیں

ہوا۔۔۔" عالم صاحب مزید گویا ہوئے تو

رمیض نے سر ترچھا کر کے ان کی جانب

دیکھا۔

شاید میں سنبھال بھی نہ پاتا"

بابا۔۔۔۔ میرے نزدیک انسان کو وہی

کام کرنا چاہیے جس پر اسے کمال کی

مہارت حاصل ہو۔۔۔۔اور میرے ہنر

کی تکمیل آپ کی نظروں کے سامنے

ہے۔۔۔۔" کہتے ہوئے اس نے

بے اختیار اپنے ریسٹورنٹ کو دیکھا تھا

جہاں کئی لوگ اشتیاق سے آ جا رہے تھے۔

امریکہ میں تو وہ ایک بہترین شیف تھا ہی، اب پاکستان میں بھی اپنا یہ من پسند مشغلہ بحال رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ جس میں یقیناً نفع ملنا تو طے تھا۔

ایگریڈ بیٹا۔۔۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ"
شادی کے بعد تمھاری بیوی موج میں
رہے گی۔۔۔" عالم صاحب نے لطف لیتے
ہوئے مزاح کیا تو لفظ "بیوی" پر رمیض
کے لبوں کی مدھم مسکراہٹ پل میں
غائب ہوئی۔

محض ایک پل میں کیا کچھ یاد نہیں آیا

تھا۔۔۔

ماضی کے بدترین اوراق۔۔۔

مجھے اب کبھی بھی شادی نہیں کرنی"

بابا۔۔اور میرا یہ فیصلہ اٹل

ہے۔۔۔۔ عورت ذات پر سے میرا اعتبار

مکمل اٹھ چکا ہے۔۔۔" قطعیت بھرے لہجے میں یہ بات کرتا وہ عالم صاحب کو بھی سنجیدہ ہونے پر مجبور کر چکا تھا۔

"مگر میں تمھاری اس بات سے متفق نہیں ہوں بیٹا۔۔۔ جو ہونا تھا سو ہو چکا۔۔۔ اسے اپنی زندگی کا ایک تلخ باب سمجھ کر بھول جاؤ۔۔۔ اور بس اتنا یاد رکھو

کہ ہر عورت ایک سی نہیں ہوتی۔۔۔کچھ
اگر وفا کے معاملے میں جان لینا جانتی ہیں
تو کچھ وفا کے معاملے میں جان دینا بھی
جانتی ہیں۔۔۔اور مجھے یقین ہے کہ بہت
جلد تمھاری زندگی میں بھی ایک ایسی ہی
نیک بخت عورت آئے گی جو اپنی وفا سے
تمھیں تمھارا ہر غم بھلانے پر مجبور
کردے گی۔۔۔" ٹھہر ٹھہر کر سمجھاتے

ہوئے عالم صاحب اس کی بد ظنی کو کم کرنے میں بڑے ناکام ٹھہرے تھے۔

"اور مجھے بھی یقین ہے بابا۔۔۔ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔" جواباً رمیض عالم درانی چپ چاپ انھیں دیکھتا ہوا براہِ راست منہ پر تو

نہیں۔۔۔ہاں البتہ دل میں ضرور بڑبڑایا تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ دونوں لوفر لڑکے اس سے کافی سارا پٹ جانے کے بعد اب ڈر کر وہاں سے بھاگ گئے تھے۔۔۔ لیکن افسوس کہ

جاتے جاتے اس کا چھوٹا سا شاپنگ بیگ بھی ساتھ لے اڑے تھے جس میں اس کی پیکڈ رسٹ واچ تھی۔

آپ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں"

مس۔۔۔؟؟؟" نتھنے سے نکلتے خون کو اپنے وائٹ کف سے رگڑ کر صاف کرتے ہوئے وہ اس کی طرف پلٹا تھا۔

زلیخا نے گہرے سانس لیتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ پھر دھیرے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے پیشانی پر آیا پسینہ صاف کیا۔

جواباً فائق درید تصدیق ہونے پر ہولے

سے مسکرا دیا۔ پھر پاس آتے ہوئے ہاتھ

میں پکڑا کریم کلر کا ہینڈ بیگ اسے تھما دیا۔

"میری ہلیپ کرنے کے لیے

تھینکس ۔۔ مگر وہ لوگ تمھارا شاپنگ

بیگ ۔۔۔" ہنوز بکھرے سامان کی پرواہ

کیسے بنا وہ بتا رہی تھی جب فائق بیچ میں

بول پڑا۔

بس ایک معمولی سی رسٹ واچ تھی اس "

میں۔۔۔فکر نہیں کریں اٹس او کے۔۔۔"

نرمی سے بولتا ہوا وہ آگے بڑھتا اس کے

نیچے بکھرے شاپنگ بیگز خود سے سمیٹنے لگا

تھا۔

اس دوران ناک سے خون بہنا بالکل بند ہو چکا تھا۔

زلیخا نے عام سی پینٹ شرٹ میں ملبوس اُس لڑکے کی سفید پشت کو بغور دیکھا۔۔۔جو بظاہر تو انہی لوفر لڑکوں کی

عمر کا دِکھ رہا تھا۔ مگر ان جیسا بالکل بھی نہیں تھا۔

تو میں تمھیں اس کی پے منٹ کر دیتی" ہوں ناں۔۔ تم اپنے لیے نئی خرید لینا۔۔۔" فائق سارے بیگز ہاتھ میں تھامے اس کے مقابل آیا تو زلیخا نے بھی جھٹ پٹ سے اسے اپنی تجویز پیش کی۔

لہجہ اس پل کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری بالکل سادہ سا تھا۔

"مانا کہ میں مڈل کلاس سا بندہ ہوں مس۔۔۔ مگر بے ایمان ہرگز نہیں ہوں۔۔۔۔ میری رسٹ واچ وہ چور لے کر بھاگے ہیں آپ نہیں۔۔۔ ورنہ تو اپنی

اپنے منٹ ضرور نکلوالیتا میں۔۔۔"

مسکراتے لہجے میں بولتا ہوا وہ سارے بیگز

اس کے ہاتھ میں پکڑا چکا تھا۔

"اگر تم میری ہیلپ نہ کرتے تو تمھارے

ساتھ یہ سب نہیں ہوتا۔۔۔" اس کے

سرخ ہو چکے ناک کو نظر بھر دیکھتی زلیخا

دوبدو جواب دینا چاہتی تھی مگر یہ کہہ نہیں پائی تھی۔

آخر کو اس کا مدد کرنا بھی تو ضروری تھا۔۔۔

"تم کوئی جاب کرتے ہو۔۔۔؟؟؟"

زلیخا کے سوال کرنے پر وہ خاصا چونکا۔

کوئی سفارشی جاب تو لگنے سے "
رہی۔۔۔اس لیے ابھی تک ڈھونڈ رہا
ہوں۔۔۔ مگر یہ سب آپ کیوں پوچھ رہی
ہیں۔۔۔؟؟" دھیمے لہجے میں بتاتا فائق
آخر میں الجھا تھا۔

زلیخا کا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔

معاً اس نے مطمئن ہوتے شاپنگ بیگز

نیچے رکھے۔ پھر ہینڈ بیگ کی زپ کھول کر

اپنا آفیشل کارڈ نکالتے ہوئے اسے

پکڑا دیا۔

"تم۔۔۔ یہ کارڈ پکڑو۔۔۔ اور اس منڈے

کو میرے آفس آجانا۔۔۔ آئی ہوپ

تمھیں ایک بہت اچھی جاب مل جائے

گی۔۔۔"

"آفس۔۔۔؟؟؟" جلتے نتھنے کے ساتھ

آفیشل کارڈ پر نگاہ ڈالتا وہ خاصا حیران ہوا

تھا۔

میں ایک بزنس وومن ہوں۔۔۔زلیخا" عالم درانی۔۔۔درانی ایمپائرز کمپنی کی مالکن۔۔۔۔۔"کندھے پر ہینڈ بیگ چڑھاتے ہوئے اس نے اپنا تعارف کروا کر مقابل کو مزید حیرت زدہ کیا تھا۔

مگر۔۔۔"فائق کو فوری طور سمجھ نہ آیا کہ جواب میں کیا بولے۔

"اگر تم بے ایمان نہیں ہو تو بے ایمان
میں بھی نہیں ہو مسٹر۔۔۔ہیلپ کے
بدلے ہیلپ کرنا اچھے سے جانتی
ہوں۔۔۔" اپنی چیزیں سنبھالتی زلیخا
مضبوط لہجے میں حساب بے باک کرتی
ہوئی مزید وہاں رکی نہیں تھی بلکہ اسے

مسکرانے پر مجبور کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

پیچھے فائق درید نے کارڈ کو دیکھتے ہوئے اپنے دکھتے نتھنے کو ہولے سے مسلا۔۔۔

فائنلی اسے ایک اچھی جاب ملنے جارہی تھی۔۔۔۔

RJ NOVELIST

"یہ اتنا مہنگا لہنگا تمھیں بابا نے لے کر دیا ہے حیا۔۔۔؟؟؟" وہ مہرون رنگت کا بھاری کامدار دوپٹہ سر پر ٹکائے ہوئے آئینے کے سامنے کھڑی اپنا کھلتا روپ دیکھ رہی تھی۔۔۔جب اندر آتی حسنہ اسے دیکھ کر ٹھٹھکی۔

پھر بستر پر پھیلا انتہائی نفیس لہنگا کُرتی دیکھ کر سرد انداز میں پوچھا۔

جواباً حیا چونک کر اس کی طرف پلٹی تھی۔ پھر مسکراتی ہوئی نفی میں سر ہلا گئی۔

بابا تو نارمل سا لہنگا لے کر دینا چاہتے "

تھے مگر۔۔۔تائی جان نے بہت اصرار پر

مجھے یہ خوبصورت لہنگا دلوایا ہے۔۔۔اور

تم جانتی ہو حسنہ اس کی سب سے خاص

بات کیا ہے۔۔۔؟؟؟" اپنی بہن کے پل

پل سپاٹ ہوتے تاثرات پر غور کیے بنا ہی

حیا دونوں ہاتھوں میں بھاری دوپٹے کے

کنارے تھامے۔۔۔ کھکھلا کر بولتی چلی

جارہی تھی۔

"کیا۔۔۔؟؟" حسنہ نے سست روی سے

اس کے مقابل آکر رکتے ہوئے سوال

کے بدلے سوال داغا۔

یہ زیدان کی چوائس ہے۔۔۔۔بقول" تائی جان کے، وہ مجھے اس روپ میں دیکھنے کے لیے شدتوں سے منتظر ہیں۔۔۔۔" گھوم کر آئینے میں اپنا دمکتا عکس دیکھتی وہ کچھ شرما کر بولی تو اس کی بات سن کر حسنہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

نم پڑتی آنکھوں سے حیا کی پشت تکتے ہوئے دل شدتوں سے جلنے لگا تھا۔

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس سے شادی کا قیمتی جوڑا چھین کر سو ٹکڑوں میں پھاڑ دے۔

"حیا بیٹا۔۔۔۔!!!" معاً ساتھ والے کمرے میں بیٹھے وقاص صاحب کی بلند پکار نے جہاں حیا کو ٹھٹھکایا تھا۔ وہیں حسنہ بھی چونکتی ہوئی گہرا سانس بھرتی پھیکا سا مسکرائی۔

"بابا بلا رہے ہیں۔۔۔ تم یہ پکڑو میں بات سن کر آئی۔۔۔" جلدی سے کامدار

دوپٹے کو اتار کر حسنہ کے ہاتھوں میں
پکڑاتی حیا۔۔۔اگلے ہی پل اپنے سوٹ کا
سادہ دوپٹہ اوڑھتی ہوئی تیزی سے کمرے
سے باہر کو لپکی تھی۔

پیچھے حسنہ نے جلتی نگاہیں اس بھاری
کامدار دوپٹے پر ڈالیں۔پھر میکانکی انداز

میں اسے سر پر اوڑھتے ہوئے آئینے کے قریب آ ٹھہری۔

اپنے تیکھے، دلکش نقوش بغور تکتے ہوئے حسنہ کو اس پل خود کا روپ حیا سے لاکھ درجے بہتر لگا تھا۔

وہ روپ جو حقیقی طور پر زیدان عالم درانی

کے شانِ شایان تھا۔۔۔

"جانتی ہو حیا۔۔۔؟؟ سگی بہن ہونے کے

ناطے میں تمھارے ساتھ کبھی بھی غلط

نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ لیکن ایک انتہا کا

بے بس انسان تبھی غلط کرتا ہے جب

اسے سب ٹھیک لگ رہا ہو۔۔۔۔" اس

کے ہلکے گلابی لب بے دردی سے

پھڑ پھڑاتے چلے جارہے تھے۔

"اور میرے نزدیک ٹھیک بات یہی ہے

کہ۔۔۔

فقط زیدان کی چوائس ہی تمھارے لیے

مختص ہو سکتی ہے حیا وقاص۔۔۔خود

زیدان عالم درانی نہیں۔۔۔کبھی بھی

نہیں۔۔۔وہ صرف حسنہ وقاص کی قسمت میں ہے۔۔۔ صرف اور صرف میری قسمت میں۔۔۔۔۔۔"بڑی شدت سے باور کرواتے ہوئے حسنہ کی نم گلابی آنکھوں میں وحشت کے سنگ ایک دیوانگی ہلکورے لے رہی تھی۔

ہاں۔۔۔ہاں وہ اپنی بے جا محبت کو کسی
بھی قیمت پر کسی کے بھی ہاتھوں میں
نہیں سونپ سکتی تھی۔۔۔

خود اپنی بہن کے ہاتھوں میں بھی
نہیں۔۔۔

حسنہ وقاص کا سلگتا ہوا دل اپنی بے جا منمانیوں پر اترتے ہوئے، سگی بہن کی خوشیوں کو آگ لگانے پر بے ساختہ آمادہ ہوا تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

باقی ریسٹورنٹس کی نسبت فوڈ لینڈ ریسٹورنٹ میں آتے جاتے لوگوں کا زیادہ رش اس کی مشہوری کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔۔

"سر آپکو مزید کچھ چاہیے۔۔۔؟؟؟ اینی سوفٹ ڈرنک یا لٹل سپائسی ڈش۔۔۔؟؟" اس نے ایک ادا سے

آنکھوں سے سیاہ گلاسز اتار کر ٹیبل پر رکھے تھے جب پاس کھڑی ویٹرس نے مسکرا کر پوچھا۔

"نیڈ ڈ ناٹ سویٹ گرل۔۔۔جو لا چکی ہو اتنا ہی کافی ہے۔۔۔" نفی میں سر ہلا کر چاکو فلیور کافی کی طرف اشارہ کرتے زیدان عالم نے اگلے ہی پل عادتاً آنکھ

دبائی۔۔۔تو تاشہ نامی ویٹرس دھڑکتے دل کے ساتھ دھیرے سے ہنس دی۔

مقابل بیٹھا وہ شوخ مزاج سا وجیہہ نقوش والا شخص اِس ریسٹورنٹ کے نئے مالک کا چھوٹا بھائی تھا۔۔۔

"زیدان عالم درانی۔۔۔"

ویسے آپ شادی شدہ ہیں"

کیا۔۔۔؟؟؟" زیدان کی جانب سے

اچانک کیا جانے والا سوال غیر متوقع

تھا۔۔۔

مخصوص یونیفارم میں ملبوس تاشہ جاتی

جاتی واپس پلٹی۔۔

دیگر ٹیبلز پر موجود کھانا کھاتے لوگوں میں سے فی الوقت کوئی ایک بھی ان دونوں کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

"وہ ؟؟؟" نہیں۔۔۔اور آپ سر۔۔۔ بھی اس کی وجاہت کو بے خودی میں تکتی خود کو پوچھنے سے روک نہیں پائی تھی۔۔

زیدان کافی کا مگ اٹھا کر سِپ بھرتا اپنی ذات کے لیے اس کی پسندیدگی کو صاف محسوس کر سکتا تھا۔

اور شاید اسے اپنے لیے لڑکیوں کی ایسی پسندیدگی کسی حد تک پسند بھی تھی۔

"فی الحال تو نہیں۔۔۔ مگر کل تک ہو

جاؤں گا۔۔۔۔" اپنی بات کے نتیجے میں

تاشہ کے پل میں پھیکے پڑتے نقوش دیکھ

کر زیدان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"لوَ میرج۔۔۔؟؟" ہاتھوں میں تھامے

ہوئے ٹرے پر اپنی پکڑ مزید مضبوط کرتی

وہ مزید پوچھ رہی تھی۔۔۔ جبکہ اس

ویٹرس کے یوں پرسنل ہونے پر زیدان نے بھنویں اچکاتے گہرا سانس بھرا۔

"ہے تو بظاہر ارینج میرج۔۔۔ مگر میرا یہ شریف دل تو صرف لوَ میرج کے لیے رضامند ہے۔۔۔" شوخ لہجے میں اپنے پوشیدہ ارادے دبے لفظوں میں باور

کرواتا جہاں وہ اس معمولی سی ویٹرس کے

دل میں اپنی دلچسپی بڑھا گیا تھا۔۔۔وہیں

اپنے دھیان میں، مین کچن سے باہر نکلتا

رمیض عالم اپنے چھوٹے بھائی کو وہاں

دیکھتا صاف چونکا۔۔۔

"اوہ۔۔۔تو کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ وہ

خوش قسمت لڑکی کون ہے۔۔۔؟؟؟"

کچھ ہمت کرتی وہ آخری حد تک پرسنل

ہوئی تو۔۔کپ کو واپس ٹیبل پر رکھتے

ہوئے زیدان کی یاداشت میں بے اختیار

حسنہ وقاص کا ہنستا مسکراتا سا خوبصورت

چہرہ ابھرا۔۔۔

دل کو لبھاتی وہ شوخ سی ادائیں۔۔۔

اففف۔۔۔۔

دل کی بیٹ مس ہونے پر بے ساختہ لب مسکرائے تھے اس بات سے قطعی انجان۔۔۔کہ اُس ویٹرس کے آنے پر وہ حسنہ کے لیے ٹائپ کیا جانے والا میسج بے دھیانی میں حیا کو بھیج چکا تھا۔

معاًّر میض عالم دبے قدموں کے ساتھ

قریب آکر رکا۔

"زیدان۔۔۔؟؟؟" وہ کچھ حیرت سے

بولا تو جہاں اپنی پشت پر سخت گیر

ریسٹورنٹ آنر کو کھڑا دیکھ تاشہ چونک کر

تیزی سے ایک طرف ہوئی

تھی۔۔۔وہیں زیدان بھی اٹھ کر کھڑا ہوا۔

بھائی۔۔۔۔" بے اختیار بغل گیر ہوتے" وہ خوشدلی سے گویا ہوا تھا۔

"تم کب آئے یہاں۔۔۔؟؟؟ مجھے خبر بھی نہیں دی اپنے آنے کی۔۔۔۔" تاشہ

کے جلدی سے وہاں سے کھسکنے پر وہ

نارمل انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"بس۔۔۔سرپرائز میرے بھائی سرپرائز

ابھی کچھ دیر ہوئی ہے۔۔۔سوچا آفس

کے کاموں سے فارغ ہو کر سیدھا آپکو

مبارکباد دینے یہاں

چلا آؤں۔۔۔۔ گریجولیشن

بھائی۔۔۔۔۔" واپس بیٹھتے ہوئے زیدان نے وضاحت بتائی۔

آج اس کی مہندی تھی۔۔۔ایسے میں اپنے سب سے قابلِ اعتبار منیجر کو پہلے کی طرح سب کام سونپ کر وہ مطمئن سا یہاں چلا آیا تھا۔

رمیض بھی ہولے سے مسکراتا ہوا اسی کے سامنے والی چئیر پر بیٹھ گیا۔۔

"تھینکس برو۔۔۔تو پھر کیسا لگا یہ ریسٹورنٹ۔۔۔۔۔" ایک حیا کے سوا تقریباً سبھی اس کے ریسٹورنٹ کو دیکھ کر اسے مبارکباد دے چکے تھے۔

رمیض کے یوں پوچھنے پر بے اختیار
زیدان نے ایک شوخ نظر ارد گرد دوڑائی
تھی۔

"ریسٹورنٹ تو بہت اچھا ہے
بھائی۔۔۔انفیکٹ یہاں کی سروس بھی
بہت فاسٹ اور کمال کی ہے مگر۔۔۔"
تاشہ کو ایک طرف بنے بڑے سے کچن

میں گھستا دیکھ زیدان بولتا ہوا ایکدم چپ

ہوا۔

مگر کیا۔۔۔؟؟؟" رمیض نے بغور اس"

کے بدلتے تاثرات نوٹ کیے تھے۔

مگر میں اب بھی یہی کہوں گا کہ آپ"

نے اُس لالچی شخص سے یہ ریسٹورنٹ

کافی مہنگے داموں میں خرید لیا ہے
بھائی۔۔۔۔"اس نے صاف کمی نکالی
تھی۔

"میرے شوق کے آگے کم زیادہ قیمتیں
کچھ معنی نہیں رکھتیں زیدان۔۔۔اس
لیے چلتا چلاتا کاروبار اگر مہنگے داموں
بھی اپنے قبضے میں لینا پڑے تو کچھ خسارہ

نہیں ہے۔۔۔ہاں البتہ نئے سرے سے
سٹارٹ کرنا شاید میرے لیے کافی مشکل
ہوتا۔۔۔ باقی لین دین کو ایک طرف
رکھ کر تمھیں سب پسند آگیا یہی کافی
ہے۔۔۔" قدرے سنجیدگی سے ٹھہرے
لہجے میں بولتے ہوئے وہ زیدان کو مسکرا
کر سر اثبات میں ہلانے پر مجبور کر چکا تھا۔

معاذ میض نے گہرا سانس بھرتے ہوئے

نگاہیں پھیریں تو زیدان نے پل بھر کو

آنکھیں سکیڑ کر عجیب نظروں سے اس کا

چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

RJ NOVELIST

”اوئے عامر۔۔۔۔پوری پوری تیاری پکڑ لے اب۔۔۔۔اس بار کافی دلچسپ اور موٹی آسامی ہاتھ لگی ہے ہمارے یا وحشت۔۔۔۔“ اپنی لمبی لمبی بے ترتیب زلفوں میں انگلیوں پھیرتے ہوئے اس نے اپنے ساتھی کو باخبر کیا تھا۔

عامر جو اس وقت خفیہ اڈے پر موجود

اپنے چاقو کی دھار تیز کرنے میں غرق

تھا، ساغر بھائی کا خوشگوار لہجہ سن کر

چونک اٹھا۔

کس قسم کی تیاری"

ساغر بھائی۔۔۔؟؟ کسی رئیس کو اغواء

کر کے تاوان طلب کرنا ہے۔۔؟؟ یا پھر

حویلی کوٹھی جاکر ڈکیتی کا کام سرانجام دینا ہے۔۔۔؟؟؟" کچھ دنوں سے وہ لوگ بے دھندا ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے، جبھی عامر سبھی کام چھوڑ چھاڑ کر خود سے اندازے لگاتا ہوا ساغر بھائی کے پاس آکر پوچھنے لگا۔

وہ جو چار پائی پر نیم دراز تھا۔۔۔عامر کے پاس آکر بیٹھنے پر خود بھی کمینگی سے ہنستا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اس بار معاملہ ذرا الٹ ہے یا وحشت۔۔۔ مطلوبہ افراد کو مقررہ وقت پر اغواء تو کرنا ہی ہے۔۔۔ مگر دوگنا تاوان ہمیں آج رات کو ہی مل جائے گا۔۔۔"

ساغر نے بات کھولی تو اِس طے شدہ پلین پر عامر کو خوشی کے ساتھ ساتھ خاصی حیرت بھی ہوئی۔

"سمجھ گیا باس۔۔۔سب سمجھ گیا۔۔۔"

عامر پُرجوش ہوتا ہوا بولا تھا جب ساغر نے اس کے کندھے پر دھپ لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"اوئے نہیں اوئے۔۔۔اس معاملے کی اصل دلچسپی تو تُو ابھی تک سمجھا ہی نہیں یا وحشت۔۔۔" رعب سے بولتے ہوئے ساغر نے اپنی گھنی مونچھوں کو تاؤ دیا تھا۔

"اور وہ کیا ہے باس۔۔۔۔؟؟؟" عامر

بڑے تجسّس سے پوچھتا ہوا دل و جان

سے اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

جواباً آنکھوں میں چمک لیے ساغر کی

مسکراہٹ بڑھتی چلی گئی۔

اس بار ایک حسین دلہن پوری رات" کے لیے ہمارے اِس اغواء خانے کی زینت بنے گی یا وحشت۔۔۔" اطراف میں دیکھتا ساغر کمینگی سے چبا چبا کر بولتا ہوا جہاں زور سے ہنس دیا تھا، وہیں عامر کی حیرت بھی اُسی کے سنگ بے باک ہنسی میں ڈھلتی چلی گئی۔۔۔

پل پل گہری ہوتی سیاہ رات کے
برعکس، یہ جگہ رنگ برنگی روشنیوں سے
جگ مگ کرتی ہوئی بہت سوں کے دلوں
کو بھا رہی تھی۔

اس دوران باآواز بلند چلتا ہوا شوخ

میوزک ماحول کو قدرے خوشگوار بنائے

ہوئے تھا۔

مہندی کی اس رات کو سب تیاریاں

بڑے ہی شاندار طریقے سے کی گئی

تھیں۔

رنگیلے بھڑکیلے کپڑوں میں آئے ہوئے مہمانوں نے لوازمات سے لے کر رسومات تک بھرپور طریقے سے انجوائے کیا تھا۔

سبز اور پیلے امتزاج کے جوڑے میں سج سنور کر اسٹیج پر بیٹھی حیا کا دل جہاں اپنے پہلو میں براجمان زیدان عالم درانی کے

سبب شدتوں سے دھڑکتا ہوا، اسے بار بار شرمانے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔وہیں اپنی جانب آتی حسنہ کو دیکھ کر زیدان کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

سیاہ رنگت کی پیروں تک آتی کامدار فراک پر کھلے بال چھوڑے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

کم از کم قریب بیٹھی حیا سے تو ہزار گناہ

دلکش لگی تھی وہ زیدان کو۔۔۔

بہت مشکل مرحلہ ہوتا ہے کسی اپنے کو"

دوسرے کے ہاتھوں سونپ دینا۔۔۔اور

اس پر ستم چپ چاپ تماشہ بھی

دیکھنا۔۔۔۔۔" ان دونوں کے مقابل آ کر

رکتی وہ نرم لہجے میں. بڑا گہرا طنز کر گئی تھی۔

حسنہ کی سرخ، نم آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے زیدان کا دل شدتوں سے مچلا تو حیا اس کی بات کو اپنے رنگ میں لیتی نرمی سے مسکرائی۔

"حسنہ۔۔۔؟؟؟تم اتنا پریشان کیوں

ہو رہی ہو چندا۔۔۔؟؟میں رخصت ہو کر

بالکل ساتھ والے گھر ہی تو جا رہی

ہوں۔۔۔تمھارا جب دل چاہا مجھ سے

بلا جھجک ملنے آ جایا کرنا ناں۔۔۔میں تم

سے دور نہیں ہوں بالکل بھی۔۔۔"

بڑی محبت سے حسنہ کا ہاتھ تھام کر کہتی

ہوئی حیا کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

اس کی چھوٹی بہن سے اس کی جدائی برداشت کرنا کتنا مشکل ہو رہا تھا ناں۔۔۔

اس کی بات سن کر جہاں حسنہ کی جلتی آنکھوں میں اس کے لیے تمسخر سا ابھرا تھا۔۔۔ وہیں ساتھ بیٹھے زیدان نے حیا

کی اتنی بڑی غلط فہمی پر بے اختیار گلا کھنکھارا۔

"یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون کس سے دور ہوتا ہے۔۔۔" بڑے ضبط سے مسکرا کر کہتی وہ ایک آخری برہم سی نگاہ زیدان پر ڈال کر مزید وہاں رکی نہیں

تھی۔۔۔بلکہ جھٹکے سے حیا سے اپنا ہاتھ چھڑواتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

بے اختیار زیدان کا بے چین دل اس کے پیچھے جا کر اسے منا لینے کو کیا تھا مگر فی الوقت وہ بے بس تھا، سو لب بھینچے اُدھر ہی جما رہا۔۔۔

”پیچھے حیا نے“ حسنہ رکو تو۔۔۔۔۔۔

متفکر ہوتے اسے روکنا چاہا تھا مگر عین

موقع پر ہنس کر وہاں آتی حفصہ بیگم نے

دونوں دلہا دلہن کی توجہ شدت سے اپنی

جانب کھینچ لی تھی۔۔۔۔

RJ NOVELIST

اپنے چھوٹے بھائی کی مہندی کے فنکشن میں شرکت کرنے کے بعد، اب وہ اپنے کمرے کی کھلی کھڑکی میں کھڑا اِس وقت سگریٹ سلگا رہا تھا۔

کئی لوگوں نے اس کی ذات۔۔۔اس کی شادی شدہ زندگی کے متعلق پوچھا تھا، جس کے جواب میں اس کے والدین

نے حقیقت چھپاتے ہوئے سب کے

سامنے اس کا جھوٹا بھرم بنا دیا تھا۔

پُر سوچ سرخ نگاہیں غیر مرئی نقطے کو تکتی

رمیض کے گہری سوچوں میں گم ہونے کا

پتا دے رہی تھیں۔

آج ریسٹورنٹ میں ناچاہتے ہوئے بھی

اُس نے فکس مینیو کے سبب اپنے

ہاتھوں سے وہی کیک بنایا تھا،،،جو پہلے

کبھی وہ اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو منانے

کے لیے بڑی چاہت سے بنایا کرتا تھا۔۔۔

اور نتیجتاً وہ مان بھی جایا کرتی تھی۔۔۔

مگر پھر۔۔۔!!!

رمیض نے تلخی سے دھواں اڑایا۔۔۔ نگاہوں کے سامنے کا منظر یکدم بدلا تھا۔

"یُو مسٹر شیف۔۔۔۔اگر تمھیں یہ لگتا ہے کہ میں تمھارے بنائے ہوئے اِس ٹیسٹ لیس چاکلیٹ کیک سے مان جاؤں

گی تو بیلیو می بہت غلط لگتا ہے تمھیں۔۔۔"اس کے اتنی محنت، محبتوں سے بنائے گئے کیک کو ایک جھٹکے میں پرے چھینکتی وہ شدت سے چلائی تھی۔

رمیض نے حیرت سے اس کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھا۔پھر اپنے بگڑ چکے زمین بوس کیک پر نگاہ ڈالتے ہوئے اس کی

گہری سیاہ آنکھوں میں تاسف سا پھیل

گیا۔

”وٹس رونگ وِد یو روزینہ۔۔۔آخر اتنا

غصہ کس بات کا ہے

تمھیں۔۔۔؟؟پرامس کیا تو ہے کہ کل

تمھیں تمھاری پسند کی ڈائمنڈ رِنگ لے

دوں گا۔۔۔اپنے بُھول پن کی معافی بھی

مان چکا ہوں۔۔ منانے کی کوشش بھی

کر چکا۔۔ پھر یہ سب تماشہ

کیوں۔۔۔؟؟" ماتھے پر بل ڈالے وہ ہنوز

نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

جانے کیوں اب اس کی من چاہی بیوی

دن بہ دن بگڑنے لگی تھی۔

بات بات پر اس کا بلاوجہ کا الجھنا اسے کچھ
سمجھ میں نہیں آیا تھا تب۔۔۔

بُھول پن؟؟؟سیریسلی"
رومی۔۔۔؟؟؟صاف صاف کیوں نہیں
کہہ دیتے کہ تم اور تمھارا یہ دو ٹکے کا
ریسٹورنٹ میری خواہشوں کو پورا کرنے
کے قابل ہی نہیں ہیں۔۔۔۔" سینے پر

بازو باندھتے ہوئے اس کا لہجہ صاف مذاق اڑاتا ہوا تھا۔

جواباً وہ اس کے بیگانہ تیوروں سمیت اسکی دلکش آنکھوں میں اپنے لیے حقارت ہی حقارت دیکھ ٹھٹھک کر رہ گیا تھا۔۔۔

آہ۔۔۔" وہ ہنوز سینہ جلاتی سوچوں میں شدت سے غرق ہوا تھا، جب حمزہ اس کی پشت دیکھتا ہوا دبے قدموں کمرے میں چلا آیا۔

معاً اس کی معصوم آنکھیں سامنے ٹیبل پر رکھے والٹ کے ساتھ سگریٹ پیک، لائٹر کو دیکھ کر چمک اٹھی تھیں۔

ننھے دل کی ابھرتی خواہش پر لبیک کہتا وہ بے آواز دوڑتا ہوا ان چیزوں کی طرف لپکا۔

ایسے میں ہنوز تلخ خیالات میں گھرا رمیض اپنے بھانجے کی موجودگی کو قطعی محسوس نہیں کر پایا تھا۔

اُس روز فلم کی دیکھا دیکھی، حمزہ نے بھی سگریٹ نکال کر چھوٹے لبوں کے بیچ دباتے ہوئے ایک محتاط نگاہ پلٹ کر رمیض پر ڈالی تھی۔۔۔جو ہنوز منہ موڑے کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا۔

ٹِک۔۔۔" کی آواز کے ساتھ اس نے"
آگ کے ننھے شعلے سے بمشکل سگریٹ کو
سلگایا۔ پھر جلدی سے سانس اندر کھینچا
تو،،، حلق سے پھوٹتا کھانسی کا دورہ جہاں
رمیض کو ٹھٹھک کر پلٹنے پر مجبور کر گیا
تھا۔۔۔ وہیں کمرے کی دہلیز پر کھڑی زلیخا
نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے بچے کی
جانب دیکھا۔

حمزہ۔۔۔۔۔؟؟؟فوراً پھینکو"

اسے۔۔۔۔!!!" چیخ کر اس تک آتی وہ

اس کے ہاتھ کی ڈھیلی گرفت سے

سگریٹ چھین کر پھینک چکی تھی۔

رمیض بھی اپنا سگریٹ پھینکتا پریشان سا

قریب چلا آیا تھا۔۔۔

"ما۔۔ما۔۔۔۔۔" کھانسی سے سنبھلتا وہ بمشکل سنبھلا تو ضبط ٹوٹنے پر زلیخا کا ہاتھ اٹھا اور "چٹاخ" کی آواز کے ساتھ حمزہ کی نازک گال پر انگلیوں کے سرخ نشان چھوڑ گیا۔

"بس کر دیں آپا۔۔۔۔۔؟؟؟ بچہ ہے"

وہ۔۔۔۔ "نتیجتاً حمزہ کے سہم کر رونے پر رمیض نے مٹھیاں بھینچ کر زلیخا کو ٹوکا تھا۔

وہ حقارت و غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

ہاں۔۔۔ہاں وہ خود بھی تو حمزہ کے سامنے

سینہ تان کر اسموکنگ کر رہا تھا۔۔۔اور

ساتھ ہی ساتھ اس کے معصوم بچے کو

بھی۔۔۔افف۔۔۔۔!!!

سوچتے ہوئے زلیخا کا دماغ مزید گھوما۔۔۔

"اور تم۔۔۔۔؟؟؟بڑے ہو کر بھی ایسی

گھٹیا حرکت سکھاؤ گے میرے بچے

کو۔۔۔ سگریٹ نوشی۔۔۔؟؟؟میں سوچ

بھی نہیں سکتی تھی رمیض۔۔۔۔مانا کہ

اس کا باپ نہیں ہے۔۔۔ مگر ماں ابھی

زندہ ہے اس کی۔۔۔اور اس قابل بھی

کہ اپنے بچے کو اچھے برے کی تمیز سکھا

سکے۔۔۔ سو تمھیں کچھ سکھانے کی

ضرورت نہیں ہے سمجھے تم۔۔۔۔"

کرخت لہجے میں بولتی ہوئی وہ اپنے تیز

دھار لفظوں سے رمیض کی جلتی آنکھوں میں حیرت بھر گئی تھی۔

اس دوران جلتے گال پر اپنا ننھا ہاتھ جمائے، حمزہ اپنی ماں کے بھڑکنے پر آنسو بہاتا مزید سہم چکا تھا، سو جبھی کچھ بول نہیں پا رہا تھا۔

میں نے کچھ نہیں کیا آپا۔۔۔ بہتر ہو گا"
کہ آپ اپنی یہ غلط فہمی دور کر
لیجیے۔۔۔ پلیز۔۔۔ "اِس صاف الزام پر
ماتھے پر بل ڈالے وہ قدرے سرد لہجے میں
گویا ہوا۔

پھر تاسف بھری نگاہ حمزہ پر ڈالی جو سرخ
چہرے کے سنگ مسلسل سسکتا ہوا فی

الوقت کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں

تھا۔

”مجھے تمھارے بارے میں کوئی بھی غلط

فہمی پالنے کا شوق نہیں ہے

رمیض۔۔۔ تم کیا ہو یہ میں اچھے سے

جانتی ہوں۔۔۔ بہتر ہوگا آئندہ میرے

بچے سے کوسوں دور رہنا تم۔۔۔“

بے دردی سے بولتی ہوئی وہ اگلے ہی پل حمزہ کو بازو پکڑ کر کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

شِٹ۔۔۔۔۔۔۔" پیچھے رمیض نے خود سے دو سال بڑی بہن کے خراب رویے پر قدرے بے بسی سے نیچے گرے سگریٹ کو بوٹ تلے مسلا تھا۔۔۔

R J

NOVELIST

"اوے ہوئے جناب۔۔۔ ہمارے جیجا جی نے تو ابھی سے تمھیں اپنی باہنوں میں سمیٹنا شروع کر دیا ہے لڑکی۔۔۔ ذرا سوچو۔۔شادی کے بعد کتنے رومانٹک

حالات ہوں

گے۔۔۔افففف۔۔۔" ہینڈ فریز سے

ابھرتی ہوئی اپنی بیسٹ فرینڈ کی شوخ آواز

نے حیا کو کانوں کی لوؤں تک سرخ

ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

آج صبح ہی تو وہ زیدان عالم درانی کی پک

کو زوم کر کے بڑی چاہت سے دیکھ رہی

تھی۔۔جب اچانک اسے وٹس ایپ پر
زیدان کا میسج ملا تھا،

جس میں اسے سب سے چھپ چھپا
کر،رات کے اندھیرے میں اکیلے چھت
پر ملنے کا صاف صاف بلاوا دیا گیا تھا۔

اور پھر وہ شدتوں سے دھڑکتے دل کے
ساتھ سب سے چھپتی چھپاتی چھت پر جا
بھی رہی تھی۔

لیکن برا ہو پیروں میں اٹکتے سبز رنگ
غرارے کا جس نے حیا کو آخری
سیڑھیوں پر منہ کے بل نیچے گرایا تھا۔

زیدان جو پہلے ہی چھت پر منتظر کھڑا تھا، اس کی حلق سے پھوٹتی چیخ پر تیزی سے بھاگ کر اس تک آیا۔

حیا نے سنبھلنے کی کوشش میں اس کی حیران آنکھوں میں دیکھا، جن میں اگلے پل ہی سرد تاثر ابھر آیا تھا۔

تم۔۔۔؟؟تم دھیان سے نہیں چل سکتی" تھی کیا۔۔۔؟؟اگر پیچھے کی طرف جا گرتی تو۔۔۔؟؟جانتی ہو کیا کیا نقصان ہو سکتا تھا پاگل لڑکی۔۔۔؟؟تم یہاں آئی ہی کیوں۔۔۔؟؟" بنا دیری کیے اسے جھک کر اٹھاتے ہوئے زیدان کے لہجے میں فکر سے زیادہ غصہ جھلک رہا تھا اُس پل۔۔۔

جبکہ اس کی فکر سے کہیں زیادہ اپنے
بازوؤں پر اس کی مضبوط گرفت محسوس
کرتے ہوئے حیا کی دھڑکنوں میں ایک
طوفان برپا ہوا تھا۔

"آ۔۔آپ نے ہی تو میسج کر کے مجھے
یہاں بلایا تھا زیدان۔۔۔۔" اس کی

جانب دیکھنے کی جرات کرتی وہ سرخ چہرے کے ساتھ دھیمی آواز میں بولی۔

مقابل کی نزدیکی کے سبب مردانہ کلون کی دلفریب مہک حواسوں پر چھا رہی تھی۔

جواباً وہ شدت سے چونکا۔

تو۔۔۔تو تمھیں پھر بھی نہیں آنا چاہیے "
تھا۔۔۔بلکہ تمھیں یہاں ہونا ہی نہیں
چاہیے۔۔۔اس سے پہلے کہ کوئی بھی ہمیں
ایسی حالت میں دیکھے۔۔۔یو جسٹ
گو۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔" کشمکش
کے عالم میں بولتا ہوا وہ حیا کو زبردستی
سیڑھیوں کی جانب پلٹا گیا تھا۔

مگر زیدان۔۔۔" مدھم سا بو کھلا چکی"

حیا کچھ کہنا چاہتی تھی مگر سامنے ہی

رمیض عالم درانی کو سپاٹ چہرے کے

ساتھ پہلی سیڑھی پر کھڑا دیکھ وہ پوری

سن ہوئی تھی۔۔۔

مگر پھر اگلے ہی پل وہ اُس پر عجیب سی بیزار نگاہ ڈالتا ہوا وہاں سے پلٹ گیا تھا۔۔۔

"یار حیا میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں تم آگے سے بول کیوں نہیں رہی۔۔۔؟؟ یہ ایکدم سے ہی کہاں گم ہو گئی ہو تم بھئی۔۔۔۔؟؟؟" سماعتوں سے ٹکراتی

ہوئی ندا کی تیز آواز پر وہ ایک دم سے اپنے خیالوں سے باہر نکلی تھی۔

"ہہ۔۔ہاں۔۔میں سن رہی ہوں تم بولو ناں کیا کہہ رہی تھی۔۔" حیا نے سنبھل کر بولا تو دوسری طرف ندا گہرا سانس لیتی مسکرائی۔

"یار حیا۔۔۔؟؟؟میں سوچتی تھی کہ بس
تمھارا ہونے والا شوہر ہی ہینڈسم
ہے۔۔۔ مگر اس کے بڑے بھائی کا تو لیول
ہی سب سے الگ ہے یار۔۔۔اففف کیا
ڈیشنگ لک تھی ناں اس کی۔۔۔ مگر
افسوس کہ تمھارا جیٹھ میرڈ
نکلا۔۔۔" ندا کی ٹھرک نے پل میں حیا

کے پنکھڑی لبوں سے مدھم مسکراہٹ چھینی تھی۔

"اپنے اس ٹھرکی پن سے باز آجاؤ ندا اور فوری توبہ کرو۔۔۔فوری۔۔۔" وہ ڈپٹنے والے انداز میں بولی تو دوسری طرف ندا نے اس کے تلخ لہجے پر منہ بسورا۔

"کیوں۔۔۔؟؟؟سچ بات پر بھلا کیسی توبہ۔۔۔؟؟" وہ بضد ہوتی حیا کا موڈ ٹھیک ٹھاک خراب کر گئی تھی۔

"اُس کا سچ ہی تو جانلیوا ہے۔۔۔یہ انسان اپنی سابقہ بیوی کا قتل کر کے پاکستان بھاگ آیا ہے۔۔۔" وہ شدت سے یہ سب کہہ دینا چاہتی تھی مگر وقاص

صاحب کی دی ہوئی سخت تنبیہ نے اسے لبوں پر قفل لگانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"سنو۔۔۔ بہت وقت ہو گیا ہے اس لیے فون رکھ رہی ہوں اب میں۔۔۔ سونا ہے مجھے خدا حافظ۔۔۔" پونے دو بجاتی گھڑی دیکھ کر وہ بے اختیار کہہ گئی تھی۔

ہونہہ۔۔۔سوہی نہ جانا کہیں تم“

جھوٹی۔۔۔اپنے سئیاں کی یادیں

تمھیں کہاں سونے دیں گی

بھلا۔۔۔!!!” ندا نے پھر سے اُسے

چھیڑتے ہوئے دلکشی سے مسکرانے پر

مجبور کیا تھا۔

حقیقت بھی تو یہی تھی۔۔۔

اگلے ہی پل وہ جھٹ سے کال کاٹ گئی۔

آہستگی سے لیٹتے ہوئے حیا کی مسکاتی
نگاہیں بے اختیار اپنے پہلو میں لیٹی حسنہ
وقاص کی پشت پر پڑی تھیں۔ وہ گہری
نیند سو رہی تھی۔

جدائی کے آنسوؤں کے سنگ اپنے بابا سے ڈھیر سارا شفقت بھرا پیار سمیٹنے کے بعد وہ سیدھا حسنہ کے پاس ہی گئی تھی۔

اور پھر اس کی ہر برہمی کو باآسانی دور کرتی مطمئن بھی ہو چکی تھی۔

گہرا سانس بھر کے اسی کی طرف کروٹ لیتی حیا کی سوچیں جہاں ایک بار پھر سے زیدان عالم درانی کی طرف لپکتی اس کا دل دھڑکا گئی تھیں، وہیں حسنہ نے اپنی نم انگارہ آنکھیں کھولتے ہوئے سختی سے لب بھینچ لیے۔۔۔

کل کا چڑھتا سورج اگر ایک کے لیے
وبالِ جان ثابت ہونے والا تھا، تو
دوسرے کے انگاروں پر لوٹتے دل پر
ٹھنڈی پھوار بن کر برسنے والا تھا۔۔۔

"بے خودی بے سبب نہیں غالب۔۔۔
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔۔۔"

وہ عام سی جینز کے اوپر بلیو شرٹ زیب تن کیے کچھ جھجکتا ہوا ریسیپشن گرل تک آیا تھا۔

"جی کہیے ؟؟؟ کس سے ملنا ہے آپکو۔۔۔؟؟" پروفیشنل انداز میں

پوچھتی ہوئی وہ لڑکی فائق درید کو کچھ سخت مزاج سی لگی تھی۔

کاؤنٹر پر اپنا فولڈر رکھتا وہ ہولے سے مسکرایا۔

"مجھے اس کمپنی کی آنر زلیخا عالم درانی سے ملنا ہے۔۔۔انہوں نے مجھے اپنا یہ آفیشل

کارڈ دیا تھا اور کہا تھا کہ میں ان سے ملنے یہاں آؤ۔۔۔آپ پلیز انھیں میرے آنے کا انفارم کر دیجیے۔۔۔“ بلاوجہ اپنا کالر ٹھیک کرتے ہوئے وہ جیب سے کارڈ نکال کر اسے دکھاتا سادگی سے بتا رہا تھا۔

نور نے بغور آفیشیل کارڈ کو دیکھا جو انہی

کے آفس کا تھا۔

"سوری۔۔۔ مگر آپ ابھی ان سے نہیں

مل سکتے۔۔۔" تسلی ہونے پر دو ٹوک

کہتی وہ فائق درید کو حیران کر گئی تھی۔

مگر کیوں۔۔۔انھوں نے مجھے خود آفر"
کیا تھا۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے
احتجاج کیا تھا۔

عجیب لڑکی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر پھر بھی آپ ان سے
نہیں مل سکتے۔۔ بیکاز وہ آج آفس ہی نہیں

آئی ہیں۔۔۔۔۔" نور نے اس کا کھلی

رنگت والا چہرہ دیکھ کر گہرا سانس لیتے

ہوئے مین ریزن بتایا تو وہ ایکدم چپ سا

ہوگیا۔

"نہیں آئیں۔۔۔؟؟اوہ۔۔۔۔یقیناً کوئی

بڑی وجہ ہی ہوگی نہ آنے کی۔۔۔ورنہ آنز

کی غیر موجودگی۔۔۔۔۔" پُرسوچ انداز

میں بولتا ہوا وہ اس کی جانب دیکھ کر اپنی بات ادھوری چھوڑ گیا تھا۔

"جی بالکل ایسا ہی ہے، ایکچولی آج اُن کے چھوٹے بھائی، سر زیدان کی شادی ہے اسی لیے ان کی یہاں غیر موجودگی ضروری تھی۔۔۔" بتاتی ہوئی وہ

مصنوعی مسکراہٹ لبوں پر لائی تو فائق بھی مسکراتا ہوا سر اثبات میں ہلا گیا۔

آنکھوں کا رنگ پل بھر کو بدلا تھا۔

"سر زیدان۔۔۔؟؟اس کمپنی کے مین آنر۔۔رائٹ۔۔؟؟" اس کے صحیح

اندازے پر نور نے تائید میں پلکیں جھپکائی تھیں۔

انداز اب جان چھڑوانے والے تھے۔

"تھنک یو۔۔۔تو میں۔۔۔میں پھر بعد میں آ جاؤں گا۔۔۔۔نو

ایشو۔۔۔۔" سہولت سے کہتا ہوا وہ

کاؤنٹر سے اپنا فولڈر اٹھا گیا تھا۔

"شیور۔۔۔۔۔" نور مسکرا کر بولتی ہوئی

اب کے وہاں آ کر رکتی دوسری لڑکی کی

جانب متوجہ ہو چکی تھی۔

تو یعنی آپ سے دوبارہ رو.برو ملاقات" کرنے کے لیے ابھی مزید وقت درکار ہے مجھے مس زلیخا عالم درانی۔۔۔" زیرِ لب بے بسی سے .بڑ.بڑاتا ہوا وہ وہاں سے پلٹ گیا تھا۔

ایسے میں نور نے اس کی نیلی پشت کو بغور

دیکھتے ہوئے اگلے ہی پل سر جھٹک

دیا۔۔۔

RJ NOVELIST

"زیدان مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔اگر کہیں

اس سب کا نتیجہ میری بہن یا پھر ہمارے

خود کے حق میں برا نکل آیا

تو۔۔۔؟؟؟" اسے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اطمینان سے ہم رنگ پگڑی پہنتا دیکھ وہ بظاہر خائف سی بولی۔

انگلیاں چٹخاتے ہوئے اسکی آواز وقتی پریشانی کو صاف واضح کیے دے رہی تھی۔

آج جو حیا وقاص کے ساتھ ہونے والا

تھا، بلاشبہ وہ کئی زندگیوں میں طوفان

مچادینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

جواب میں ہولے سے مسکراتا وہ اسکی

جانب پلٹا تو کریم رنگ شیروانی میں اسکا

کسرتی وجود دیکھتے ہوئے حسنہ کو

بے اختیار اپنے دل کی ایک بیٹ مس
ہوتی محسوس ہوئی۔

اگلے ہی پل زیدان نے پورے استحقاق
سے کندھوں سے تھام کر اسے جھٹکے
سے اپنے قریب کیا تھا۔

"وہ محبت کرتی ہو مجھ سے۔۔۔؟؟؟" اسکی خوبصورت آنکھوں میں جھانکتا پوچھ رہا تھا۔

بلا جھجک سر اقرار میں ہلاتی وہ مقابل کو سرشار سا کر گئی۔

"دل؟؟؟" پانا چاہتی ہو مجھے۔۔۔

دھڑکتا ایک اور سوال۔۔۔

"ہر قیمت پر۔۔۔۔" دوبدو جواب دیتی وہ

اس کی مسکراہٹ گہری کر گئی تھی۔

"گڈ۔۔۔ تو پھر جو ہو رہا ہے جیسا ہو رہا

ہے اسے خاموشی سے ہو جانے

دو۔۔۔اور ہر ڈر فکر چھوڑ کر فقط یہ سوچو
کہ ہمارے اس عمل کے نتیجے میں زیدان
عالم درانی ہمیشہ کے لیے تمھاری قسمت
میں لکھ دیا جائے گا۔۔۔" اسے ہر لحاظ
سے تسلی دینے میں کامیاب ٹھہرتا وہ
محبت سے چور لہجے میں بولا تو حسنہ بھی
اپنی چاہت کامل ہو جانے کی آس

میں۔۔۔خود غرض بنتی کھل کر مسکرا دی۔

وہ خوش قسمت ہی تو تھی جو مقابل کھڑا شاندار مرد اپنی بچپن کی منگ کے خلاف گہری چال بنتا۔۔۔فقط اسکی چاہت میں دیوانہ ہو چلا تھا۔

تمھارے لیے۔۔۔انفیکٹ ہماری سچی"
محبت کے لیے میں اتنا بڑا قدم اٹھانے
جارہاہوں ڈارلنگ۔۔۔اب تو تم مجھ سے
یہ خفگیاں نہیں جتاؤ گی
ناں۔۔۔؟؟؟" وہ اس کے سندر چہرے
کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھامتا
گہرے لہجے میں پوچھنے لگا۔

گزشتہ شب کی تمام تر ناراضگیوں کو تو وہ پہلے ہی اپنی تسلیوں وعدوں سے مٹا چکا تھا۔۔

جواباً وہ اس کی تپش دیتی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی سر نہ میں ہلاتی دھیرے سے ہنسی تھی۔

بس آپ ایک بار میرے ہو جائیں"
مسٹر زیدان عالم درانی۔۔۔ پھر خفا نہیں
ہوں گی۔۔۔" اپنے چہرے پر موجود
اس کے ہاتھوں کو تھام کر دباتی وہ بڑے
اعتماد سے بولی تو زیدان کی خمار زدہ نگاہیں
اسکے یاقوتی لبوں کی مسکراہٹ دیکھتی
بہکتی چلی گئیں۔۔۔

حسنہ کی مسکاتی نگاہیں بھی بے خودی میں

اس کے لبوں کی طرف بھٹکی تھیں۔۔۔

جب اچانک دروازے پر ہوتے کھٹکے کے

سبب دونوں چونک کر ہوش میں آتے

ہوئے قدرے پھرتی سے ایک دوسرے

سے الگ ہوتے فاصلے پر ہوئے۔

معاً دروازہ کھول کر اندر آتی حفصہ بیگم
حسنہ کو یوں اپنے بیٹے کے کمرے میں
دیکھ کر پل بھر کو ٹھٹھک سی گئیں۔

پھر سر جھٹک کر مسکراتی ہوئیں ان کے
قریب چلی آئیں۔

ماشاء اللہ۔۔۔ماں صدقے
جائے۔۔۔ میرا چاند تو آج سچ مچ کا چاند
دکھائی دے رہا ہے۔۔۔خدا تمھیں ہر
بری نظر سے محفوظ رکھے۔۔۔۔" مسکرا
کر اپنی جانب دیکھتے زیدان کے رخسار
محبت سے تھامتے ہوئے ان کی آنکھوں
میں ستائش ہی ستائش تھی۔

اس دوران سرخ رنگ شرارے کُرتی میں شعلہ بنی حسنہ بالوں کو جھٹک کر پیچھے کرتی کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔

البتہ دل کی دھڑکنیں ہنوز تیز رفتاری سے دھڑک رہی تھیں۔

آنے والے خوشگوار لمحات کا سوچتی حفصہ بیگم نے سرشار ہوتے ہوئے زیدان کا ماتھا چوما تھا اس بات سے قدرے انجان کہ۔۔۔دو باغی ہو چکے دلوں نے سب کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے اس پل صرف اپنا سوچا تھا۔۔۔صرف اپنا۔۔۔!!!

RJ NOVELIST

ماتھے پر بل ڈالے وہ اس وقت سامنے پارلر کی طرف اپنی بیزار نگاہیں مرکوز کیے ہوئے فون پر بات کر رہا تھا۔۔۔

"سنو عدیل۔۔۔ جنید صاحب ہمارے بہت خاص گیسٹ ہیں۔۔ان کی خاطر مدارت سمیت ریسٹورنٹ کے باقی

انتظامات بھی اچھے سے سنبھالینا تم۔۔۔اس وقت میں ایک ارجنٹ کام میں پھنس گیا ہوں ورنہ خود چلا آتا۔۔۔۔۔“ رمیض سنجیدگی سے اپنے مینجر کو گائیڈ کر رہا تھا، جب وہ دلہن بنی ہوئی سہج سہج کر قدم رکھتی پارلر سے باہر آئی تھی۔

وہ جو بے زار سا اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اس پر نگاہیں پڑتے ہی خدا حافظ کہہ کر کال کاٹتا سیدھا ہوا۔

حیا وقاص کچھ جھجک کر اس کی جانب دیکھتی ہوئی اپنا بھاری لہنگا تھامے قریب سے قریب تر چلی آرہی تھی۔

ایسے میں رمیض عالم درانی کے دل کی دھڑکنیں صرف ایک پل کے لیے اسکے میک اپ شدہ من موہنے نقوش میں الجھتی تیز ہوئی تھیں۔

جیسے ہی وہ پاس سے گزرتی گاڑی کی دوسری طرف بڑھی تو وہ بھی سر جھٹکتا ہوش میں آیا۔ پھر اس کی طرف پلٹا۔

اگر جو عالم صاحب کی بجائے حفصہ بیگم اسے ایمر جنسی میں اِس محترمہ کو پارلر سے پک اپ کرنے کی درخواست کرتیں تو وہ یقیناً کوئی نہ کوئی بہانہ بنالیتا۔۔۔

مگراب تو بابا نے بول دیا تھا سو کام چھوڑ کر اسے میرج حال تک لے کے جانا ہی جانا تھا۔

"پیچھے؟؟؟ کہاں بیٹھ رہی ہو۔۔۔ آگے

جاکر بیٹھو۔۔۔۔" اسے فرنٹ سیٹ کا

دروازہ کھولتے دیکھ رمیض نے فوری طور

ٹوکا تو حیا چونک کر اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھنے

لگی۔

"لیکن آگے بیٹھنے میں کیا پرابلم ہے
رمیض بھائی۔۔۔؟؟" اسے حقیقتاً وجہ
سمجھ نہیں آئی تھی۔

"کیونکہ میں تمھیں اپنے برابر میں نہیں
بٹھانا چاہتا۔۔۔ہاں اگر زیدان خود
تمھیں لینے آتا تو وہ ضرور ایسا چاہتا۔۔۔"

دوبدو جواب دیتا وہ اپنی طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ چکا تھا۔

حیا نے اناری رنگ لبوں کو بھینچتے ہوئے کھلے دروازے کو آہستگی سے بند کیا۔ پھر ضبط سے پچھلی سیٹ پر جا بیٹھی۔

وہ اکھڑ دماغ شخص خود کو سمجھتا کیا تھا۔۔۔؟؟

اتنے اہم دن پر بھی اسے ہمیشہ کی طرح نیچا دیکھانے سے باز نہیں آیا تھا۔۔۔

اس دوران پارلر کے باہر گن پکڑ کے مطمئن کھڑا گارڈ کسی ضروری کام سے بلانے پر پلٹ کر اندر جا چکا تھا۔

"اس بیوٹیشن کے ہاتھوں بلاوجہ تمھیں

سجنے سنورنے کی ضرورت نہیں تھی

ویسے۔۔۔اس مصنوعی تراش خراش کی

بانسبت تم اپنی قدرتی سادگی میں زیادہ

مناسب لگتی ہو۔۔۔خواہ مخواہ پارلر آ کر

خود کے ساتھ ساتھ میرا قیمتی وقت بھی

برباد کر دیا۔۔۔" ایک بے نیاز سی نگاہ

پہلے سے ہی سیٹ ہوئے شیشے سے اس کے تنے چہرے پر ڈالتا وہ مکمل اعتماد سے گویا ہوا۔

بھاری لہجہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر تھا لیکن بظاہر تعریف و تنقید کرتے الفاظ حیا کو حیرت سے اس کی طرف دیکھنے پر مجبور کر گئے تھے۔

اس کی نظروں سے لاپرواہ ہوتے ہوئے
جہاں رمیض نے اگنیشن میں چابی
گھماتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی
تھی۔۔۔وہیں دو انجان لوگ قدرے
پھرتی سے گاڑی کے دونوں دروازے
کھول کر زبردستی اندر گھسے۔

پل بھر کا کھیل تھا جب حیا کی مدھم چیخ پر رمیض نے حواس باختہ ہوتے حیرت سے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔

وہ دونوں حیا کو بیچ میں کرتے ہوئے دروازے بند کر کے اپنی لوڈ ہوئی پسٹلز اس پر تان چکے تھے۔

"کون ہو تم لوگ۔۔۔؟؟؟اور کیا چاہیے ہم سے۔۔۔۔؟؟" اس جانیلوا افتاد پر پسٹلز کو محتاط ہو کر دیکھتے ہوئے رمیض نے ضبط سے پوچھا۔

جانے کب سے اور کیوں وہ غنڈے انہی کی طاق میں بیٹھے تھے۔۔۔؟؟؟

اس دوران گاڑی کے کالے شیشے فوراً
اوپر چڑھا دینا ان غنڈوں کی ہوشیاری کا
منہ بولتا ثبوت تھا۔

یہ بھی تو بدقسمتی ہی تھی جو پارلر سائیڈ
والی روڈ پر رش نہ ہونے کے برابر تھا۔

ر۔۔ر میض بھائی۔۔۔؟؟" خوف سے"
بھیگتی آنکھوں کے سنگ حیا کے اناری
لب شدت سے پھڑ پھڑائے۔

"ہمیں جو چاہیے ہوگا وہ تو ہم ہر قیمت پر
لے ہی لیں گے شانے تو بس شرافت
سے گاڑی چلاو رنہ۔۔۔۔اس دلہنیا کا
دماغ اڑا ڈالے گے۔۔۔گاڑی

چلااااا۔۔۔۔۔" بائیں جانب والا شخص

حیا کو بازو سے دبوچے ہوئے، پسٹل کی

نوک اس کے سر پر دباتا رعب سے

بولا۔۔۔

نتیجتاً حیا کی سانسیں تو بند ہوئی ہی

تھیں، رمیض بھی حیا کی زرد پڑتی رنگت

دیکھتا پل بھر کو بے بسی سے لب بھینچ

گیا۔

"تم لوگوں کو پیسہ موبائل گولڈ جیولری

جو چاہیے میں دینے کو تیار

ہوں۔۔۔انفیکٹ ایکسٹرا منی بھی دے

دوں گام۔۔بس کسی کو بھی ذرہ برابر

نقصان پہنچائے بنا ہماری گاڑی سے اتر

جاؤ۔۔۔پلیز۔۔۔۔" سرد لہجے میں ملتجی ہوتے اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں سرخی پھیلنے لگی تھی۔

جواباً دائیں جانب بیٹھے ساغر نے غصے سے آگے ہوتے رمیض کے سر پر قدرے زور سے پسٹل ٹکائی تو کسی انہونی کے ڈر سے حیا سسکی۔

رمیض کی جانب تکتے ہوئے آنسو تواتر سے گالوں کو بھگو رہے تھے۔

"موبائل پکڑا اپنا اور جلدی سے گاڑی چلا۔۔۔ ورنہ سچ بات ہے اِدھر ہی ٹھوک دوں گا تیرے کو یا وحشت۔۔۔" گن سے اس کے سر پر

قابلِ برداشت ضرب لگاتا وہ رمیض کو سختی سے مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کرچکا تھا۔

اگلے ہی پل گہرا سانس بھرتے ہوئے وہ سیٹ پر سیدھا ہوا پھر ڈیش بورڈ پر پڑا اپنا موبائل فون اس کو پکڑاتا لب بھینچ گیا۔

اس دوران دبک کر بیٹھی حیا اپنی پسلی پر پسٹل کی نوک سختی سے محسوس کرتی مزید سہم چکی تھی۔

رمیض نے شدتِ بے بسی سے ایک بار پھر (بیک ویو مرر) شیشے کو حیا پر سیٹ کیا۔ پھر بند ہو چکی گاڑی کو بددلی سے اسٹارٹ کرتا ہوا آگے بڑھا گیا۔

پیچھے پارلر سے باہر نکلتے گارڈ نے قدرے
چونک کر اُس بلیک کلر کی گاڑی کو نگاہوں
سے دور جاتے دیکھا تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

"واٹ۔۔۔؟؟ کیا تم سچ کہہ رہے ہو"

حمزہ۔۔۔؟؟ تمھارے رمیض ماموں نے

تمھیں وہ سگریٹ نہیں دیا

تھا۔۔۔؟؟ تم نے جو کچھ بھی کیا خود سے

کیا۔۔۔؟؟" زلیخا قدرے حیرت سے

پوچھ رہی تھی۔

کل رات اپنے کمرے میں آنے کے بعد وہ

روتا روتا وہیں پر سو گیا تھا، اس کے بعد وہ

خود بھی غصے اور بے چینی کی کیفیات میں

گھری رہی تھی۔۔۔

لیکن ابھی ابھی جو حقیقت حمزہ نے اسے

اٹک اٹک کر بتائی تھی، وہ اندر سے زلیخا کو

اپنے تلخ رویے پر بے اختیار شرمندہ سا
کر گئی تھی۔

"یس مومی۔۔۔ماموں کو تو پتا بھی نہیں
تھا کہ میں ان کے روم میں اینٹر ہوا
ہوں۔۔۔ مگر آپ نے مجھے اتنی زور کا
سلیپ کیا اور پھر ماموں کو بھی جھوٹا بلیم

کیا۔۔۔" شکایت کرتا وہ روندو سی صورت بنا گیا تھا۔

ہاں وہ زلیخا کے ڈر سے آئندہ ایسی کوئی بری حرکت نہ کرنے کا وعدہ کر چکا تھا۔۔۔

لیکن یہ بھی سچ تھا کہ اگر جو اس کی مومی
اسے پہلی جیسی نرمی نہ دیکھاتی تو شاید اب
بھی وہ اپنے ماموں کے حق میں کچھ نہ
بولتا۔

"حمزہ تم۔۔۔" زلیخا جو گہرے گلابی
لبوں کو پھڑ پھڑاتی ہوئی اسے تنبیہی انداز
میں کچھ کہنا چاہ رہی تھی، معاً حفصہ بیگم

کے پریشانی سے پاس آکر بیٹھنے پر چونک

کر ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"امی۔۔۔؟؟آپ پریشان دکھائی دے

رہی ہیں۔۔کیا بات ہے۔۔۔؟؟؟" زلیخا

نے حفصہ بیگم کا بے تاب چہرہ دیکھتے

ہوئے فکر مندی سے پوچھا تھا جو فون بند

جانے پر کال کاٹ چکی تھیں۔

کیسے نہ پریشان ہوں میں"

زلیخا۔۔۔ باراتی۔۔۔ دلہا۔۔۔ مولوی صاحب سب یہاں آچکے ہیں اور دلہن کے شدت سے منتظر ہیں۔۔۔ مگر حیا ابھی تک ہال میں نہیں پہنچی۔۔۔ رمیض اسے لینے گیا تھا پارلر

لیکن۔۔۔!! مجھے۔۔۔ مجھے ان سے۔۔۔

دونوں کی بہت فکر ہو رہی

ہے۔۔۔۔" بتاتے ہوئے وہ ہال میں

مہمانوں کے بیچ ہوتی مدھم مدھم چہ

مگوئیوں سے بخوبی واقف تھیں۔

سنگین معاملہ سنتی زلیخا بھی یکدم ہی پریشان

ہوتی تھی۔

اس دوران ان دونوں کی باتوں سے جی بھر کے بور ہوتا حمزہ اپنی ہی عمر کے ایک بچے کو سامنے کھڑا دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف لپکا تھا۔

“آ۔۔آپ زیادہ اپ سیٹ مت ہوں امی جان ورنہ آپکا بلڈ پریشر ہائی ہو جائے گا۔۔۔لائیں ادھر میں کال کر کے دیکھتی

ہوں میں بی اس بار اٹھا

لیں۔۔۔۔" تسلی دیتے انداز میں بولتی

ہوئی زلیخا نے ان سے موبائل فون

پکڑتے ہوئے جھٹ پٹ رمیض کے

نمبر پر کال ملائی تھی۔

حیا تو اپنے ساتھ موبائل فون لے کر ہی

نہیں گئی تھی۔۔۔

انھیں ہزار بار کال کر چکی ہوں"
میں، تمھارے بابا، بھائی سب ہی۔۔۔ مگر
کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔۔ پارلر والی سے
بھی بات ہوئی تھی میری۔۔اس کا
کہنا ہے کہ حیا اور رمیض کب کے وہاں
سے نکل چکے ہیں۔۔۔ کہیں کچھ برا نہ
ہو گیا ہو ان کے

ساتھ۔۔۔؟؟اففف۔۔۔خدایا مدد۔۔۔" بتاتے ہوئے حفصہ بیگم کا دل بیٹھا جارہا تھا۔

"امی کال۔۔۔کال جارہی ہے۔۔۔اس بار نمبر بند نہیں ہے۔۔۔۔فکر مت کریں سب ٹھیک ہوگا۔۔۔۔" چونک کر بولتے

ہوئے زلیخا نے گویا ان کو بڑی ہی کوئی خوشخبری کی بات سنا دی تھی۔

"شکر ہے رب کا۔۔۔ کال اٹھائی رمیض نے۔۔؟؟؟" وہ بے تابی سے پوچھ رہی تھیں۔۔۔ مگر صد افسوس کے کال جان بوجھ کر کاٹ دی گئی تھی۔

"میں دوبارہ ٹرائے کرتی

ہوں۔۔۔" بڑھتی دھڑکنوں کے

ساتھ کہتی زلیخا نے دوبارہ کال کرتے

ہوئے موبائل فون کان سے لگایا تھا۔

پھر ایک سرسری سی نگاہ سامنے حمزہ پر

ڈالی۔۔۔

بڑوں کی ٹینشن سے قدرے لاپرواہ سا وہ مہمان کے اُس بچے کے ساتھ بچگانہ کھیل کھیلنے میں مصروف ہو چکا تھا۔

بے اختیار حفصہ بیگم کے دل سے خیر کی دعائیں نکلنا شروع ہو چکی تھی۔

چیخ۔۔آخر مسئلہ کیا ہے اس کے ساتھ "

بھئی۔۔۔؟؟ پھر سے کال کاٹ

دی۔۔۔۔" کال پھر سے کاٹ دی گئی

تھی، جب زلیخا چڑ کر بولی۔

حفصہ بیگم کا دل پھر سے بیٹھنے لگا تھا۔

"ضد" ٹوں ٹوں۔۔۔ٹوں ٹوں۔۔۔۔

میں آتی وہ پھر سے کال ملانے کو

تھی،جب سماعتوں سے ٹکراتی میسج ٹیون

نے اسکرین پر بھی اپنا آپ شو کروایا تھا۔

"رمیض" امی رمیض کا میسج ہے۔۔۔

کے نام سے آیا میسج پل میں زلیخا کی توجہ

اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔

"تو پڑھو ناں جلدی سے۔۔۔دیکھو کیا کہہ رہا ہے وہ۔۔۔؟؟؟" خیر کی خبر سننے کو ان کی سماعتیں بے تاب ہوئی تھیں۔۔۔جب زلیخا نے اثبات میں سر ہلاتے جلدی سے آیا نوٹیفیکشن اوپن کیا۔

میسج کھل کر اسکرین پر آیا تھا۔۔۔جسے نگاہوں سے پڑھتے ہوئے زلیخا عالم درانی کے چہرے کی رنگت بدلتی چلی گئی۔

کیا ہوا ہے کیا لکھا ہے اسنے بتاؤ"

مجھے بھی۔۔۔؟؟؟حیا کو ساتھ لے کر

کب تک آرہا ہے وہ

یہاں۔۔۔۔؟؟" قدرے چونک کر زلیخا

کے تشویش زدہ تاثرات دیکھتی وہ سوال

پر سوال داغتی چلی گئیں۔

"وہ نہیں آئے گا امی۔۔۔ بتادیں سب کو

جاکر۔۔۔ رمیض عالم درانی حیا کو یہاں

لے کر نہیں آنے والا اب۔۔۔۔" سرد

ترین لہجے میں آہستگی سے کہتی وہ حفصہ

بیگم کے سر پر بم پھوڑ گئی تھی۔۔۔

RJ NOVELIST

مہمانوں کی سوال کرتی نگاہوں سے وقتی طور محفوظ، وہ سب گھر والے اس وقت ہال کے پرائیوٹ روم میں موجود تھے۔

میں اچھے سے جانتا ہوں کہ آپ سب"

میر اور حیا کے واپس آنے کا بے صبری

سے انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔لیکن

شاید آپ میں سے کوئی بھی یہ بات نہیں

جانتا ہو گا کہ ہم ایک دوسرے سے بے

پناہ محبت کرتے ہیں۔۔۔ محبت کیا، عشق

کرتے ہیں عشق۔۔۔لیکن آپ لوگوں تو

اس وقت صرف اپنی عزت۔۔اپنی ساکھ

کے کھو جانے کا ڈر ہو گا ناں۔۔۔ ہمارے
سچے جذباتوں کی ہماری مجبوریوں کی پرواہ
کوئی کہا کرے گا بھلا۔۔۔؟؟ بس اسی
لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب ہم
آپ کی ایک دوسرے کو دی ہوئی زبانوں
کا قطعی کوئی پاس نہیں رکھیں گے، نہ ہی
بے جوڑ رشتے جوڑنے کی سزا مزید بھگتیں
گے۔۔۔اپنی محبتوں کو دلوں میں دفنا کر

نہیں رکھ سکتے ہم۔۔۔اس لیے میں اور حیا
آپ لوگوں سے بہت دور جا رہے
ہیں۔۔۔اپنی ایک الگ ہنستی بستی دنیا
بسانے۔۔۔اب واپسی کی راہیں ہمارے
لیے فنا ہو چکی ہیں۔۔۔آئی ہوپ کہ اتنی
بڑی حقیقت جان لینے کے بعد آپ لوگ
بھی ہمارا مزید انتظار کرنے کی بے وقوفی
نہیں کریں گے۔۔۔خدا

حافظ۔۔۔!!!" بند پرائیوٹ روم

میں، اس طویل میسج کا ایک ایک لفظ باآواز

بلند پڑھتے ہوئے زیدان عالم درانی کی

آواز میں غصہ صاف ہچکولے لے رہا تھا۔

"وٹ دی ہیل از دِس۔۔۔" اگلے ہی

پل اس نے حفصہ بیگم کا موبائل فون

پوری شدت سے فرش پر دے مارا تھا۔

جہاں ایک طرف کھڑی حسنہ اسکی اِس
حرکت پر چونکتی سیدھی ہوئی تھی وہیں
دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے وقاص
صاحب کا سر ملامت و صدمے سے مزید
جھکتا چلا گیا۔۔۔

تو یہ تھی آپ سب کی چہیتی پارسا حیا بی"

بی۔۔۔ ہمم۔۔۔؟؟؟ کم اون۔۔۔ کم از کم

مجھ جیسا مخلص انسان ایسی دوغلی فریب

کار لڑکی کو تو بالکل بھی ڈیزرو نہیں کرتا

تھا۔۔۔" اپنے مقابل پریشان کھڑی

فیملی سے تلخی سے کہتا ہوا وہ اس پل

ایکٹنگ کے اونچے درجوں کو چھو رہا تھا۔

جانے کیوں۔۔؟؟ مگر مجھے اب بھی "

یقین نہیں آرہا اس بدترین حقیقت

پر۔۔۔۔" جواب میں عالم صاحب زمین پر

پڑے ٹوٹ چکے موبائل پر نظر ڈال کر

آہستگی سے کہتے ہوئے زیدان کو تمسخر پر

مجبور کر گئے۔

اگلے ہی پل وہ ان کے قریب آتا ہوا اپنے باپ کو نرمی سے کندھوں سے تھام گیا تھا۔

"ڈیڈ میں بھی یقین نہ کرتا۔۔۔خدا قسم کبھی بھی یقین نہ کرتا اگر جو وہ دونوں یہاں موجود ہوتے تو۔۔۔ لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان کی اب تک کی غیر

موجودگی نے اس بدترین حقیقت کو سچ

ثابت کر دیا ہے۔۔۔اب آپ کا بے عیب

بیٹا ہر لحاظ سے بے عزت ہو کر بنا دلہن

کے گھر واپس جائے گا۔۔۔۔" بڑے

اعتماد سے کہتا ہوا وہ دکھ و افسوس کی چٹان

بنا تقریباً سبھی کو ان دونوں سے بدگمان

کر چکا تھا۔

رمیض کا نمبر بھی پھر سے بند ہو گیا تھا۔۔۔

ایسے میں اپنی نیک بخت بیٹی کے سیاہ بخت نکلنے پر وقاص صاحب کا دل ڈوب ڈوب جا رہا تھا۔۔

اس قدر شرمندگی۔۔۔افففف۔۔۔

"ایسا نہیں ہے بیٹا۔۔۔" حفصہ بیگم اس کے دکھتے لہجے پر تڑپ کر بولیں۔

معاً وہ سر ہلا کر ان کی بات کی نفی کرتا ہوا سرعت سے ان کے مقابل آیا تھا۔

ایسا ہی ہے موم بالکل ایسا ہی"

ہے۔۔۔اب سب لوگ رشتے دار تھو تھو

کریں گے ہم پر۔۔۔وہ دونوں تو اپنی

محبتوں میں بھاگ گئے، اور ان کے کیے کا

بھگتے گا کون پیچھے۔۔۔؟؟میں۔۔۔ہم

سب۔۔۔۔" دھیمے کرخت لہجے میں تپ

کر بولتا ہوا وہ وہاں موجود سبھی کو آنے

والے لمحات کے لیے فکرمند کر گیا تھا۔

کمرے سے باہر عجیب و غریب باتیں بناتے ہوئے مہمان، مولوی سمیت اب تک ان کے منتظر تھے۔

جہاں زلیخا کا دل حیا رمیض کے لیے حد درجہ برا ہوا تھا، وہیں حسنہ نگاہوں

میں دیوانگی کی رمق سموئے مسلسل زیدان

کے دلچسپ نقوش تکتی چلی جارہی تھی۔

کیا کچھ نہیں کر رہا تھا وہ اس کی محبتوں

میں۔۔۔۔

"تو کیا چاہتے ہو تم۔۔۔ کیا کرنا چاہیے

اب ہمیں۔۔ہاں۔۔؟؟؟" اس بار عالم

صاحب نے شدتِ ضبط سے اس کی
مرضی جاننا چاہی۔

آخر یہ کیسی بے عقلی کا مظاہرہ کیا تھا اُن
کے عقلمند بیٹے نے۔۔۔؟؟؟
ابھی تو اسکے خود کے ساتھ پہلی بیوی کو
لے کر اتنا ابتر سانحہ گزرا تو۔۔۔

اور اب بالکل اچانک ہی یہ

سب۔۔۔!!!

"م۔۔میں آپ سب کے سامنے بے حد شرمسار ہوں۔۔۔" اس سے پہلے کہ زیدان کچھ کہتا، اپنی برداشت کھو چکے وقاص صاحب ہاتھ جوڑتے سب کے مقابل آئے تھے۔

"اپنی بیٹی کو بطورِ امانت آپ لوگوں کے
ہاتھوں سونپنے کی جو زبان دی
تھی۔۔۔اسے چاہ کر بھی پورا نہیں کر پایا
میں۔۔۔ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجیے
گا۔۔۔" شرم تلے سر جھکائے وہ دکھ
سے بولتے چلے جا رہے تھے۔

کہاں سوچا تھا بھلا بھائی بھاوج کے سامنے ایسا وقت بھی زندگی میں دیکھنا پڑے گا۔۔۔

عالم صاحب اپنے چھوٹے بھائی کا چہرے دیکھتے بے بسی سے آنکھیں میچ کر کھول گئے۔۔۔

اپنے بے قصور باپ کو ایسی حالت میں دیکھتے ہوئے حسنہ کے تیکھے نقوش پر بے اختیار بے چینی در آئی، تو زیدان پل بھر کو تاسف زدہ ہوتا جلدی سے آگے بڑھ کر ان کے جڑے ہاتھ تھام کر نیچے کر گیا۔۔۔

آپ کو معافی مانگنے کی قطعی کوئی"

ضرورت نہیں ہے چچا جان۔۔۔کیونکہ

آپ اب بھی بیٹی دے کر ہمیں اپنی دی

ہوئی زبان پوری کر سکتے ہیں۔۔۔"

زیدان عالم درانی کے مضبوط لہجے نے

جہاں سبھی کو حیرت میں ڈالا تھا، وہیں

حسنہ وقاص کا دل شدتوں سے دھڑک

اٹھا۔

"م۔۔ مطلب۔۔۔؟؟" حیرت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے وقاص صاحب کے لب پھڑ پھڑائے۔

نتیجتاً زیدان نے ساکت کھڑی حسنہ کی طرف گہری نگاہ ڈالی تھی۔۔

مطلب صاف ہے چچا جان۔۔۔آپ کی "
بڑی بیٹی تو بھاگ چکی ہے۔۔۔ مگر چھوٹی
بیٹی تو بھی موجود ہے ناں۔۔۔آپ میری
حسنہ وقاص سے شادی
کروادیجیے۔۔۔یقین جانیے یہ رہی سہی
رشتہ داری بھی ختم ہونے سے کہیں
زیادہ بہتر اوپشن ہو گا۔۔۔" سنجیدگی سے

کہتے ہوئے وہ بڑے ہی شاطرانہ طریقے سے اپنے بڑوں کو نئی راہ دکھا چکا تھا۔

ایسی نئی راہ کہ جس کو مسترد کرنا شاید ہی ناممکنات میں سے ایک بن چکا تھا

اب۔۔۔

"حسنہ بیٹی۔۔۔!!!" اگلے ہی پل حسنہ
کی جانب پلٹتے ہوئے نم آنکھوں کے
سنگ وقاص صاحب نے آہستگی سے اسے
مخاطب کیا۔۔۔تو سبھی کی نظریں خود پر
محسوس کرتی وہ خائف سی نفی میں سر
ہلا گئی۔

آنسوں کی لڑلیاں گالوں پر لڑھک آئی تھیں۔۔۔

اس کے یوں اداکاری کرنے پر اب کہ مسکراہٹ دبانے کی باری زیدان عالم درانی کی تھی، جو اپنی طے شدہ پلیننگ پوری کرنے میں.بڑی ہی شدت سے کامیاب رہا تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

"آااہہ۔۔۔" حیا نے بھاری ہوتے سر کے ساتھ آہستگی سے آنکھیں کھولیں تھیں۔

پھر گھنی پلکیں جھپکا جھپکا کر بھاری آنکھوں کی دھندلاہٹ کم کرتے اپنے حواس بحال کرنے چاہے۔

ہاں۔۔۔ہاں بابو ہو چکا ہے تیرے کہے کے مطابق سارا کام۔۔۔بے فکر رہ ذرا سی بھی خراش نہیں آنے دیں گے ہم اُس جوڑے کو۔۔۔ہاں۔۔ہاں ٹھیک

ہے۔۔۔ہو جائے گا یہ کام

بھی۔۔۔۔اوکے۔۔۔۔اوکے۔۔۔۔" فو

ن پر بات ختم کرتے ساغر کی چمکتی نگاہیں

اسی کو ہوش میں آتا دیکھ رہی تھیں۔

سر سیدھا کرتی حیا چاہ کر بھی اپنے رسی

سے بندھے ہاتھوں کو حرکت نہیں دے

پائی تھی۔

معاً سامنے نظریں اٹھنے پر وہ یکدم گھبرائی

تھی۔

"رمیض بھائی۔۔۔؟؟" اپنے مقابل

بے ہوش ہوئے رمیض کو کرسی سے

بندھا دیکھ اس کی نگاہیں پھیلتی چلی

گئیں۔۔۔

"اوسوہنیو۔۔۔اگراپنی نیندیں پوری کر ہی لی ہیں توہماری طرف بھی نگاہ ڈال لو۔۔۔" ایک طرف پڑی چارپائی سے اٹھ کراس کی جانب آتا ہوا ساغر کمینگی سے گویا ہوا تو،، ٹھٹھک کر اسے لمبی زلفیں سنوارتا دیکھ حیا کا دل شدت سے ڈوبا۔

دماغ پر زور دیتے محض ایک پل لگا تھا
اسے یاد آنے میں کہ کیسے وہ رمیض بھائی
کے سنگ ان غنڈوں کے ہاتھوں کڈنیپ
ہوئی تھی۔

بیچ راہ میں ہی وہ بیچ لوگ زبردستی
کلوروفام والا رومال سونگھاتے اسے پلوں

میں بے ہوش کر چکے تھے۔۔۔اور پھر اس کے بعد۔۔۔شاید رمیض کو بھی۔۔۔ !!!

"تت۔۔تم پاس مت آؤ میرے۔۔ پلیز دور رہو۔۔۔۔" اس کے گھٹنے بل پاس بیٹھنے پر وہ وحشت زدہ سی غرائی۔

پھر تیزی سے بھیگتی نگاہوں کے سنگ بے ہوش پڑے رمیض کی جانب ملتجی ہو کر دیکھا۔۔۔

"کیوں نہ آؤں پاس تیرے۔۔۔؟؟اتنی حسین دلہن ہے تُو۔۔۔بھلا کون کافر تجھے قریب سے محسوس کرنا نہیں چاہے گا۔۔۔" اس کے گھٹنے کو چھوتا ہوا وہ

ہنس کر بولا،، تو کراہت سے گھٹنا جھٹکتی ہوئی وہ لفظ" دلہن" پر یکدم ساکت پڑی۔

بے اختیار زیدان عالم درانی کا مسکراتا ہوا وجیہہ عکس اس کے ذہن کے پردے پر لہراتا ہوا اس کا دماغ پوری طرح سے ہلا گیا تھا۔

آ۔۔آج تو میری شادی تھی"

ناں۔۔۔؟؟میری

شادی۔۔۔ٹائم۔۔۔ٹائم کیا

ہوا ہے؟؟مجھے وقت سے وہاں پہنچنا

ہوگا۔۔سب لوگ میرا انتظار کر رہے

ہوں گے۔۔۔" فکر میں پاگل ہوتی وہ

روہانسے لہجے میں بولتی چلی جارہی

تھی،جب اپنے خفیہ اڈے پر آتا عامر دور

سے ہی اس کی بات سنتا بے ہنگم قہقہ لگا گیا۔

معاًرمیض کے ماتھے پر چڑھتی، مٹتی تیوریاں اسکے حواسوں میں آنے کا پتا دینے لگی تھی۔

فکر نہیں کر دولہنیا۔۔۔اب کوئی "
بھی  تیرا انتظار نہیں کر رہا۔۔۔اور نہ ہی
تجھ سے نکاح کرنے والا بچا ہے
کوئی۔۔۔دن پوری طرح سے ڈھل چکا
ہے۔۔۔" کمینگی سے کہتا ہوا وہ ہاتھ میں
پکڑی شراب کی بوتل میز پر رکھتا خود
بھی وہیں بیٹھ چکا تھا۔

ساغر بھی بالوں کو جھٹکتا ہنسا۔

حیا نے اس بدترین حقیقت پر صدمے سے اسے دیکھا۔

دل کی دھڑکنیں بند ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔

ایسا۔۔۔ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔" سسک "

کر نفی میں سر ہلاتے اس کی بھیگی سرخ

آنکھوں نے بے ساختہ ایک طرف لگی

جالی دار کھڑکی کو ٹٹولا تھا۔

اور پھر پھیلتی شام کا منظر اس کے وجود کو

گویا بے جان سا کرتا چلا گیا۔

معاذ رمیض نے اپنی جلتی آنکھیں کھولتے
ہوئے خود کا لڑھکا بھاری سر سیدھا کیا۔

مگر نگاہوں کے سامنے کا منظر دیکھ کر اس
کے بحال ہوتے حواس پل میں جھنجھنا
اٹھے تھے۔

”بتاتے ۔۔۔وحشت یا ہو چکا ہے ایسا ہوئے ساغر کا ہاتھ پھر سے بے باکی کے ساتھ حیا کے گھٹنے پر پڑا تھا۔

اُس غنڈے کی جرات پر جہاں ہوش میں آتی حیا سسکی تھی، وہیں رمیض کا خون کھول اٹھا۔

"اپنے غلیظ ہاتھوں کو دور رکھو اسے ورنہ
جان لے لوں گا میں
تمھاری۔۔۔۔" غصے سے چیختے ہوئے

رمیض نے بے اختیار خود کو چھڑوانا چاہا
تھا، مگر افسوس کہ رسیاں مضبوطی سے
اس کے ہاتھ پیروں کو جکڑے ہوئے
تھیں۔

اس کی بھاری بھڑکتی آواز پر تینوں نے ہی قدرے چونک کر اس کا تنا چہرہ دیکھا تھا۔

"ر۔۔ر میض بھائی۔۔۔۔" حیا کے سسکتے لب اسے ہوش میں دیکھ کر پل بھر کو مسکرائے تھے، جب ساغر رمیض کی بے بسی دیکھتا ڈھٹائی سے ہنس دیا۔

سنجیدہ ہو چکا عامر بھی شیطانیت
سے مسکرایا تھا۔

"ابے دیکھ تو دلہنیا کا مجنوں،،، کیسے ہوش
میں آتے ہی واویلا مچانے لگا
ہے۔۔۔ حالانکہ اصلی کھیل تو ہم نے
ابھی شروع بھی نہیں کیا یا
وحشت۔۔۔۔" مونچھیں مسلتا ہوا وہ

رمیض کو اپنے لفظوں سے آگ لگانے

میں کامیاب ٹھہرا تھا۔

”میں نہیں جانتا کہ تم لوگ کون ہو اور

کس خبیث کے کہنے پر یہ سب کر رہے

ہو۔؟؟؟ لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ

اگر اِس لڑکی کو ذرا سی بھی کوئی نقصان

پہنچا تو بخدا آزاد ہوتے ہی میں تم لوگوں پر

تمھاری سانسیں حرام کر دوں

گا۔۔۔گیٹ اٹ۔۔۔" رسی بندھے

پیروں کو شدت سے جھٹکتا وہ سلگتے لہجے

میں بولا، تو اس کھلی دھمکی پر ساغر نے

ناگواری سے آنکھیں سکیڑیں۔

"دیکھ لیتے ہیں یہ بھی۔۔۔اوے"

عامر۔۔۔!!! آجا ذرا اپنا باقی کا مال بھی

وصول لیں۔۔۔" چیلنجنگ انداز میں
کہہ کر حیا کی طرف پلٹتا وہ رمیض کی جلتی
آنکھوں کی سرخی مزید گہری کر گیا
تھا۔۔۔جبکہ دونوں کو اپنی جانب بڑھتا
دیکھ نفی میں سر ہلاتے ہوئے حیا کے
سانس خشک ہوئے تھے۔

"دور رہو اس سے۔۔۔میں کہتا ہوں"

وہیں رک جاؤ (گالیاں) # #۔۔آ اا

سٹاپ۔۔۔" آپے سے باہر ہوتا وہ چیخ

اٹھا تھا۔اپنا آپ چھڑوانے کی مسلسل

کوشش میں جلد سرخ ہوتے اس کی

رگیں پھول چکی تھیں۔

مگر وہ بے بہرہ ہوتے حیا کا پنوں سے

سیٹ ہوا بھاری دوپٹہ بے دردی سے

الگ کرتے ہوئے ایک طرف پھینک چکے

تھے۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔ چھوؤ مت"

مجھے۔۔۔ پلیز دور ہٹو مجھ

سے۔۔۔۔ رمیض بھائی۔۔۔۔ بچائیں

مجھے۔۔۔ر میضضضض۔۔۔۔۔۔۔" گ

لے میں پڑا گولڈ کا نیکلس بُندے، بندیا

اتارنے کی کوشش میں ان کا غلیظ لمس

خود پر محسوس کرتے جہاں حیا کے حلق

سے بے بس آہیں،،، چیخیں نکلی

تھیں۔۔۔وہیں غصے کی زیادتی سے پاگل

ہوتے ہوئے، پوری شدت لگا کر اٹھتا

رمیض اگلے ہی پل بھاری چیئر سمیت منہ

کے بل زمین پر گرا تھا۔۔۔

نتیجتاً لطف لیتے بے ہنگم قہقوں کی گونج

تھی

بے ساختہ۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ اس وقت اپنے بڑے سے گھر کی فرنٹ
سائیڈ پر بنے سوئمنگ پول میں بڑی
مہارت سے شرٹ لیس تیراکی کر رہا
تھا۔ دسواں راؤنڈ لگاتے ہی وہ سوئمنگ
پول کی گہرائی تک گیا تھا۔ پھر پندرہ سے
بیس سکینڈز تک پانی کی گہرائی میں رہتے
ہوئے جھٹکے سے پانی سے باہر نکل
آیا۔ بھیگے چہرے سمیت بالوں پر ہاتھ

پھیرتے ہوئے کیفی کی سرخ ہورہی نگاہیں اپنی طرف آتے شیبی پر پڑیں تھیں۔اگلے ہی پل وہ گہرے سانسوں کے بیچ پھرتی سے تیرتا ہوا پول کے کنارے پر آیا۔

"ہائے برو۔۔۔نائٹ سموکنگ کے ٹائم سوئمنگ کی کوئی خاص وجہ۔۔۔؟؟" اس

کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتا وہ کچھ

حیرت سے مسکرا کر پوچھ رہا تھا۔

"کیفی کا موڈ بدلنے کے لیے کسی خاص

وجہ کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔۔۔اپنی

وے تُو بتا اچانک یہاں کیسے آنا

ہوا۔۔؟؟" کنارے پر پڑے وائن کے

گلاس پر سے نگاہیں ہٹاتا وہ سنجیدگی سے

پوچھ رہا تھا۔

جواباً شیبی کی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی۔

"کہتے کچھ بتانے آیا تھا تجھے۔۔۔۔؟؟" کہتے ہوئے جانے کیوں اس نے پل بھر کو نظریں چرائی تھیں۔

"بتا ناں۔۔ سن رہا ہوں۔۔۔" کنارے پر بازو رکھے، کیفی کا کسرتی وجود ہنوز پانی میں ٹھہرا ہوا تھا۔

"وہ۔۔۔کیفی۔۔۔جس چیز کا ڈر تھا وہی
ہوا یار۔۔۔۔آج زیدان عالم درانی نے
اپنی منگ کی بجائے حسنہ وقاص سے نکاح
کیا ہے۔۔۔رخصتی بھی ساتھ ہی ہوچکی
ہے۔۔۔سننے میں آیا ہے کہ اس کی منگ
اپنے جیٹھ کے ساتھ بھاگ۔۔۔!!!!"
وہ تاسف زدہ سا اس کی بدلتی رنگت دیکھتا
بتا رہا تھا،جب اپنا ضبط کھونے پر کیفی نے

غصے سے چلاتے ہوئے وائن کا گلاس پکڑ

کر زور سے دور پھینکا۔

"جسٹ شٹ اااپ۔۔۔۔ شٹ دِس

نانسینس۔۔۔ چھوڑوں گا نہیں میں اس

دھوکے باز عورت کو۔۔۔کیا سوچتی ہے

وہ؟؟ میری ذات، میری محبت کو دھتکار

کر خود آباد رہ لے گی۔۔۔؟؟ نہیں نہیں

نہیں۔۔۔برباد کردوں گا میں

اسے۔۔۔سب فنا کر کے رکھ دوں گا اس
کی خوشیاں،،، مسکراہٹیں،،،
سکون۔۔۔عزت۔۔سب کچھ۔۔۔دیٹ
ڈزاٹ۔۔۔۔" درشتگی سے دھاڑتا ہوا وہ
اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ چکا تھا۔
شیبی اپنے جگری یار کی بگڑی حالت دیکھ
کر لب بھینچ گیا۔

یہ خبر واقعی اس کے دل پر چھریاں چلا گئی تھی۔

شیبی۔۔۔!!!جو کام میں نے تم سے "

بولا تھا، وہ اب جلد از جلد ہو جانا

چاہیے۔۔۔" گہرے سانسوں میں پھنکار

کر بولتا وہ چکنا چور ہو چکے شیشے پر انگارہ

نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔

اس بکھرے کانچ کی طرح بہت جلد ہی وہ

کسی کی ذات بھی بالکل اسی طرح

بکھیرنے والا تھا۔۔۔

جواباً اس کے بازو پر تسلی دیتے انداز میں

ہاتھ رکھتے ہوئے شیبی نے سر اثبات میں

ہلا دیا۔

RJ

NOVELIST

"ویڈنگ نائٹ کی یہ سجاوٹ تو بہت دل
سے کی گئی ہے مسٹر زیدان عالم
درانی۔۔۔ مگر جس کے لیے کی گئی تھی
افسوس وہ تو یہاں ہے ہی
نہیں۔۔۔!!!" خوشبوار گلاب کی پتیوں

کے سنگ جلتی ہوئی موم بتیوں کی سجاوٹ پر نظر ڈالتی وہ بے اختیار حیا کی ذات پر چوٹ کر گئی،، تو زیدان نے اس گہرے طنز پر حسنہ کو بغور دیکھا۔۔۔جو اس پل اس کی سیج سجائے،اسکے مقابل بیٹھی تھی۔

تمھیں کس نے کہا کہ یہاں نہیں "

ہے۔۔۔۔تم ہو تو سہی میری نظروں کے

سامنے۔۔۔ میرے قریب۔۔۔ فقط

تمھیں تصور میں رکھ کر میں نے اپنی

موجودگی میں یہ ساری سجاوٹ کروائی

تھی جانم۔۔۔بیلیومی۔۔۔" چوڑیوں والی

کلائی تھام کر نرمی سے پشت پر سلگتے لبوں

کی چھاپ چھوڑتا ہوا، وہ اپنی پہلی بے باکی

سے حسنہ وقاص کا دل شدتوں سے دھڑکا

چکا تھا۔

اتنی محبت کرتے ہیں مجھ سے۔۔۔؟؟" "

وہ اس کے سحر میں جکڑی تھی۔

" تمھیں کھو دینے کے ڈر نے مجھے محبت

سے عشق کے درجے پر پہنچا دیا ہے حسنہ

زیدان عالم درانی۔۔۔حد سے زیادہ

چاہنے لگا ہوں میں تمھیں۔۔۔۔۔"

زیدان اس کے من بھاتے نقوش کو

گہری نگاہوں سے تکتا ہوا گھمبیر لہجے میں

بولا۔

پھر چمکتی پیشانی پر ٹکی بندیا کو نرمی سے

اتارتا حسنہ کے دل کی دھڑکنیں مزید بڑھا

گیا۔

" میں بھی آپ سے بہت محبت کرتی ہوں

زیدان۔۔۔پلیز زندگی میں کبھی بھی مجھ

سے بدگمان ہونے کی غلطی مت کیجیے

گا۔۔ورنہ میں جیتے جی مر جاؤں گی۔۔۔"جواباً حسنہ نے بھی قدرے مضبوط لہجے میں اپنی بھی چاہت کا یقین دلانا چاہا۔۔تو زیدان نے بھنویں سکیڑتے ہوئے اس کے سرخ لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی ٹکائی۔

ششش۔۔۔تم سے بدگمان ہونے کے لیے شادی نہیں کی میں نے۔۔۔بے فکر

رہو تم۔۔۔" اپنا چہرہ حسنہ کے بے حد

نزدیک کرتا وہ اس کے نقوش سرخ کر گیا

تھا۔

آپ کو اپنا بنانے کی خواہش تو پوری"

ہو گئی میری۔۔۔ مگر دلہن بننے کا خواب تو

خواب ہی بن کر رہ گیا ناں۔۔۔" زیدان

بڑی آہستگی سے اس کے مسکراتے لبوں

سے انگلی سرکاتا ہوا ٹھوڑی تک لایا

تھا، جب وہ اپنے دل میں پنپتی حسرت فوراً سے لبوں پر لائی۔

اس کی بات سنتا وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

حسنہ وقاص کی مدھم روٹھی ہوئی ادا اس کے دل پر گہرا وار ہی تو کر گئی تھی۔

دلہن نہ بن کر تم مجھ معصوم پر بجلیاں" گرا رہی ہو۔۔۔ سوچو اگر دلہن بن کر

میرے سامنے آجاتیں تو مزید کیا کیا غضب ڈھاتی۔۔۔؟؟" ٹھوڑی پر نرمی سے انگوٹھا مسلتا ہوا وہ خمار زدہ لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔

ہمم۔۔ خوبصورت تو میں ہوں۔۔۔۔" اس کی بات پر کھکھلا کر ہنستی وہ اترائی تھی۔

اور زیدان عالم درانی تمہاری اسی "

خوبصورتی کا دیوانہ ہے۔۔۔بہت حسین

ہو تم جاناں۔۔۔ تمہاری یہ

مسکراہٹیں، یہ بے باک نگاہیں اور سب

سے بڑھ کر قاتلانہ ادائیں۔۔۔اتنی

دلفریب ہیں کہ،،،اب یہ بے معنی فاصلے

پل میں مٹا دینے کو جی چاہتا ہے۔۔۔"

بھاری لہجے میں باور کرواتا ہوا وہ اس کے

سر پر ٹکا سرخ رنگ دوپٹہ اتار کر الگ کر چکا تھا۔

حسنہ بنا پلکیں جھپکائے، بے تابانہ اس کے نقوش تک رہی تھی۔

"بے معنی فاصلے رشتوں کو کھوکھلا کر دیتے ہیں زیدان۔۔۔اور یہ ستم میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔۔۔۔"

اس کے پشت پر کھلے بالوں کو آگے

کرتے ہوئے زیدان نے بڑے استحقاق سے خوشبو سونگھی تھی، جب وہ گہرے ہو چکے تنفس کے ساتھ اپنی رضامندی اس کے حق میں ظاہر کر گئی۔

وہ سرشار سا اس کی چمکتی پیشانی پر سلگتا لمس چھوڑتا ہوا حسنہ کو سکون سے آنکھیں موندنے پر مجبور کر گیا۔

ہنی مون پر ہم ترکی جائیں گے۔۔۔"
روم کی بجھتی روشنیوں پر جہاں حسنہ
وقاص کی دلی خواہش۔۔۔مدھم
بے باک آواز کی صورت زیدان کی
سماعتوں میں گھلی تھی، وہیں پل پل سرکتی
ہوئی اس سیاہ رات میں دو دھڑکتے دل
کسی معصوم کی سسکیوں، آہوں سے

قدرے لاپرواہ۔۔۔ایک دوسرے میں
مکمل گم ہوتے چلے گئے۔۔۔

RJ NOVELIST

دن کا سورج تقریباً ڈھلنے کو تھا،جب وہ
دلہن کے بھاری جوڑے میں رمیض عالم

درانی کے سنگ درانی پیلس میں داخل ہوتی سسکی تھی۔

اس کے خود کے گھر کو تو باہر سے تالا لگا ہوا تھا۔

ہاں۔۔۔ہاں یہ سچ تھا کہ گزشتہ روز اس کی عزت کو پیروں تلے روندا نہیں کیا گیا تھا،،،

وہ انجان غنڈے اس کی سسکیوں منتوں سے جی بھر کے لطف لیتے ہوئے محض قیمتی زیور اتار کر اسے چھوڑ چکے تھے،،،

گویا ان کا ڈرانا مقصود تھا۔

اس دوران رمیض عالم درانی کا اس کی ذات کے لیے شدتِ بے بسی سے تلملانا قابلِ دید ہی تو تھا۔

مگر پھر کیا ہوا تھا۔۔۔؟؟؟

انھیں دوبارہ سے بے ہوش کر کے وہ

غنڈے خود وہاں سے مال گاڑی موبائل

سب لے کر فرار ہو چکے تھے،،،

ہاں البتہ جاتے جاتے اتنی مہربانی ضرور

کر گئے تھے کہ ان کے رسیوں سے

بندھے ہاتھ پیر کھول گئے تھے۔

لیکن وہ تو پھر بھی برباد ہو چکی تھی

ناں۔۔۔!!!

اندر چلو۔۔۔ہمارا سب کے سامنے اپنے ”

حق میں صفائی دینا ابھی باقی ہے۔۔۔“ حیا

کو وہیں ساکت کھڑا دیکھ رمیض سنجیدگی

سے گویا ہوا، تو اس نے چونک کر بھیگی

آنکھوں سے اسے دیکھا۔

انداز میں خوف سا تھا۔

آگے بڑھنے کا خوف۔۔۔

بہت کچھ غلط ہو جانے کا خوف۔۔۔

"نفی میں ڈ۔۔ڈر لگ رہا ہے بہت۔۔۔" سر ہلاتی وہ آہستگی سے بولی تو رمیض نے نرمی سے اس کی سُنی کلائی تھامی، پھر مضبوط قدم اٹھاتا ہوا اس کے سنگ اندر کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

اس دوران وہاں کاموں میں مشغول دو ملازموں نے بڑی حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔

وہ جو اپنا آپ ڈھیلا چھوڑے اس کے ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی، لاؤنج میں آتے ہی اس کا لرزتا دل اپنوں کو وہاں دیکھ کر بند ہوا تھا۔

وہ لوگ جو سادگی سے ولیمہ کر کے کچھ دیر پہلے ہی گھر واپس لوٹے تھے ان دونوں کو وہاں دیکھ کر حیرت کی زیادتی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

معاذ رمیض نے ان کے مقابل آکر رکتے حیا کی کلائی چھوڑی تھی۔

وقاص صاحب بے یقین۔۔ سرخ آنکھوں کے ساتھ کئی قدم چل کر اپنی بیٹی کے عین سامنے آرکے تو حیا نے سر سے سرک چکے بھاری دوپٹے کو بہتے آنسوؤں میں واپس سر پر جمایا۔

ایسے میں عالم صاحب اور حفصہ بیگم کی

تاسف زدہ نگاہیں رمیض پر ٹکی تھیں۔

"ب۔۔ بابا۔۔۔۔۔؟؟" اس کے

لرزتے ہوئے سرخ لب بمشکل

پھڑ پھڑائے تھے۔۔جب ضبط کھوتے ہی

وقاص صاحب کا کانپتا ہاتھ اٹھا اور سب

کی موجودگی میں اسکے نازک گال پر

بے دردی سے اپنی گہری چھاپ چھوڑ گیا۔

"اِس سکوت کو توڑتی "چٹااااخ۔۔۔۔۔۔ تلخ آواز نے جہاں سبھی کو چونکایا تھا وہیں اپنے جلتے گال پر حیرت سے ہاتھ جماتی وہ ساکت ہوئی۔

یہ دیکھ کر قریب کھڑے رمیض عالم درانی نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔

"تف ہے تم جیسی بدکردار اولاد پر جو اپنی من مرضیوں کی بدولت خود کے ساتھ ساتھ والدین کی پارسائی کو بھی داغدار کر ڈالتی ہے۔۔۔" وقاص صاحب کے منہ سے غصے میں نکلنے والے الفاظ

نہیں۔۔ بلکہ دہکتے انگارے تھے جو حیا کی

روح کو شدتوں سے جھلساتے چلے گئے۔

اپنے باپ کے پتھریلے چہرے کو بے یقینی

سے تکتے ہوئے آنسوؤں کی لڑی ٹوٹ کر

اسکے گالوں پر لڑھکی تھی۔

بس ایک بار۔۔ایک بار مجھ سے کہہ دیا"

ہوتا کہ بابا جان۔۔۔مجھے آپکی مرضی

سے یہ شادی نہیں کرنی۔۔۔ بجذا ماتھے پر

شکن لائے بنا میں تمھاری یہ بات بآسانی

مان لیتا۔۔۔یوں اپنی شادی والے دن اِس

شخص کے ساتھ بھاگ کر ہمارے

چہروں پر کالک ملنے کی کیا ضرورت تھی

تمھیں۔۔۔؟؟" سرخ چہرے کے

ساتھ اپنے بھتیجے کی طرف اشارہ کرتے

وہ قدرے نفرت سے چیخ رہے تھے۔

حیا نے سسکتے ہوئے شد و مد سے نفی میں

سر ہلایا۔۔۔

اصلیت جانے بنا وہ کس قدر غلط سمجھ

رہے تھے ناں اپنی بیٹی کو۔۔۔

بد کردار۔۔۔!!!

"ایسا کچھ نہیں ہے بابا۔۔۔آ۔۔آپکی بیٹی

بالکل بھی ایسی نہیں ہے جیسا آپ سوچ

رہے ہیں۔۔۔بس ایک بار میری بات

سن لیں ۔۔م ۔۔میں آپکو سب کچھ بتاتی

ہوں ۔۔۔میں خود سے کہیں بھی ۔۔کسی

کے بھی ساتھ نہیں بھاگی تھی

بلکہ ۔۔۔۔" روکر یقین دلانے کی ناکام

کوشش کرتی وہ بہت کچھ بتانا چاہ رہی تھی

لیکن بروقت بیچ میں پڑتی حفصہ بیگم

درشتگی سے اسکی بات کاٹ گئیں۔

یہ صفائیاں بعد کے لیے رکھ لیں بھائی"
صاحب۔۔۔ پہلے ان سے یہ کنفرم
کروالیں کہ نکاح کر کے واپس لوٹے ہیں
یا پھر بنا نکاح کے ہی بے شرمی سے یہاں
تک چلے آئے ہیں۔۔۔" وہ بنا لحاظ کے
بولیں تو حیا نے قدرے تاسف سے اپنی
مہربان تائی جان کا یہ تلخ روپ دیکھا۔۔۔

معاً پیشانی مسلتے رمیض عالم کا ضبط پوری

طرح سے جواب دے گیا۔

انف از انف۔۔۔ حقیقت جانے بغیر"

آپ لوگ کیسے ہم پر ایسی بدترین تہمت

لگا سکتے ہیں۔۔۔؟؟اور چچا جان

آپ۔۔۔ چلیں مجھ پر نہ سہی تو کم از کم

اپنی پاکدامن بیٹی پر ہی اعتبار کر

لیں۔۔۔ شی از ٹوٹلی انوسینٹ

یار۔۔۔۔۔" برداشت ٹوٹنے پر رمیض

نے آگے بڑھ کر قدرے برہمی سے

سبھی کو ٹوکا۔۔۔تو کمرے کا دروازہ کھول

کر اپنی نئی نویلی بیوی کے ہمراہ اطمینان

سے ان سب کے بیچ آتا زیدان عالم تمسخر

سے مسکرایا۔

"اگر یہ ٹوٹلی انوسینٹ ہوتی ناں"

بھائی۔۔۔تو عین شادی والے دن مجھے

چھوڑ کر کبھی بھی آپکے ساتھ نہیں

بھاگتی۔۔۔اگر اتنی ہی پاکدامن ہوتی تو کم

از کم پوری ایک رات آپ کے ساتھ

تنہا گزار کر واپس یہاں تک آنے کا

حوصلہ مر کر بھی نہ

کرتی۔۔۔۔" زہریلے لفظوں کی گہری مار

مارتا جہاں وہ سبھی کو اپنی جانب متوجہ

کروا گیا تھا۔۔وہیں اپنی سجی سنوری چھوٹی

بہن کا ہاتھ اس ستمگر کے ہاتھ میں جکڑا دیکھ حیا وقاص کا سر بری طرح چکرا کر رہ گیا۔۔۔

"جھوٹ ہے یہ سب زیدان سراسر الزام ہے۔۔۔حیا معصوم ہے، کیونکہ یہ میرے ساتھ کہیں بھاگی ہی نہیں تھی۔۔۔نہ ہی میں اسے لے کر کہیں بھاگا تھا۔۔ہمیں کسی نے جان بوجھ کر کڈنیپ کیا تھا

ڈیمٹ۔۔ کڈنیپ کیا گیا تھا ہمیں بیلیو می۔۔۔" باآواز بلند ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے ہوئے رمیض کی رگیں تن چکی تھیں۔

جہاں حیا کا سکتہ ٹوٹا تھا، وہیں زیدان نے حقیقت سے صاف منہ موڑتے تنفر سے سر جھٹکا۔

بہانے تلاشنے کی ضرورت نہیں ہے"

تمھیں برخوردار۔۔۔جب ہمیں سب کچھ

معلوم ہو چکا ہے تو صاف صاف کہہ کیوں

نہیں دیتے کہ تم دونوں نے جو کچھ بھی

کیا محبت میں پاگل ہو کر کیا۔۔۔؟؟"تب

سے خاموش کھڑے عالم صاحب ان کی

ڈھٹائی پر تپ کر بولے۔

اس کی طرف سے آیا وہ محبتوں بھرا طویل میسج منہ بولتا ثبوت ہی تو تھا۔۔۔

جواباً رمیض نے چونک کر اپنے باپ کی بے یقینی کو دیکھا۔ پھر تھکے تھکے انداز میں چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

یہ کیسی مصیبت گلے آن پڑی تھی کہ کوئی بھی اِس کڑوی حقیقت پر یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

اس دوران حیرت سے اپنے مقابل آکر

رکتی حیا کو دیکھ کر حسنہ کے نقوش یکدم

سپاٹ ہوئے تھے۔

کیسے اجڑ کر واپس آئی تھی ناں

!!! وہ۔۔۔

زیدان۔۔۔؟؟زیدان نے میری چھوٹی"

بہن کا ہاتھ کس حق سے تھام رکھا

ہے۔۔۔؟؟اور یہ دونوں ایک۔۔ایک

کمرے سے کیوں نکل کر آئے۔۔۔؟؟"

کڑوے لہجوں کو فراموش کیے ، وہ

صدمے سے پوچھتی سب سمجھ کر بھی کچھ

سمجھنا نہیں چاہ رہی تھی۔

!!! جانیلوا ہی تو تھا سمجھنا۔۔۔

اس کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھتے

ہوئے زیدان کے لب نا چاہتے ہوئے

بھی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔ تو بھیگی

نگاہوں سے اُس کے انداز دیکھ کر حیا کو
بہت کچھ غلط ہو جانے کا احساس لاحق ہوا
تھا۔

کیونکہ۔۔۔ تمھاری چھوٹی بہن اب"
میری قانونی اور شرعی بیوی ہے۔۔۔ کل
ہی ہم دونوں نے سب کی رضامندی سے
تمھاری غیر موجودگی میں یہ شادی کی
ہے۔۔۔ مبارکباد نہیں دو گی

ہمیں۔۔۔؟؟؟" حظ اٹھاتے لہجے میں زور

دے کر بولتا ہوا وہ حیا وقاص کے سر پر

درانی پیلس کی پوری چھت گرا گیا تھا۔

وقاص صاحب ہمت ہارتے صوفے پر ڈھ

سے گئے۔

ایسے میں رمیض نے بھی قدرے حیرت

سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا جو مزید

مضبوطی سے ایک دوسرے کے ہاتھ

تھام چکے تھے۔

بیوی۔۔؟؟؟ی۔۔یہ نہیں "

ہوسکتا۔۔۔زیدان آپ تو صرف مجھ سے

محبت کرتے ہیں ناں۔۔۔تو پھر میرے

علاوہ کسی اور سے شادی کرنے کا سوچ

بھی کیسے سکتے ہیں۔۔۔؟؟؟خدا کا واسطہ

ہے کہہ دیں یہ سب جھوٹ

ہے۔۔۔ پلیز میرے ساتھ اتنا بڑا ظلم

مت کریں بہت محبت کرتی ہوں میں آپ

سے۔۔۔" ہاتھ جوڑتی وہ شدتوں سے

سسک اٹھی تھی۔۔۔

جبکہ اپنے شوہر کے لیے اس کا یہ شدت

بھرا اعتراف محبت حسنہ کو اندر تک جلا چکا

تھا۔

اس پر مستزاد حیا کا آگے بڑھ کر ان کے

ہاتھ چھڑوانے کی جرات کرنا۔۔۔اسے

مزید تپا گیا۔

" بند کرو تم اپنی یہ ڈرامے

بازی۔۔۔ نہیں کرتے میرے شوہر تم

سے کوئی محبت وحبت۔۔۔ نفرت کرتے

ہیں صرف نفرت اور سچ بھی یہی

ہے۔۔۔ تم جیسی بدکردار اور بھگوڑی

لڑکی اس قابل ہے ہی نہیں کہ تم سے رتی
بھر بھی محبت جتائی جائے۔۔۔" حیا کو
پرے جھٹکتی وہ بنا لگی پٹی رکھے بے دردی
سے اس کی ذات کے پرخچے اڑا گئی، تو حیا
نے صدمے سے اپنی چھوٹی بہن کا اس
قدر بد تمیزی والا لہجہ دیکھا۔

حسنہ۔۔۔!!!" اگلے ہی پل اس کا"

ہاتھ اٹھا اور "چٹاااخ" کی تیز آواز کے

ساتھ حسنہ کا رخسار سرخ کر گیا۔

اس آگ پکڑتے ہنگامے پر جہاں سبھی

پریشان ہوئے تھے، وہیں زیدان نے غصے

میں حسنہ کو چھوڑ کے حیا کو بازوؤں سے

دبوچا۔

ہمت کیسے ہوئی تمھاری میری بیوی پر"
ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔ ہہم۔۔۔؟؟ نفرت
کرتا ہوں میں تم جیسی بھگوڑی، بدکردار
عورت سے۔۔۔ بے تحاشہ
نفرت۔۔۔ سن لیا تم نے۔۔؟؟ اب اپنے
محبوب کو لے کر دفع ہو جاؤ میری
نظروں سے۔۔۔" چنگاڑ کر بولتا ہوا وہ
پوری قوت سے اسے پرے دھکیل گیا۔

جواباً مکمل نڈھال ہوتی حیا جہاں پلوں میں زمین بوس ہوئی تھی، وہیں بے اختیار اس کی جانب بڑھتے رمیض عالم درانی کے سوا سبھی نے سنگدلی دکھاتے ہوئے ان دونوں سے اپنا منہ موڑ لیا۔

ایسے میں ریلنگ کے ساتھ لگ کر کھڑی زلیخا سرد نگاہوں سے سب تماشہ دیکھتی

اگلے ہی پل وہاں سے پلٹتی جا چکی تھی۔۔۔۔

" کمال کا طعنہ دیا آج دل نے

اگر کوئی تیرا ہے تو کہاں ہے؟"

RJ NOVELIST

لُک ایما۔۔۔مائے ڈائمنڈ"

بریسلٹ۔۔۔!!! وہ چہک کر اپنا چمکتا

دمکتا بریسلیٹ ریسٹورنٹ میں بیٹھی اپنی

بیسٹ فرینڈ کو دکھا رہی تھی۔

واؤ سوئیٹ ہارٹ۔۔۔۔اٹس ریئلی"

پریشیس۔۔۔"ایما نے اس کے ہاتھ

سے بریسلٹ لیتے ہوئے چھوٹے چھوٹے

نگوں پر حسرت سے انگھوٹھا پھیرا۔

پھر بلا جھجک اپنی سفید کلائی پر پہن کر قدرے خوشی سے آگے پیچھے سے دیکھنے لگی۔

بالکل، میں ان سب چیزوں کی دیوانی" ہوں اور میرا شوہر صرف اور صرف میرا دیوانہ ہے۔۔۔" خالصتاً انگریزی میں جتاتی ہوئی روزینہ اترائی تھی۔

اس کی دمکتی چمکتی رنگت دیکھ کر کہیں سے لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ اپنی زندگی میں کسی کی شدید ترین نفرت کا شکار رہ چکی ہے۔

"تم بہت لکی ہو روزی، جو تمھیں اتنا امیر اور محبت کرنے والا شوہر ملا ہے۔۔۔ مجھ بدنصیب کو دیکھو۔۔۔اِس ایک مہینے میں یہ میرا تیسرا بریک اپ ہے۔۔۔ میری لائف میں کوئی بوائے فرینڈ ٹکتا ہی نہیں

ہے یار۔۔۔آااہہہ۔۔۔۔" ایمانے بظاہر منہ بسور کر اسے بتایا۔۔۔ورنہ تو دل اپنی دوست کی ایسی خوش نصیبی پر شدتوں سے جل اٹھا تھا۔

وہ جو بھی بوائے فرینڈ بناتی تھی، یا تو وہ دو ٹکے کا فریبی نکل آتا یا پھر بال بچوں والا شادی شدہ مرد۔

تو تم بھی میری طرح بوائے فرینڈ کی "بجائے کوئی امیر شوہر پھانس لو ناں جو ہر وقت صرف تمھارے آگے پیچھے گھومتا رہے، اور دل کھول کر تم پر اپنی دولت نچھاور کرے۔۔۔ بالکل میرے ہیری کی طرح۔۔۔" روزینہ نے اس سے اپنا بریسلٹ اتروا کر اپنی گرفت میں لیتے ہوئے مخلصانہ مشورہ دیا تھا۔

معاً ایما کی نیلی نگاہیں دور سے اسی طرف

آتے ہیری پر پڑی تھیں، جو شاید اپنے

کلائنٹس کے ساتھ کوئی میٹنگ اٹینڈ

کرنے یہاں آیا تھا۔

"سچ میں ڈھونڈ لوں۔۔۔؟؟" آہستگی سے

پوچھتے ہوئے ایما کی نگاہیں عجیب انداز میں

چمک اٹھی تھیں۔

بھٹکتی ہوئی نظروں کا مرکز سامنے ٹیبل پر بیٹھتا سوٹڈ بوٹڈ ہیری تھا جس کی خود کی نگاہ بھی اب ایما پر پڑ چکی تھی۔

"ہاں ناں ڈھونڈ لو۔۔۔۔" پشت پر بیٹھے اپنے شوہر کی آمد سے بے خبر روزینہ نے جہاں اپنی پکی دوست کے ہاتھ میں اجازت نامہ تھمایا تھا، وہیں ہیری کو ہنوز

تکتے ہوئے ایما کا دل نت نئے ارادے بناتا ہوا مزید بے ایمان ہوتا چلا گیا۔۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ اس وقت اپنی ہونے والی ساس کے کمرے میں بیٹھی اپنی خراب قسمت پر سسک رہی تھی۔ کچھ بھی ثبوت نہ

ہونے کے سبب، رمیض عالم درانی اتنی آسانی سے سب گھر والوں کی ناحق بات کے آگے گھٹنے ٹیک دے گا، یہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

ایسے میں حفصہ بیگم نے ملازمہ کے سنگ مل کر بے حسی سے ہاتھ چلاتے ہوئے کافی حد تک اس کی بکھری حالت کو سدھار دیا تھا۔

جھمکوں سمیت اپنا سونے کا ہار اسے پہنانے کے بعد۔۔۔اب وہ ایک ایک کڑا حیا کے بے جان ہاتھوں میں ڈال رہی تھیں۔

بڑوں کے سوچے سمجھے فیصلوں کے سبب نکاح کے فوری بعد رخصتی بھی طے کر دی گئی تھی۔۔۔

اور یہ بلاشبہ اُس نازک جان کے لیے بڑا

ہی جانیلوا فیصلہ تھا۔

پلیز مجھ۔۔۔مجھے یہ نکاح نہیں کرنا تائی"

جان۔۔۔میں نے آپکے بیٹے کو ہمیشہ سے

ایک بڑے بھائی کا درجہ دیا ہے۔۔اب

بھلا شوہر کا درجہ

کیسے دے دوں۔۔؟؟ پلیز یہ نکاح روک

دیں۔۔۔پلیززز۔۔۔"حفصہ بیگم نے اس کے سر پر بھاری دوپٹہ صحیح سے اوڑھایا تھا،جب وہ ہاتھ جوڑتی شدت سے ملتجی ہوئی۔

"یہ تو تمھیں محبت جیسے فتور میں پڑنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔اور رہی بات.بڑے بھائی کی تو جان لو کہ کزن کبھی سگے بھائی نہیں ہوا کرتے۔۔۔"

آئینے میں اسکارویا رویا ساد لکش چہرہ دیکھتی ہوئی وہ تندہی سے بولیں تھیں۔

محبت ؟؟نہیں ہے مجھے اُس شخص سے "
کوئی محبت۔۔۔ پہلے تو صرف نفرت تھی۔۔۔ مگر اب بے حد نفرت ہونے لگی ہے۔۔۔اس کی منحوسیت کا پورا پورا یقین ہونے لگا ہے مجھے۔۔۔پہلے ہی میں اپنی بچپن کی محبت کھو چکی ہوں۔۔۔اب

رمیض بھائی کی بیوی بنا کر آپ سب لوگ مجھ پر ستم مت کریں پلیز۔۔۔۔۔“

برداشت کھونے پر کھڑی ہو کر ان کی جانب پلٹتی، وہ شدتوں سے نفرت کی چنگاڑیاں اڑاتی چلی گئی۔۔۔تو حفصہ بیگم کی بھنویں تن گئیں۔

”ہمارے سروں میں جو خاک تم نے ڈلوادی ہے ناں حیا بی، اس کے بعد

تمھیں میرے بیٹے کے سوا کوئی بھی قبول نہیں کرنے والا۔۔۔ حتیٰ کہ تمھارا اپنا سگا باپ بھی نہیں۔۔۔ بہتر ہے کہ چپ چاپ وہی کرو جیسا تم سے کرنے کو کہا جا رہا ہے۔۔۔" اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکتے ہوئے انھوں نے احساس دلانا چاہا تھا۔۔۔ مگر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

طلاق یافتہ ہے وہ۔۔۔۔"خامی بیان کی" گئی تھی۔

بچپن سے منگنی شدہ تم بھی رہ چکی" ہو۔۔۔اور دھتکاری بھی اپنے ہی منگیتر کے ہاتھوں گئی ہو۔۔۔۔"دوبدو جواب نے حیا کو سسکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"قاتل ہے وہ اپنی سابقہ بیوی کا۔۔۔۔" اس بار وہ دبا سا چیخی تو حفصہ بیگم اس کی

سرخ آنکھوں میں ڈر کا ڈولتا سمندر دیکھتی ہوئی پل بھر کو نگاہ چرا گئیں۔

"بدنام تو تم بھی ہو۔۔۔" ضبط سے باور کرواتے ان کی آواز کچھ آہستہ ہوئی تھی۔

"اسی کی وجہ سے۔۔۔" وہ گالوں کو بے دردی سے رگڑتی بولی۔

"تو جس کے نام سے بدنام ہوئی ہو۔۔۔اسی کے نام اپنا آپ

وار دو۔۔۔ورنہ زندگی جہنم ہو جائے گی۔۔۔۔" حفصہ بیگم نے ٹھوس لہجے میں کہا تو کمرے میں آتے وقاص صاحب کو دیکھ کر حیا کے ملتے لب ساکت ہوئے۔

"مولوی صاحب آ گئے ہیں بھابی۔۔۔آپ اسے باہر لے آئیں۔۔۔" حیا کے سرخ

چہرے پر ایک ضبط بھری نگاہ ڈالتے وہ

بے تاثر لہجے میں گویا ہوئے۔

جہاں حفصہ بیگم نے دھیرے سے سر

ہلاتے حیا کو تھا، وہیں اسے اپنی سانسیں

گھٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"بابا پلیز۔۔۔سچ جان لینے کے بعد کم از

کم آپ تو یہ مت کریں میرے

ساتھ۔۔۔!!!" تیزی سے ان کے

سامنے جاتی وہ روہانسی ہو کر منت کر رہی تھی۔

سب کی طرح ان کا بھی سچ بات کو من گھڑت کہانی مان کر یقین نہ کرنا حیا کو گھائل کر گیا تھا۔

اگر مجھے ذلت کی موت مرتا ہوا دیکھنا" چاہتی ہو تو پھر مولوی صاحب کے سامنے بلا جھجک اس نکاح سے انکار کر دینا

تم۔۔۔" سپاٹ لہجے میں بولتے ہوئے

وہ مزید وہاں رکے نہیں تھے، بلکہ اپنی بیٹی

کے بہتے آنسوؤں کی پرواہ کیے بنا برہمی

سے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

پیچھے ڈھیلے ہوتے وجود کے ساتھ حیا کے

سب انکار سب احتجاج پل میں بے دم

ہوئے تھے۔۔۔

"ہنستے ہنستے یار ہم تو رو پڑے

آنکھیں پونچھوں؛

آنسو پھر سے نم کریں---"

R J

NOVELIST

آج تک کسی نے بھی مجھ پر ہاتھ نہیں" اٹھایا۔۔۔ مگر اُس نے سب کے سامنے میرے منہ پر تھپڑ مارا، اور میں جواب میں کچھ بھی نہیں کر سکی۔۔ آااہ۔۔۔" سلگ کر بولتی ہوئی وہ اب بھی خاصا تپی ہوئی تھی۔

زیدان نے کندھے پر ٹھوڑی جماتے ہوئے اسے اپنے نرم حصار میں بھرا۔

اتنا کچھ تو کر دیا ہے ہم نے اُس بیچاری" کے ساتھ۔۔۔ درانی پیلس سے رخصت کروا کر سید ھا مرحوم نانی اماں کے پرانے گھر تک پہنچا دیا۔۔۔ ہم خود بھی ایک دوسرے کے ساتھ اتنے خوش ہیں۔۔ یہی سب تو چاہیے تھا ہمیں جانم۔۔۔" آئینے میں اس کے

تکے۔۔۔بر ہم نقوش دیکھتا ہوا زیدان

ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

جتنا سوچا تھا، اس سے کہیں زیادہ آسان

نکلا تھا سب۔

وہ بیچاری تو چلی گئی۔۔۔ مگر جاتے جاتے "

میرا دل اچھا خاصا جلا کر گئی ہے۔۔۔"

حسنہ کا تباہ ہوا موڈ کسی طور ٹھیک نہیں ہو

پا رہا تھا۔

اگلے ہی وہ اس کا رخ اپنی جانب موڑ گیا۔

اچھا ناں۔۔۔ موڈ ٹھیک کرواپنا، ترکی کی"
ٹکٹیں کنفرم کرواچکا ہوں میں۔۔۔ چار
دن بعد ہم اپنے ہنی مون پر جارہے
ہیں۔۔۔" وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھامتا

ہوا بولا۔

یہ سن کر حسنہ پل میں سب کچھ بھولتی
کھل کر مسکرائی تھی۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں ناں
زیدان۔۔۔۔؟؟" خوشگوار موڈ میں
پوچھتی ہوئی وہ اپنے چہرے پر رکھے اس
کے ہاتھ تھامتی ایکسائٹڈ ہوئی۔
"بالکل سچ۔۔۔۔۔" آفس کے سارے
انتظامات مینج کر کے وہ محض ایک، ڈیڑھ
ہفتے تک کا ہی وقت نکال سکتا تھا۔

اگلے ہی پل حسنہ کھلکھلاتی ہوئی اس کے

چوڑے سینے سے جا لگی

منہ دکھائی میں ملنے والی ڈائمنڈ کی قیمتی

رِنگ اور اب ترکی کا رومانٹک

وزٹ۔۔۔!!!

وہ من چاہا شخص اُسکی دیوانگی میں ہر

خواہش پوری کر رہا تھا۔

زیدان بھی مسکراتا ہوا بڑی شدت سے

اسے خود میں سمیٹ چکا تھا۔۔۔۔

RJ NOVELIST

رات کی گہری سیاہی تیزی سے پھیلتی ہوئی

جہاں کافی حد تک وسیع آسمان کو اپنی

لپیٹ میں لے چکی تھی، وہیں وہ صوفے

کی پشت پر دکھتا سر ٹکائے ہوئے پُر سوچ انداز میں ماتھا مسل رہا تھا۔

اس پل لاؤنج میں چھائی خاموشی سمیت نیم اندھیرا اُس کی وحشتوں کو مزید بڑھاوا دے رہا تھا۔

ایک عرصے بعد اسکے قدم حیا وقاص کے سنگ اس گھر میں پڑے تھے۔

حفصہ بیگم نے یہاں کی صفائی ستھرائی کے لیے بہت پہلے ہی دو عدد ملازمائیں بھیج دی تھیں۔۔۔

جو پھرتیوں سے ہاتھ پیر چلاتی ہوئی گھر کی حالت کافی حد تک سنوار کر یہاں سے جا چکی تھیں۔

اسے یاد تھا جب وہ امریکہ جانے سے پہلے یہاں خاص کر اپنی نانی سے ملنے کے لیے

آیا تھا۔اور پھر چند ماہ بعد ہی وہ سب کو

چھوڑ چھاڑ کر ہمیشہ کے لیے اس جہاں

سے چل بسی تھیں۔

معاً اس کی سوچوں کا رخ بدلا تو شدید

طلب ہونے پر رمیض نے جلدی سے

سگریٹ سلگا کر لبوں کے بیچ دبا یا۔

کتنی مضحیکہ خیز بات تھی ناں۔۔ !!

وہ جو عورت ذات سے اتنا بڑا دھوکا
کھانے کے بعد اپنی زندگی میں کبھی شادی
نہ کرنے کی ٹھان چکا تھا، اب اپنی ہی
ہونے والی بھابی کو بیوی بنا کر اس گھر میں
لے آیا تھا۔

!!! افففف۔۔۔۔۔

"چلو بنا کسی ثبوت کے ایک پل کے لیے
مان بھی لیتے ہیں کہ تم لوگ کڈنیپ

ہوئے تھے۔۔۔تو کیا

رمیض۔۔۔؟؟؟اس سے سب بگڑے

کام ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔؟؟؟خاک

میں مل چکی عزت واپس لوٹ آئے

گی۔۔۔؟؟؟نہیں، ہر گز نہیں۔۔۔ایسا

کچھ بھی نہیں ہو گا الٹا مزید بگڑے گا

سب۔۔۔بہتر یہی ہے کہ تم حیا سے نکاح

کر لو۔۔۔مرد ہو سہہ لو گے۔۔۔ مگر وہ

صنفِ نازک ہے آگے کی تلخ زندگی
برداشت نہیں کرپائے گی۔۔۔ تمھارے
نام سے بدنام ہوئی ہے اب اگر
اسے تمھارا ہی ساتھ نہ ملا تو وہ بِن ماں کے
بچی فنا ہو کر رہ جائے گی۔۔۔۔" عالم
صاحب کی مضبوط۔۔ سنجیدہ آواز آس
پاس بکھرتی ہوئی اسے ایک بار پھر سے

گہری حقیقت کو اس کے منہ پر مار چکی
تھی۔

رمیض نے بے چینی سے ہوا میں دھواں
اڑایا۔

"میں تیار ہوں۔۔۔" آخر میں اپنے
باپ کے جڑے ہاتھ دیکھ کر کیسے وہ
بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتا ہوا اپنی ہر ضد
چھوڑ بیٹھا تھا ناں۔۔۔

ضبط کا گہرا سانس بھرتے ہوئے رمیض کو اپنی بدترین ہار یاد آئی تھی۔

"موم ڈیڈ۔۔۔جو کچھ میرے ساتھ ہو چکا ہے وہ سب میں نے بڑی مشکلوں سے برداشت کیا ہے۔۔۔ مگر اب میں اِن دونوں دغا بازوں کی موجودگی اِس پیلس درانی میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔۔۔آپ اپنے بڑے بیٹے سے بول دیں

کہ وہ نکاح کے بعد اپنی معشوقہ بیوی کے
ہمراہ کسی الگ گھر میں رہ لیں یا پھر اسے
لے کر کم از کم امریکہ نہیں تو لندن دبئی
کہیں بھی شفٹ ہو جائیں میری بلا
سے۔۔۔ مگر یہاں نہیں۔۔۔ورنہ
رشتوں میں جو بگاڑ پیدا ہوا ہے وہ طوفان
بد تمیزی میں بھی بدل سکتا ہے۔۔۔"
زیدان کی وہ بد ظنی،،، وہ نفرت آمیز

لہجہ۔۔۔ بھلا کیسے بُھلایا جا سکتا

تھا۔۔۔!!!

چھوٹا بھائی تھا وہ اُسکا۔۔۔۔

اور پھر عالم صاحب نے بھی تو فقط اُسی کی

بات کو ترجیح دی تھی۔۔۔

جانے انجانے وہ اپنوں سے بہت دور

ہو چکا تھا۔۔۔بہت زیادہ دور۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ہاں وہ حالاتوں، رشتوں سے بے بس ناچاہتے ہوئے بھی یہ زہریلا گھونٹ حلق سے نیچے اتار چکا تھا،،، لیکن یہ بھی سچ تھا۔۔۔ اگر وہ اس رشتے سے خوش نہیں تھا، تو خوش وہ بھی نہیں تھی۔

رمیض نے اذیت سے سوچتے ہوئے ادھ جلے سگریٹ کو کوفت سے نیچے پھینکتے ہی بوٹ تلے مسلا۔

شاید نکاح کے بعد وہ خود بھی اپنی بیوی کے ہمراہ درانی پیلس میں رہنا گوارا نہ کرتا۔۔۔۔

"آاا۔۔ہہہ۔۔۔۔" اچانک سماعتوں میں گھلتی چھناکے کی آواز کے ساتھ تیز نسوانی چیخ نے رمیض کو شدت سے چونکایا تھا۔

اگلے ہی پل وہ تشویش زدہ سا صوفے سے اٹھتا ہوا دو کمروں میں سے ایک کی جانب بڑھا تھا۔

دروازہ لاک نہیں تھا۔۔۔

رمیض تیزی سے اندر داخل ہوا جہاں وہ
ٹوٹے بکھرے کانچ کے قریب ترین بیٹھی
اپنی کلائی زخمی کرنے کو تھی۔

اس سے پہلے کے حیا اپنی نازک جان کسی
جوکھم میں ڈالتی،،، رمیض لمبے ڈگ
بھرتا ہوا بر وقت اس تک پہنچا، اور
قدرے بُھرتی سے کانچ کا نوکیلا ٹکڑا اس
سے چھین کر پرے پھینک گیا۔

حیا نے صدمے سے چہرہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا،،، جو اگلے ہی پل جھک کر اسے بازو سے دبوچتا ہوا جھٹکے سے اپنے سامنے کھڑا کر گیا تھا۔

"ایسی بے وقوفی کر کے مزید بدنام ہونا چاہ رہی تھی تم۔۔۔؟؟؟" وہ غصے سے دھاڑا تو نم پلکیں جھپکاتی حیا بھی جیسے ہوش میں آئی۔

پھر بھیگی نگاہوں کے سنگ بڑے ضبط سے اپنے بازو پر سختی سے جما اس کا ہاتھ دیکھا۔

"چھوؤ مت مجھے۔۔زہر لگتا ہے تمھارا یہ لمس۔۔۔۔" اگلے ہی پل وہ پوری قوت لگاتی اسکی گرفت جھٹک چکی تھی۔

شدید ناگواری تلے رمیض کی تیوریاں بڑھتی چلی گئیں۔

"حالاتوں سے مجبور ہو کر میں تمہارے نکاح میں تو آچکی ہوں رمیض عالم درانی۔۔۔ مگر یاد رکھنا کہ حیا وقاص تمہاری قربت کسی صورت نہیں جھیلے گی۔۔۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔بے حد نفرت۔۔۔۔" آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ لرزتی ہوئی آواز میں نفرت سے پھنکار رہی تھی۔

اتنی بکواس پر رمیض کا ضبط ٹوٹنے

لگا۔۔۔تو وہ بے اختیار ایک قدم اسکے

قریب ہوا۔

"مجھ سے تمیز کے دائرے میں رہ کر بات

کرنا سیکھو تم۔۔۔۔ایسی بکواس باتوں اور

بے کارٹون کا عادی ہر گز نہیں ہوں

میں۔۔۔۔گوٹ اٹ۔۔۔" اس کی

سنسناتی کنپٹی پر شہادت کی انگلی سے زور

ڈالتے ہوئے بڑے اس نے ضبط سے جتایا
تھا۔

حیا کی آنکھوں کی نمی مزید گہری ہوئی۔

"تمیز ہاں۔۔۔؟؟؟ جب تم نے کسی تمیز
کا مظاہرہ نہیں کیا تو پھر میں کیوں
کروں۔۔؟؟" ویسے بتاؤ ناں تمھاری نیت
کب مجھ پر خراب ہوئی تھی، جب اُن
غنڈوں نے میرے سر سے عزت کی

چادر کھینچی تھی، تب۔۔؟؟ یا پھر شروع
سے ہی خراب تھی۔۔؟؟؟ یہ جانتے
ہوئے بھی کہ میں تمھارے چھوٹے بھائی
کی منگ تھی۔۔۔۔" اس کا ہاتھ جھٹکے بنا
ہی، وہ براہ راست اس کا گریبان مٹھیوں
میں دبوچتی بھیگتے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

اس کے شدت سے چبھتے تیز دھار طنزوں نے حقیقی معنوں میں رمیض کا دماغ گھوما ڈالا۔

وہ لڑکی اسے کیا سمجھ رہی تھی۔۔۔؟؟؟

ایک شدید گرا ہوا انسان!!

اوشٹ اپ یو ڈیمٹ۔۔۔جسٹ شٹ"

اااپ۔۔۔ شوق یا محبت میں نکاح نہیں کیا میں نے تم سے۔۔۔فقط تمھاری بکھر چکی

عزت کو سمیٹنے کے لیے قبول کیا ہے میں نے تمھیں۔۔۔مت بھولو کہ اس معاملے میں جتنی مجبور تم تھی اتنا ہی مجبور میں بھی تھا۔۔انڈر سٹینڈ۔۔۔۔" اپنا گریبان چھڑوا کر اس کے بھیگے گال دبوچتا وہ طیش زدہ سا چلایا تو حیا اندر تک کانپتی سسک اٹھی۔

"تو پھر کیوں چنی تم نے اپنے لیے ۔۔ت

یہ مجبوری۔۔۔؟؟کک۔۔کیوں مجھے

اپنے بھائی کی طرح دھتکار نہیں

سکے تم۔۔۔؟؟؟کم از کم میری زندگی

مزید عذاب تو نہ ہوتی۔۔۔"برہمی سے

پوچھتی وہ اس کے آگے ایکدم ڈھیلی پڑی

تھی۔

اس کے بہتے آنسوؤں کے بعد سرخ ناک کو کر ختگی سے دیکھتا وہ اس کا چہرہ چھوڑ گیا۔

"تمھیں چاہنے کے باوجود بھی میں نے نہیں دھتکارا یہ احسان مانو میرا۔۔۔ اور اگر نہ مان کر یونہی میرے خلاف چلتی رہی تو بیلیو می حیا وقاص تمھاری اِس عذاب زندگی کو مکمل جہنم میں بدل کر

رکھ دوں گا میں۔۔۔۔" اُسکے جتلاتے ہوئے سرد ترین لہجے پر حیا نم سرخ نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"جیسے اپنی پہلی بیوی کی بدل کر رکھ دی تھی۔۔اُسے مار کر۔۔بے رحم قاتل بن کر۔۔؟؟؟" تاسف سے پوچھتی ہوئی وہ رمیض کی دکھتی رگ پر قدم رکھ چکی تھی۔

اگلے ہی پل وہ تتنے جبڑوں کے ساتھ حیا

کو بازوؤں سے دبوچ کر قریب ترین کرتا

ہوا اسکی سانسیں روک گیا۔

"آئندہ میں تمھاری اس لمبی زبان سے

اپنی سابقہ بیوی یا پھر اپنے چھوٹے بھائی کا

لفظ بھر بھی ذکر نہ سنوں۔۔۔ ورنہ آئی

سوئیر۔۔ دوبارہ بے رحم قاتل بننے میں

مجھے ایک سیکنڈ نہیں لگے لگا۔۔۔۔" اس

کی پھٹی پھٹی دھندلائی آنکھوں میں انگارہ

آنکھیں گاڑتا ہوا وہ سفاکی سے گویا

ہوا۔ تو حیا کے لرزتے وجود میں خوف

کی لہر سی دوڑ گئی۔

مقابل واقعی کلر تھا اور یہ بات انتہائی قابلِ

احتیاط تھی۔

"م۔۔میں ڈرتی نہیں ہوں آ۔۔آپ سے۔۔۔" جواباً بمشکل تھوک نگلتے ہوئے حیا کے مدھم سرخ لب پھڑپھڑائے۔ مقابل کی سانسوں میں رچی سگریٹ کی بُو شدت سے اس کے نتھنوں میں گھستی ہوئی پل پل اس کے اوسان خطا کر رہی تھی۔

اگلے ہی پل وہ آنکھوں میں تمسخر سمیٹتا حیا کی سماعتوں پر جھکا تو آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر سپید گالوں پھسلے۔

تو پھر ڈرنا سیکھو وائفی۔۔۔ آئی" سوئیر تمھارے حق میں.بڑی فائدہ مند رہے گی یہ چیز۔۔۔۔" جانیلوا بھاری سرگوشی کرتا ہوا وہ حیا وقاص کے ڈر کو مزید.بڑھاوا دیتا مزید وہاں رکا نہیں تھا، بلکہ

اسے بھاری لہنگے کے بوجھ کے ساتھ

وہیں چھوڑتا۔۔۔پلٹ کر کمرے سے نکلتا

چلا گیا۔

پیچھے وہ اس کے گہرے الفاظ پر غور کرتی

نئ فکروں میں ڈوبی تھی۔

اس دوران بے دھیانی میں ایک قدم پیچھے

لینے پر ٹوٹے کانچ کی کِرچی حیا کی ایڑھی

میں گھستی ہوئی اسے شدت سے سسکنے پر مجبور کر گئی۔۔۔

آگے کی زندگی اب واقعی عذاب سے جہنم ہونے والی تھی۔

کاش۔۔۔کاش اُس دن رمیض عالم درانی کی جگہ وہ زیدان عالم درانی کے ساتھ اغواء ہوئی ہوتی۔۔۔تو آج یہ سب نہ جھیلنا پڑتا اسے۔۔۔

پھٹتے ذہن کے ساتھ سوچتی ہوئی وہ تکلیف سے لاپرواہ بنتی نیچے ڈھیتی چلی گئی۔۔۔

RJ NOVELIST

"زلیخا میم۔۔۔یہ پراجیکٹ فائل عالم صاحب نے بھجوائی ہے۔۔۔آپ پلیز

اسے چیک کر کے اپروو کر دیجیے۔۔۔" وہ
ایمپلائی اس کے روم میں آتی خوشگوار لہجے
میں ملتجی ہوئی، تو زلیخا سر سیٹ سے ہٹاتی
ہوئی اثبات میں سر ہلا گئی۔

"فائن میں کرلوں گی۔۔۔ تم جاؤ اور
میرے لیے چائے بنا کر لے آؤ۔۔۔ سر
درد سے پھٹ رہا ہے میرا۔۔۔"

ایمپلائی نے آہستگی سے فائل اس کے آگے ٹیبل پر رکھی تو وہ نرمی سے بولی۔ کافی کی جگہ وہ زیادہ چائے لینا پسند کرتی تھی اور اس کی عادت سے سبھی واقف تھے۔

شیور میم۔۔۔۔"ایمپلائی تابعہ داری" سے مسکرا کر بولتی ہوئی وہاں سے نکلتی

چلی گئی تو زلیخا نے سر واپس سیٹ کی پشت

سے ٹکا لیا۔

آج وہ عالم صاحب کے ہمراہ کافی دنوں

بعد آفس آئی تھی۔۔۔جبکہ زیدان آجکل

دیر سے آنے لگا تھا۔

پچھلے دنوں کی ہنگامہ آرائی کے بعد سے وہ

اپنی فیملی سمیت بہت زیادہ ان کمفرٹیبل

ہو چکی تھی۔

ایسے میں حمزہ کا الٹے سیدھے سوالات کر کر کے اسے زچ کرتے رہنا بھی کچھ کم نہیں تھا۔

ان سب ناخوشگوار تبدیلیوں میں سے ایک نئی تبدیلی جو رونما ہوئی تھی وہ یہ بھی تھی کہ محض فون کے تھرو بات چیت کرنے پر ہی اُس نوجوان لڑکے کو ان کے آفس میں جاب مل گئی تھی جس

نے مال میں چند بد معاش آوارہ لڑکوں

سے اسے بچایا تھا۔

ستائیس سالہ وہ مڈل کلاس لڑکا فائق درید

اسی کی خاص سفارش پر اب عالم صاحب کا

میل اسیسٹنٹ بن چکا تھا۔

آج آمنا سامنا ہونے پر وہ کس قدر مٹھاس

سے اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا ناں۔۔۔

تھنکیں کرتے سمے ایک عجیب سی چمک
تھی اس کی گہری آنکھوں۔۔۔
زلیخا دھم دھکتی کن پٹیوں کو زور دے کر
سہلاتی ہوئی سوچ رہی تھی، جب اچانک
ٹیبل پر رکھا اس کے موبائل فون کی میسج
ٹیون بجی۔

سر جھٹک کر موبائل فون اٹھاتے ہوئے اس نے لاک کھول کر انباکس اوپن کیا تھا۔

"بی اونیسٹ۔۔۔سیاہ سے زیادہ سبز رنگ جچتا ہے تم پر جانِ من۔۔۔۔۔" کسی ان ناؤن نمبر سے ایسا واہیات میسج پڑھ کے زلیخا کا موڈ پل میں خراب ہوا تھا۔

مگر چونکنا بھی بے اختیار تھا، کیونکہ پچھلے
دنوں میں وہ اپنے چھوٹے بھائی کی شادی
میں یہ دونوں رنگ ہی پہن چکی تھی۔

"کون ہو تم۔۔۔؟؟؟" ضبط سے سوال
ٹائپ کرتی وہ کسی اپنے رشتے دار کی توقع
کر رہی تھی۔

"تمھارے حسن کا دیوانہ۔۔۔۔" کچھ
پلوں بعد الٹا جواب آیا تھا۔

لب بھینچتے ہوئے زلیخا کا پارہ ہائی ہوا۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔ نفرت ہے مجھے

ایسے چیپ مذاق اور تم جیسے چیپ مردوں

سے، جو اپنے گھٹیا پن میں رشتے داری کا

لحاظ کرنا بھی نہیں جانتے۔۔آئی بلاک

یو۔۔۔" تندہی سے ٹائپنگ کر کے میسج

سینڈ کرتی وہ اچھا خاصا جھاڑ چکی تھی۔

دوسری طرف وہ ڈھیٹ پنے سے مسکرایا

تھا۔

”تمھارے بیٹے کی قسم مذاق نہیں ہے“

یہ۔۔۔ تمھاری ذات کو لے کر بہت

سنجیدہ ہوں میں ڈارلنگ۔۔۔اور

ہاں۔۔۔ تم سے محبت پالنے کے لیے مجھے

تمھاری رشتے داری کی قطعی کوئی

ضرورت نہیں ہے۔۔فی الحال تو میرا

اجنبی ہونا ہی کافی ہے۔۔بعد میں مضبوط
رشتے داری بھی جوڑ ہی لوں گا تم
سے۔۔۔۔"آئی ونک کرتے ایموجی کے
ساتھ ڈھیر سارے سرخ دل بھیجتا وہ
انجان شخص اپنے اس میسج سے زلیخا عالم
درانی کو ساکت کر گیا تھا۔۔۔۔
آخر یہ سب کیا ہو رہا تھا اس کے
ساتھ۔۔۔؟؟؟

RJ NOVELIST

سورج کی بکھری روشنی تلے وہ سفید رنگ
کی بڑی سی پرائیوٹ بوٹ تھی جو اس پل
گہرے سمندر کے بیچ و بیچ ٹھہری ہوئی
تھی۔

ایسے میں چلتی ہوئی مدھم ہوا اس کے
کھلے سیاہ بالوں سے قدرے آہستگی سے
چھیڑخانیاں کر رہی تھی۔

معاً وہ ظالم اسے گردن کی پشت سے
دبوچے گھسیٹ کر بوٹ کے کنارے
تک لایا تھا۔ سہمی نم آنکھوں سے سمندر
کی گہری ہلچل تکتی حیا مزید گھبرائی۔

کیا کہا تھا تم نے مجھ سے وائفی ؟ کہ اب "
میرا چھونا تمھیں زہر سے بھی زہر لگتا
ہے۔ میرے لمس نے تمھیں اس دنیا کی
غلیظ ترین عورت بنا دیا ہے۔۔۔ہے
ناں؟؟ یہ۔۔۔یہی سب بکواس کی تھی
ناں تم نے میری جان؟" سرد ترین لہجے
میں پوچھتا ہوا وہ جھٹکے سے اسے جھکا گیا
تھا کہ اسکا نازک پیٹ حفاظتی اسٹینڈ سے

جا لگا۔ جواباً سسکی روکنے کو وہ اپنا نچلا لب سختی سے کچل گئی۔ خوف سے پھیلی

نگاہوں میں سمایا ہوا بہتے پانی کا منظر اس کے رونگٹے کھڑے کر رہا تھا۔

" اب تم دیکھو گی ڈارلنگ ! دیکھو گی کہ کیسے میں سانسوں سمیت تمھاری تمام تر غلاظت مٹاتا ہوں۔ تمھیں آج صحیح معنوں میں تمھاری حقیقی پارسائی سے

آشنا کرواؤں گا میں۔" جھک کر سماعتوں میں پھنکار گھولتا رمیض عالم درانی اگلے ہی لمحے اسکا لرزتا وجود اٹھائے بے دردی سے اپنی باہنوں میں سمیٹ گیا۔۔۔تو اس افتاد پر بو کھلاتی وہ رہائی پانے کو تڑپ کر رہ گئی۔

"ن۔۔۔نہیں پلیز تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گے۔ تت۔۔۔تم جانتے ہو ناں مجھے

تیرنا نہیں آتا۔ میں سچ مچ مر جاؤں گی مجھے

نیچے اتارو فوراً۔ل۔۔۔لیو می ! آئی سیڈ لیو

می۔۔۔ !" اپنے شوہر کے جانلیوا

ارادے بھانپتی وہ بھیگتی آواز میں شدت

سے چلائی تھی اس امید پر کہ شاید مقابل

کو کچھ ترس آجائے۔

اُس شخص کو ترس آ جائے جسے وہ بذاتِ

خود "وائفی کلر" جیسے لقب سے نواز چکی

تھی۔

مگر اپنے کشادہ سینے پر ان گنت نازک

مکے کھاتا وہ سنگدل انسان اس کی اُڑی

ہوئی رنگت دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا۔

آنسو تواتر سے حیا کے سپید گالوں کو

بھگو رہے تھے۔

"جب میں نے اپنی سابقہ من پسند بیوی کو
نہیں بخشا تو بھلا تم جیسی ناپسندیدہ عورت
پر ترس کھانے کی غلطی کیسے کر سکتا
ہوں؟ چھڑوانا چاہتی ہو ناں مجھ سے اپنا
آپ؟ تو لو۔۔۔ چھوڑ دیا۔۔۔" چہرہ
قریب ترین کر کے سپاٹ لہجے میں غراتا
ہوا وہ اگلے ہی پل اسکا مچلتا ہوا نازک وجود

پوری قوت سے اسٹینڈ کے پار گہرے پانی

میں اچھال چکا تھا۔۔

"سمندر کے اندر اگر کسی شارک سے

روبرو ملاقات ہوئی تو اسے میرا سلام دینا

مت بھولنا مائے کیوٹ وائفی۔۔۔" حلق

کے بل چیختی ہوئی۔۔۔چھپاک کی آواز

کے ساتھ پانی کے اندر گرتی وہ اس ستمگر

کا لطیف سا سفاک طنز شدت سے ان سنا
کر گئی تھی۔۔۔"

ہاا۔۔ا۔۔۔ہ۔۔۔۔۔ "اپنے سلگتے"
چہرے پر ٹھنڈے پانی کی پھوار شدت
سے محسوس کرتی حیا گہری نیند سے تڑپ
کر سو جھی آنکھیں کھول گئی۔۔تو اس پر
جھکا رمیض اسے یوں جاگتا دیکھ چونکا۔

پھر ہاتھ میں پکڑا تکیہ اس کی اکڑ چکی

گردن کے نیچے رکھے بغیر ہی پیچھے ہوا۔

حیا کی خوف سے پھیلی سرخ نگاہیں

رمیض کے سنجیدہ چہرے سے ہوتے

ہوئے بھیگے بالوں پر ٹھہری تھیں۔۔۔

اگلے ہی پل وہ اپنی گردن کی اکڑاہٹ کو

فراموش کرتی ہوئی سائیڈ ٹیبل پر پڑے

واز کو پکڑ کے پھرتیوں سے دور

ہوئی۔۔۔تو رمیض نے حیرت سے اسکی

یہ حرکت دیکھی۔

"ی۔۔یہ کیا کرنے جا رہے تھے

تم۔۔؟؟اس تکیے کی مدد سے سانسیں

دبا کر میرا قتل کرنے والے تھے ناں

تم۔۔۔؟؟؟ہے

ناں۔۔۔؟؟؟بولو۔۔۔جواب

دو۔۔۔"      وحشت زدہ سی پوچھتی وہ

شاید اب بھی اُس بُرے خواب کے زیرِ اثر تھی۔

واز اس انداز میں دبوچا ہوا تھا جیسے ابھی مقابل کے سر پر دے مارے گی۔

جبکہ اسکی تیزی سے بھیگتی ہوئی سہمی نگاہیں دیکھ کر مقابل کا دماغ اس کی انتہائی فضول بات پر پل میں گھوم گیا۔۔۔

وہ جو شاور لینے کے بعد سیدھا اس روم

میں چلا آیا تھا، اسے بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگا کر ٹیڑھی گردن کے ساتھ سوتا ہوا

دیکھ، نا چاہتے ہوئے بھی قریب پڑا تکیہ

ہاتھ میں لیتا اس کے قریب چلا آیا تھا۔

مگر افسوس کہ ہنوز بھاری لہنگے میں پوری

طرح چوکس ہو کر بیٹھی وہ لڑکی اس کی

ہمدردی کو کس قدر غلط رنگ دے رہی

تھی ناں۔۔۔!!!

قتل۔۔۔؟؟؟ تمھارا دماغ تو سیٹ ہے"

بے وقوف لڑکی۔۔۔؟؟؟شادی کی پہلی

صبح ،میں تمھارا قتل آخر کس دشمنی کی بناء

پر کروں گا۔۔ ہمم۔۔؟؟؟سر یسلی یو آر آ

مینٹلی سِک لیڈی۔۔ میری ہی غلطی تھی

جو فضول میں تم سے ہمدردی جتانے چلا

آیا۔۔۔۔" غصے سے بولتا ہوا وہ اگلے

ہی پل ہاتھ میں پکڑا نرم تکیہ درشتگی سے

اس کے منہ پر اچھال چکا تھا۔

آااہہ۔۔۔۔" سیدھا منہ پر پڑتا تکیہ حیا"

کی گردن میں درد کی شدید لہر ابھار چکا

تھا۔۔ جس کی پرواہ کیے بنا ہی رمیض

چلتا ہوا کبرڈ تک گیا۔

حیا نے بھی پلٹ کر اسے کبرڈ کھول کر

گرے رنگ کی شرٹ نکالتے دیکھا۔ پھر

کسی حد تک اصل معاملہ سمجھ آنے پر واز

نیچے رکھتے ہوئے اپنے آنسو پونچھے۔

بلاشبہ رمیض نے دوسرے روم میں

رات گزاری تھی لیکن حفصہ بیگم نے جو

ان دونوں کا سارا ضروری سامان یہاں

بھجوایا تھا وہ ملازمہ اسی روم میں سیٹ

کر گئی تھی۔

دشمنی کا تو پتا نہیں مگر۔۔۔ ہمارے بیچ"

دوستی جیسا بھی کوئی رشتہ نہیں

ہے۔۔۔اس لیے آپ میرے ساتھ

ہمدردیاں جتانے سے گریز کیجیے۔۔۔ مجھے

یہ پسند نہیں ہے۔۔۔" بیڈ سے اترتی وہ

آہستگی سے کہتی ہوئی اس پر چوٹ کر گئی تھی۔

اپنی مطلوبہ جینز سمیت بیلٹ بھی لیتا وہ کبرڈ کا دروازہ بند کر کے اس کی جانب مڑا۔

دوستی دشمنی کی کس کو پڑی ہے۔۔۔؟ میاں بیوی کا رشتہ ہے ناں۔۔۔کافی ہے۔۔۔اسی لیے مجھے اپنی

پسند بتانے کی بجائے فقط میری پسند پر چلنا سیکھو تم۔۔۔" دوبدو جواب دیتا وہ حیا کو لب بھینچنے پر مجبور کر گیا۔

"میں ریسٹورنٹ جا رہا ہوں، پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکا ہوں۔۔۔ میرے پیچھے اپنا اور اس گھر کا اچھے سے دھیان رکھنا اب تمھاری ذمہ داری ہے۔۔۔ سمجھی۔۔۔"

سنجیدگی سے کہتے ہوئے رمیض نے ایک

گہری نگاہ اس کے نازک وجود پر ڈالی
پھر سر جھٹکتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا، تو
اس کی نظروں سے چونکتی حیا کو اپنا
دوپٹے نہ لینے کا احساس سرخ کر گیا۔
اگلے ہی پل وہ نم آنکھوں سے پلٹتی اہانت
کے احساس تلے تپتی ہوئی بیڈ تک آئی اور
پھر سرخ رنگ کا کامدار دوپٹہ اچھے سے
خود پر لپیٹتی چڑ سی گئی۔

آرام دے کپڑے ہونے کے باوجود بھی

وہ بدل نہیں پائی تھی۔

اپنی ہوش ہی نہیں تھی تو بھلا کیسے

بدلیتی۔۔۔؟؟

معاً پیٹ میں مچلتی بھوک نے آواز کرتے

ہوئے جہاں حیا کو شدت سے اپنا احساس

دلایا تھا،،، وہیں گردن میں پھر سے

اٹھتی درد کی لہر پر ضبط کرتی ہوئی وہ سب

سے پہلے فریش ہونے کی نیت سے
واشروم کی طرف لپکی تھی۔۔۔۔

RJ NOVELIST

"تمھاری بیسٹ فرینڈ کا شوہر ہوں
میں۔۔۔اگر روزی کو ذرا سی بھی بھنک
پڑگئ کہ تم جان بوجھ کر مجھے پھانسنے کی

کوششیں کر رہی ہو تو وہ تمھیں جان سے
مار ڈالے گی۔۔۔" وہ حاتم شیراز کے
لاکڈ آفس روم میں بڑی بے باکی سے
اسکی کشادہ گود میں براجمان گردن کو
تھامے ہوئے تھی، جب ایما کی گولڈن
لٹ کو نرمی سے کان کے پیچھے اڑستا وہ
خمار زدہ آواز میں گویا ہوا۔

ڈراتے لہجے میں صاف غیر سنجیدگی گھلی ہوئی تھی۔

بلاشبہ وہ چوبیس سالہ امریکن لڑکی روزینہ سے کم حسین تھی، مگر دو چار ملاقاتوں کے بعد سے،،ایک عورت ہونے کے ناطے اس جیسے رنگ باز مرد کو بہکانے میں بڑی حد تک کامیاب ٹھہری تھی۔۔۔

یہ اس کی بے باکیوں کا ہی اثر تھا جو وہ اب بھی اس کے لیے اپنی ایک چھوٹی سی میٹنگ کو کینسل کر چکا تھا۔

"مر تو میں پہلے ہی چکی ہوں تم پر ڈارلنگ،، تمھاری اِس ہاٹ پر سینلٹی پر۔۔۔ صاف صاف بولو ناں کہ تم اپنی بیوی سے ڈرتے ہو۔۔۔۔" ایما اسکی ٹائی سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی آخر میں منہ بسور

کر خالصتاً انگریزی میں بولی تو ہیری کی دبی دبی مسکراہٹ پل میں سمٹ گئی۔

حاتم شیراز (ہیری) نام ہے"

میرا۔۔۔ڈرانا جانتا ہوں مگر ڈرنا میری فطرت میں شامل نہیں ہے سوئیٹ ہارٹ۔۔۔رمیمبر اٹ۔۔۔" مضبوط لہجے میں کہتا ہوا وہ اس کی پیلے رنگ کی ٹائٹ شرٹ میں پھنسی نازک کمر پر

گرفت سخت کر گیا تو ایما اپنا تیر صحیح نشانے پر لگتا دیکھ کھلکھلا کر ہنس دی۔

تو بالآخر جہاں وہ اپنی بیسٹ فرینڈ کے شوہر کو اپنی دلفریب اداؤں کے جال میں مکمل پھنسا چکی تھی، وہیں اپنی مردانگی پر زعم کرتا ہوا ہیری خود کی بیوی کے ساتھ بے وفائی کرنے میں بلا جھجک رضامند ہوا تھا۔۔۔

گویا قسمت ایک بار پھر سے دغا بازی کے
بدترین پتوں کو واپس پلٹنے کے لیے
شدتوں سے اتاولی ہوئی تھی۔۔۔

RJ NOVELIST

آج اُنھیں ترکی کے شاندار ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تقریباً تیسرا روز ہونے کو آیا تھا۔۔۔

آئے دن گھومنا پھرنا، شاپنگ، ہوٹلنگ اور محبوب شوہر کے سنگ گزرتے ہوئے حسین ترین رومانوی لمحات حسنہ وقاص کی ذات کو معتبر کرنے کو کافی تھے۔

زیدان ایک بار پہلے بھی ترکی آچکا تھا۔

دھوکے بازی سے ہی سہی،، مگر زیدان
کو اپنا بنانے کا فیصلہ اسے اپنی زندگی کا
سب سے باشعور اقدام لگا تھا۔۔۔
اور اس پر وہ شرمندہ تو قطعی نہیں تھی۔
زیدان کے یکدم ہنی موون پر جانے کا سن
کر گھر والوں کو وقتی حیرت تو ہوئی ہی
تھی۔۔۔ بلاشبہ یہ پسند کے بر عکس
سمجھوتے کی شادی تھی، مگر وہ بڑی

ہوشیاری سے سب کو اپنی جانب یہ بتا کر
قائل کر چکا تھا، کہ سب تلخیوں کو
فراموش کر کے جتنا وقت وہ دونوں میاں
بیوی سکون سے ساتھ گزاریں گے، اتنا
ہی آئندہ آنے والے وقت میں یہ سب
ان کے لیے مفید رہے گا۔
اپنی حقیقی محبت کو ہنوز پسِ پردہ رکھتے
ہوئے۔۔۔ گویا سمجھداری کے نام پر سب

کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا بڑا ہی اچھا طریقہ نکالا گیا تھا یہ۔۔۔

آتے آتے وہ خاص کر اپنی بڑی بہن کا دل جلانے کی غرض سے اس کے نمبر پر اپنے ہنی مون کو لے کر لمبا چوڑا میسج بھی چھوڑ آئی تھی۔

آج بھی وہ زیدان کے ساتھ سمندر کنارے بنے ہوئے اوپن ریسٹورنٹ میں

لنچ کرنے کے بعد اب اشتیاق آگاتر کی کی کشادہ سڑکوں شاہراہوں پر گھوم پھر رہی تھی۔

آج کا موسم بھی چلتی ہواؤں کے سنگ ہلکے سرمئی بادلوں کی آمد پر خوشگوار سا تھا۔

رستے میں آتی شاپس اور سٹالز بیچ بیچ میں حسنہ کی توجہ کھینچنے کا سبب بنتے۔

ایسے میں کتنوں کی ہی بھرپور نگاہیں حسنہ وقاص کے دوپٹے سے ندارد۔۔۔ سرخ رنگ مغربی طرز کے لباس سے چھلکتے دلکش وجود پر پڑتی تھیں، جس سے ساتھ چلتے زیدان عالم درانی کو تو کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

اس کے نزدیک بیرونی ممالک میں ایسے

گھومنا پھرنا ایک نہایت معمولی سی بات

تھی۔

معاً حسنہ کی نگاہ سامنے ترکش آدمی پر پڑی

جو رنگ برنگی بڑی بڑی سی کاٹن کینڈیز

لیے کھڑا تھا۔

"ہاں۔۔ہ۔۔۔کاٹن کینڈی۔۔۔پلیز پلیز

پلیز زیدان مجھے یہ لے کر دیں

ناں۔۔۔۔" بڑے لاڈ سے کہتی ہوئی وہ

زیدان کو کسرتی بازو سے دھکیل کر اس

شخص کے پاس لے گئی۔۔۔جو کہ اب

اپنے پاس آنے والے نئے گاہکوں کی

جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"ہیپی ناؤ۔۔۔۔؟؟؟" ہلکے گلابی رنگ

کی بڑی سی کاٹن کینڈی خرید کر اسے

پکڑاتے ہوئے زیدان نے مدھم سا ہنس

کر پوچھا تو جلدی سے ریپر اتارتی حسنہ سر اثبات میں ہلاتی ہوئی کھلکھلائی۔

بلاشبہ وہ لیراز کی صورت میں کاٹن کینڈی کی قیمت اپنی مرضی سے زیادہ دے چکا تھا۔

یکلخت زیدان کی جیب میں بجتے ہوئے موبائل فون نے اس کی توجہ کھینچی تو کاٹن

کینڈی کی بائٹ لینے کو بے تاب حسنہ بھی چونک سی گئی۔

"ہیلو۔۔۔ہاں فراز بولو۔۔۔۔سب خیریت۔۔۔؟؟" کال پک کرتے ہی زیدان کچھ قدم چلتا ہوا ایک سائیڈ پر آ رکا تھا، جبکہ اس کے چہرے پر در آنے والی سنجیدگی سے بے خبر حسنہ کاٹن کینڈی کھاتی ہوئی زیدان کی پشت دیکھنے لگی۔

گزرتے پلوں میں جہاں اُس کی بات
چیت طول پکڑتی جا رہی تھی۔۔۔ وہیں
کھڑے کھڑے حسنہ کے دماغ میں تیزی
سے شرارت کی چنگاڑیاں بھڑک اٹھیں۔
زیدان کے پاس جانے کی بجائے اگلے ہی
پل وہ دبے قدموں بھاگ کر قریبی گلے
میں جا گھسی تھی۔۔۔

ارادہ چھپ کر زیدان کو تنگ کرنے کا تھا لیکن جاتے جاتے کاٹن کینڈی والے متوجہ شخص کو سرخ لبوں پر شہادت کی انگلی جما کر چپ رہنے کا اشارہ کرنا بالکل بھی نہیں بھولی تھی۔

اطراف میں بنے چھوٹے بڑے گھر خوبصورت تھے۔

آدھا گلا پار کر چکی حسنہ نے پھولی

سانسوں میں پلٹ کر دیکھا، مگر زیدان کا

ہنوز کچھ اتا پتا نہیں تھا۔

اس کشادہ ویران گلے کے آخری سرے

سے دوسرے گلے کا رستہ اٹیچ تھا۔

"افففف زیدان۔۔۔ کہاں رہ گئے ہیں

آپ۔۔۔؟؟اب آ بھی جائیے ناں مجھے

ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں تک۔۔۔"

کینڈی کا سواد باقاعدگی سے چکھتی وہ بے تابی سے .بڑ.بڑائی تھی جب یکدم ہی ایک ڈرا سہما بچہ دوسرے گلے سے نکل کر اس کے عین سامنے آیا۔

”Yardım et leydime yardım et beni bu köpekten kurtar“

"مدد کرو۔۔۔مدد کرو میری

محترمہ۔۔بچاؤ مجھے اس کتے سے۔۔۔" وہ

کوئی سات سالہ چھوٹا سا بچہ تھا جو پوری

قوت سے اپنی ترکی زبان میں چیختا ہوا

بھاگ کر اسی کی جانب آ رہا تھا۔

"بھبھ۔۔۔بھاؤ۔۔بھاؤ۔۔۔۔" معاً سفید

رنگت کا ہٹا کٹا۔۔پھرا ہوا کتا بھی بھونکتا

ہوا گلے سے باہر نکلا۔

"ہاا۔۔۔ہ۔۔۔۔کتا۔۔۔۔۔۔" بچے کو

حیرت سے تکتے ہوئے معاً حسنہ کی الجھی

نگاہیں پیچھے پڑے کتے پر پڑیں تو بے اختیار

سہمتی ہوئی وہ جلدی سے پاس ہی گھر کی

دہلیز تک لپکی۔

یہ یقیناً اس کی خوش قسمتی ہی تھی جو پہلے سے ہی ان لاک گیٹ کے سبب،، کاٹن کینڈی وہیں گراتی وہ آناً فاناً اندر گھسی تھی۔

قریب پہنچ چکے اُس شرابور بچے کا رنگ گیٹ کا دروازہ واپس بند ہوتے دیکھ شدت سے فق ہوا تھا۔

”Lütfen beni bu köpekten kurtarın yoksa ısırır lütfen kapıyı açın içeri gireyim.“

”پلیز مجھے اُس کتے سے بچالو۔۔۔ورنہ یہ مجھے کاٹ کھائے گا۔۔۔پلیز دروازہ کھولو میرے لیے۔۔۔مجھے اندر آنے“

دو۔۔۔ ”رک کر گیٹ کا چھوٹا دروازہ

پیٹتا ہوا وہ خوف سے روتا ہوا چیخ رہا تھا کہ

شاید وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں لاک

کھول کر اسے بھی پُھرتی سے اندر کھینچ

لے گی،،،

مگر چھلانگ لگا کر اس پر جھپٹتے کتے نے

گویا اس کی ساری امیدوں کے دم توڑے

تھے۔

"آاااہہ ۔۔۔ہہہہہ۔۔۔۔ہہہ"

آ نے ے ے (امی) ۔۔۔۔"تکلیف

کے مارے حلق سے نکلتی اُس بچے کی

تند چیخیں جہاں دروازے کے ساتھ لگ

کر سانس بحال کرتی حسنہ کو مزید بزدل

بنا گئی تھیں۔۔۔وہیں شازو نامی پریشان

حال عورت، ہاتھ میں موٹا ڈنڈا لیے

پُھرتی سے اِس گلے میں داخل ہوئی۔

پھر زمین پر گرے خود کے بچے کو شدت سے زخمی ہوتا دیکھ ، اکھڑتی سانسوں کے ساتھ سینے پر ہاتھ جماتی ان کی جانب بھاگی۔

ہتھے سے اکھڑ چکا وہ ظالم کتا اسکے روتے چیختے بچے کی ٹانگوں کو ہنوز بے دردی سے بھنبھوڑ رہا تھا۔

"دیکھو میں یہ دروازہ نہیں کھول سکتی مجھے

کتوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔ تم یہاں

رکنے کی غلطی مت کرو بلکہ آگے کو

بھاگ جاؤ۔۔۔۔" چیخ و بکا سن کر بھی

لرزتی ہوئی تیز آواز میں تنبیہی کرتی حسنہ

کا ضمیر خود غرضی تلے دب کر مکمل مر چکا

تھا۔

”Sus. Sus. Yaaah. Sus. Çocuğumu bırak. Zavallıyı bırak. Yoksa seni öldürürüm. Git buradan. Git buradan.“

“ہشش۔۔۔ہشش یاااہ”
ہششش۔۔۔ چھوڑ میرے بچے

کو۔۔۔ چھوڑ دے بد بخت ورنہ جان سے مار ڈالوں گی میں تجھے۔۔۔دفع ہو جا یہاں سے۔۔۔ مردفع ہووو۔۔۔" شازو بھیگی آنکھوں کے ساتھ لاٹھیوں سے اس پاگل کتے پر ضرب در ضرب لگاتے ہوئے ترکی زبان میں چلا رہی تھی۔

اس دوران درد سے بلبلاتا وہ بچہ ہنوز ہوش میں تھا۔

"بھ۔۔۔بھاؤ۔۔۔بھبھ۔۔۔بھاؤ۔۔۔"

خود پر بھاری پڑتی لاٹھیوں کے سبب

اذیت سے بھونکتا ہوا وہ کتا بالآخر وہاں

سے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

"Ah çocuğum Ay oğlum."

"آااہہ میرا بچہ۔۔ میرا چاند بیٹا۔۔۔۔"

موٹا ڈنڈا پرے چھینکتی شازو جہاں اپنے بری حالت میں زخمی پڑے بیٹے کے پاس آتی سسکی تھی،،، وہیں کتے کی غیر موجودگی کا احساس کرتی حسنہ بھی بڑی ہمت سے دروازہ کھولتی باہر نکل آئی۔

معاً اپنی ماں کی کشادہ گود میں سمٹے بچے کی اذیت سے روتی ہوئی خوفزدہ

نگاہیں۔۔اُس اجنبی عورت کے سنجیدہ
چہرے سے ٹکرائیں۔

”A..Anne... Annem çok acı çekiyor, kapıyı açmasını söyledim ama bana yardım etmedi ve

beni vahşice bu köpeğe

teslim etti."

"ا۔۔امی۔۔۔امی بب۔۔۔بہت درد ہو رہا

ہے۔۔۔میں نے اس کو بولا

تھا۔۔د۔۔دروازہ کھول دو مگر اس نے

میری م۔۔۔مدد نہیں کی اور مم۔۔۔مجھے

بے رحمی سے اس کتے کے حوالے

کر دیا۔۔۔" اپنی زبان میں بمشکل

شکایت لگاتا وہ بچہ شہادت کی کانپتی انگلی

حسنہ کی جانب کر گیا تو اپنے بچے کی تپتی

پیشانی چومتی شازو نے سرخ آنکھوں میں

غضب لیے سے اس کی طرف دیکھا۔

تو گویا وہ بھی اُس خونخوار جانور کی مانند

برابر کی قصوار تھی۔۔۔!!!

ان کی زبان سے لاعلم حسنہ جہاں اس کے زہریلے انداز پر بھر کو سٹپٹانے پر مجبور ہوئی تھی، وہیں اپنی محبوب بیوی کی تلاش میں اس وسیع گلے میں قدم رکھتا زیدان سامنے کا منظر دیکھتا چونکا۔

تیز ہواؤں کے سنگ چھائے سرمئی رنگ بادل پل پل گہرے ہوتے چلے جا رہے تھے۔

”Cadı. Hayatını kurtarmak için masum çocuğumu ölüme ittin. Sen nasıl bir kadınsın? Sende biraz insanlık yok mu?“

”ڈائن۔۔۔تو نے اپنی جان بچانے کے
لیے میرے معصوم بچے کو موت کے منہ
میں دھکیل دیا۔۔۔کیسی عورت ہو
تم۔۔۔؟؟کیا انسانیت نام کی چیز نہیں ہے
تم میں زرا سی بھی۔۔۔؟؟“ترکی زبان
میں دھاڑتی ہوئی وہ کھولتے خون کے
ساتھ اپنے نڈھال بچے کو وہیں چھوڑتی

اٹھی، پھر قریب ترین آتی بے اختیار حسنہ

پر جھپٹ پڑی۔

جواباً زیدان حیران ہوتا جلدی سے ان کی

جانب بھاگا تھا۔

آااھہ۔۔۔پاگل ہوگئی ہو کیا تم جاہل"

عورت۔۔۔؟؟چھوڑو مجھے۔۔۔یُو

بچ۔۔۔۔" اپنے کھلے بال اسکی سخت

مٹھیوں میں جکڑے دیکھ حسنہ بو کھلاتی ہوئی درد سے چلائی۔

مگر شازو نم سرخ آنکھوں کے سنگ ترکی زبان میں مزید اسے برا بھلا کہتی ہوئی بال ہی جڑ سے اکھاڑ دینے کو تھی۔

ہنوز شفاف سرمئی زمین پر نیم دراز وہ بچہ درد سے سسکتا ہوا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

کیا ہو رہا ہے یہ۔۔۔؟؟لیو مائے"

وائف۔۔۔۔"زیدان نے قریب آتے

ہی حسنہ کے سلکی بال شازو کی گرفت

سے بمشکل چھڑواتے ہوئے، پوری قوت

سے اسے پرے دھکیلا۔

نتیجتاً حسنہ خائف سی سسکتی ہوئی زیدان

کے سینے سے جالگی تو شازو نے بڑے ضبط

سے اس کے شوہر کو دیکھا۔۔۔

"ز۔۔زیدان۔۔۔۔یہ پاگل عورت

جانے کیا اول فول بکے جارہی ہے تب

سے۔۔۔؟اس کے بچے کو ایک پاگل کتا

کاٹ کے بھاگا ہے اور اب یہ سر پھری اس

کا غصہ بلاوجہ ہی مجھ پر نکال رہی

ہے۔۔۔پلیز چلو یہاں سے۔۔۔"خود کی

غلطی چھپانے کو آدھی ادھوری بات بتاتی

وہ بڑے خوف سے شازو کو دیکھ رہی

تھی۔

اس کی بات پر ہوا میں اڑتے بالوں کو

نرمی سے سہلاتے زیدان نے بڑے تحمل

سے اثبات میں سر ہلایا۔

چلو چلیں۔۔۔"ایک بھرپور تاسف"

بھری نگاہ اپنی جانب تکتے

نڈھال۔۔ سسکتے ہوئے بچے پر ڈال کر

آہستگی سے کہتا وہ حسنہ کے ہمراہ آگے

بڑھا تھا۔

جبکہ اُنھیں وہاں سے جاتا دیکھ شازو تڑپ

ہی تو اٹھی تھی۔

"Nereye götürüyorsunuz

onu?masum biricik oğlum

bu cadının

vurdumduymazlığının kurbanı oldu, yüzünü kaşıyacağım."

"کہاں لے جارہے ہو اس کو بھگا کر؟ میرا معصوم اکلوتا بیٹا اس ڈائن کی سنگدلی کا شکار ہو چکا ہے میں اس کا منہ نوچ لوں گی۔۔۔" غصے سے آگ بگولہ

ہوتی شازو نے ایک بار پھر سے حسنہ کو اپنی وحشتوں کا نشانہ بنانا چاہا، مگر بروقت پلٹ کر شدت سے دھکا دیتے ہوئے زیدان نے اسے لڑکھڑا کر نیچے گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

جسٹ شٹ اپ یُو میڈ بلڈی"

وُومن۔۔۔اب اگر میری بیوی کو دوبارہ سے چھوا تو تمھارے دونوں ہاتھ توڑ کے

رکھ دوں گا۔۔۔" شہادت کی انگلی

اٹھا کر وارن کرتا وہ دہاڑا تھا جبکہ شازو اس

کی سمجھ نہ آنے والی زبان پر اسے غصے

سے گھور کر رہ گئی۔

شدتِ بےبسی سے آنسو ٹپ ٹپ گال

بھگونے لگے تھے۔

حسنہ کے لب مسکرائے۔۔۔

"Anne...."

امی۔۔۔" اس دوران بچہ اپنی ماں کی حالت پر اٹھنے کی کوشش میں.بری طرح سسکا۔۔۔

معاً ان دونوں کو سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پلٹ کر وہاں سے جاتا دیکھ شازو کے لب حرکت میں آئے تھے۔

”Benim. Hasret çeken bir annenin laneti üzerinize olsun. Senin gibi bir cadı asla anne olma şansına sahip olamaz. “

یہ میری۔۔۔ایک تڑپتی ہوئی ماں کی"

بددعا ہے تمھیں۔۔۔تم جیسی ڈائن

کو کبھی بھی ایک ماں ہونے کا سکھ نصیب

نہ ہو۔۔۔۔" ہاتھ اٹھا کر شدت سے بد

دعا دیتی ہوئی اُس عورت کی سلگتی زبان پر

جہاں بروقت کڑکتی ہوئی بجلی نے لبیک کہا

تھا۔۔۔وہیں سر پڑتے اس بڑے

خسارے سے قدرے انجان وہ اس سنسان گلے سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

پیچھے شازو تڑپ کر اپنے اٹھ کر بیٹھ چکے بیٹے کی طرف لپکی تھی۔۔۔

RJ NOVELIST

"میری بیٹی سے خفا مت ہوں وقاص صاحب۔۔۔ میری حیا بے قصور

ہے۔۔۔بے قصور ہے وہ۔۔۔" شفاف
سفید رنگ کپڑوں میں ملبوس وہ دلبرداشتہ
ہو کر کہہ رہی تھیں۔
نیلی روشنی میں چمکتا ہوا کلثوم بیگم کا سفید
ہالے میں لپٹا بے داغ چہرہ اس پل ضبط
سے سرخ ہو رہا تھا۔
"بے قصور نہیں ہے وہ۔۔۔ میرا مان توڑا
ہے اُس نے۔۔۔اس کی خودسری نے

کہیں پر بھی مجھے سر اٹھانے لائق نہیں

چھوڑا۔۔۔"جواباً ان کے مقابل سینہ تان

کر کھڑے وقاص صاحب برہمی سے گویا

ہوئے۔

لہجے میں غصے کی تپش واضح تھی۔

"وہ سچ بتا چکی ہے۔۔۔پھر بھی آپ سب

اس کے ساتھ زیادتی کر رہے

ہیں۔۔۔؟مت کریں ایسا بڑی اذیت میں

ہونے ملتجی سے شدت" ۔۔۔ وہ ہے

کے سبب آنسو ٹوٹ کر کلثوم بیگم کے

گالوں پر پھسلے تھے۔

وقاص صاحب نے بے بہرہ ہوتے ہوئے

ان کی طرف سے رخ پھیر لیا۔

سچ۔۔؟؟؟ بیگم وہ سچ نہیں بلکہ اپنی "

غلطی پر پردہ ڈالنے کے لیے محض حیلے

بہانے تھے تمھاری بیٹی کے۔۔۔ حقیقی

قربانی تو میری چھوٹی بیٹی نے دی ہے

سمجھوتے کی شادی کر کے۔۔اس ناقابلِ

قبول رشتے کو نبھا کے۔۔۔جو کہ حیا کو

نبھانے چاہیے تھے۔۔۔۔" تند ہی

سے بولتے ہوئے وہ کلثوم بیگم کو شدتِ

بے بسی سے سسکنے پر مجبور کر چکے تھے۔

ابھی آپ محض وہی کچھ دیکھ رہے ہیں"

جو آپ کو ظاہری طور پر دکھایا جارہا ہے

وقاص صاحب۔۔۔ مگر یاد رکھیے

گا۔۔۔زیادتی کرنے والا زیادتی بھگتنے کا

بھی حقدار ہوتا ہے۔۔۔" دکھ سے کہتی وہ

ایک دم ہی چپ ہوئی تھیں۔

اور پھر نا ختم ہونے والی طویل خاموشی

نے وقاص صاحب کو بے چینی سے پلٹنے

پر مجبور کر دیا تھا۔

مگر صدافسوس کہ اب ان کی محبوب بیوی
وہاں کہیں بھی نہیں تھیں۔۔۔

پھیلتے دھوئیں میں نیلی روشنی بھی تیزی
سے مدھم پڑتی تیخ اندھیرے میں بدلی
تھی، جب وہ بگڑتے تنفس کے سنگ بند
آنکھیں جھٹکے سے کھول گئے۔

کلثوم۔۔۔۔۔!!!" ڈوبتے دل کے "
ساتھ وقاص کے لب شدت سے
پھڑپھڑائے تھے۔

اس دوران نیند کے سبب متلاشی زدہ
سرخ آنکھیں پورے کمرے میں گھوم کر
ناکام سی واپس لوٹ آئی تھیں۔
وہ اب واقعی میں کہیں بھی نہیں
تھیں۔۔۔

نہ خواب میں نہ ہی حقیقت میں۔۔۔

لیکن جاتے جاتے ان کا حیا کی طرف سے سخت ہو چکا دل ضرور بے چین کر گئیں تھیں۔۔۔۔

RJ NOVELIST

بدھ کی روشن دوپہر گلاس وال سے اندر

کو جھانک رہی تھی۔۔۔ جس سے

بے پرواہ وہ دونوں اس وقت عالم کے

آفس روم میں بیٹھے ٹیکن تھری گیم کھیلنے

میں مصروف تھے۔

اسکرین پر جمی حمزہ کی نگاہیں جہاں فائٹرز

کے سٹنٹس پر پل پل پُر اشتیاق ہوتی چلی

جارہی تھیں۔۔ وہیں کی بورڈ پر لاپرواہی

سے چلتی فائق کی انگلیاں اس کے پھر سے
ہارنے کا پتہ دینے کے درپے تھیں۔
"مجھے ٹیکن تھری گیم بہت پسند ہے
انکل۔۔۔اسپیشلی پال فائٹر۔۔۔دیکھنا
میں آپکے جن فائٹر کو پھر سے ہرا دوں
گا۔۔۔۔" جتنے کو بے تاب حمزہ پُر یقین
لہجے میں گویا ہوا تو ساتھ بیٹھا فائق اس
بچے کی اس قدر فرینکنیس پر مسکرا دیا۔

یہ چوتھی بار تھا جو وہ جان بوجھ کر ایک سات سالہ بچے سے ہارا تھا۔

آج وہ اپنی ماں کے ہمراہ ضد کر کے یہاں آیا تھا۔اور پھر کتنے ہی آفس رومز میں دربدر گھوم کر بھی اس کی بوریت دور نہیں ہوئی تھی۔

یہ تو فائق درید تھا جو کسی کام سے عالم صاحب کے روم میں آیا تھا، مگر پھر ان کی

بجائے حمزہ کو وہاں پا کر۔۔۔ بلا جھجک

اس دل بھاتے بچے کی پسند پر چلتا ہوا پہلی

ہی ملاقات میں اس کی گڈ بک میں شامل

ہو چکا تھا۔

کے۔او۔۔۔۔۔"اسپیکر سے پھوٹتی"

وائس نے حمزہ کی جیت کے سنگ

دوسرے ہی راؤنڈ پر گیم اوور کی تھی۔

یااہووووو۔۔۔۔میں جیت گیا مسٹر"

جن۔۔۔ہاااہااا۔۔۔یُو آر آ

لوزر۔۔۔لوزر۔۔۔"خوشی کے مارے وہ

اپنے نانا کی سیٹ پر ہی کھڑا ہوتا اچھل

اچھل کر اسے لتاڑ رہا تھا۔

اب فائق کو پنش کی صورت میں اسے

آئسکریم بھی تو کھلانی پڑنی تھی۔

جواباً فائق پل بھر کو ہنستا ہوا منہ بسور گیا۔۔۔تو حمزہ نے اپنے نیو فرینڈ کا بظاہر اترا ہوا چہرہ دیکھ کر دل سے قہقہ لگایا۔

معاً دروازے کے پاس کھڑے ہو کر تب سے ان کی گفتگو سنتا مینیجر کمال تیزی سے اندر داخل ہوا تو دونوں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

واہ مسٹر اسیسٹنٹ۔۔۔ہائی پوسٹ پانے"

کے لیے کام کاج چھوڑ کر اونرز کے بچوں

کا دل بہلانا اچھا شارٹ کٹ ہے

ویسے۔۔۔"ٹیبل کے قریب آتے ہوئے

اس نے بلا جھجک گہرا طنز کیا تو فائق

نے،، مسٹر کمال کی بات پر سنجیدگی سے

اسے دیکھا۔

جب سے وہ یہاں آیا تھا، اس شخص کی نظروں میں حد سے زیادہ کھٹکتا تھا۔

پلیز اپنی چھوٹی ذہنیت کا علاج کروایئے"

مسٹر کمال۔۔۔بچہ بور ہو رہا تھا بس اسی لیے میں نے اسے ذرا سی کمپنی دی ہے۔۔۔" کہتے ہوئے فائق کے لہجے کی ناگواری حمزہ نے بھی صاف محسوس کی تھی۔

"آئی ناؤ آپ میرے نیو فرینڈ سے جیلس ہو رہے ہیں۔۔۔ کیونکہ میں نے آپ کی بجائے ان سے جوڑو فرینڈشپ کرلی ہے۔۔۔" حمزہ نے بھی معصومیت سے کہتے ہوئے اپنی طرف سے اسے آگ لگائی تھی۔

"اوو لٹل بے بی اصل معاملہ تمہارا بیسٹ فرینڈ بننا نہیں۔۔۔ بلکہ اصل فائدہ تو

تمھاری کھڑوس ماں کو پھنسانا

ہے۔۔۔اتنے سال ہو گئے اپنی خدمات

پیش کرتے کرتے۔۔۔ مگر وہ ہے کہ کسی

کے ہاتھ ہی نہیں آتی۔۔۔۔" خالصتاً

انگریزی میں بولتا ہوا جہاں وہ حمزہ کو

پوری طرح کنفیوز کر گیا تھا، وہیں اس کی

کمینگی کو سمجھتے ہوئے فائق غصے سے

مٹھیاں بھینچتا اس کے نزدیک آ رکا۔

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔اب اگر اس سے آگے تم نے ذرا سی بھی بکواس اور کی تو آئی سوئیر میں تمھارا منہ توڑ دوں گا ابھی کہ ابھی۔۔۔۔" شہادت کی انگلی اٹھا کر سخت ترین لہجے میں وارن کرتے ہوئے فائق کی یہ بدلحاظی دروازے کے قریب آتی زلیخا نے بھی حیرت سے سنی تھی۔

بھنویں سکیڑتے ہوئے ہاتھ ناب پر ہی جم کر رہ گیا تھا۔

تمھیں کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے؟ تمھاری محبوبہ یا بہن کے بارے میں تو بات نہیں کر رہا ناں میں۔۔۔دو ٹکے کے معمولی سے ملازم ہو سو اپنی اوقات میں رہو تم۔۔۔زلیخا کو تو میں پھنساؤں گا ہی اور ساتھ میں تمھیں بھی اس کمپنی

مقابل سے چلتا کروں گا تم دیکھنا۔۔۔" مقابل کو تپانے کی خاطر ناگواری سے چٹکی بجاکر بولتا ہوا مسٹر کمال، بلاشبہ جذبات میں آکر اپنے پیروں پر بہت بڑا کلہاڑا مار چکا تھا۔

اب کی بار اس کی بات کو کافی حد تک سمجھتے حمزہ کو بھی وہ شخص اچھا نہیں لگا تھا۔

سالے۔۔۔وہ پھنسانے کے "
نہیں۔۔۔فقط محبت کے قابل
ہے۔۔۔سنا تُو نے۔۔۔شی از کیپ ایبل
جسٹ فار لوڈیمٹ۔۔۔۔" معاً فائق نے
برداشت کھونے پر اس کا کالر دبوچ کر
غراتے ہوئے بے دھڑک مکا اس کے
منہ پر دے مارا۔۔۔تو جہاں زلیخا غصے سے
دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی

تھی۔۔۔وہیں مسٹر کمال درد سے بلبلا کر

کئی قدم لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا۔

حمزہ نے قدرے اشتیاق سے یہ منظر

دیکھا تھا۔۔۔

فائق درید کے مارنے کا انداز اسے بالکل

ٹیکن تھری گیم کے جن فائٹر کی طرح لگا

تھا۔

"فائق۔۔۔فائق جسٹ لیو ہم۔۔۔۔"

سرخ چہرہ لیے وہ پھر سے پیٹنے کو بو کھلا چکے مسٹر کمال کی طرف لپکا تھا،،جب بروقت بیچ میں پڑتی زلیخا نے چلا کر اسے پیچھے دھکیلا۔

کسرتی بازو مضبوطی سے تھامتے وقت بلاشبہ زلیخا عالم درانی کی دھڑکنیں پل بھر کو بے ترتیب ہوئی تھیں۔

"نو موی ہی از آ بیڈ انکل۔۔۔" حمزہ نے

پلکیں جھپکاتے ہوئے مداخلت کی۔۔۔تو

انگارہ نظر بھر کر زلیخا کی جانب دیکھتا ہوا

فائق ضبط سے پیچھے ہٹا۔

نتیجتاً اس کی نگاہوں کی گہری سرخی نے

زلیخا کا دل مزید دھڑکا یا تھا۔

"آ۔۔آپ نے دیکھا زلیخا میم۔۔۔یہ

جاہل مڈل کلاس لڑکا کیسے جانوروں کی

طرح بے ہیو کر رہا تھا

میرے ساتھ۔۔۔۔ چھوٹے سے بچے کا

بھی لحاظ نہیں کیا اس نے۔۔۔آ۔۔آپ

پلیز اسے فوراً یہاں سے نکال باہر کریئے

یہ ہماری کمپنی کے لیے بالکل بھی سوٹ

ایبل نہیں ہے۔۔۔۔" پل میں پینترا بدلتا

مسٹر کمال اپنے صاف جھوٹ سے زلیخا کو

آخری حد تک تپا گیا۔

چٹاااخ۔۔۔۔!!" اگلے ہی پل اس کا"

شدت سے اٹھتا ہاتھ مسٹر کمال کو اس کی

اوقات بتا گیا تھا۔

"پھنسنے پھنسانے کا گیم ہر لحاظ سے اوور

ہو چکا ہے مینیجر کمال صاحب۔۔۔اب

آپ یہاں سے دفع ہو سکتے ہیں۔۔۔گیٹ

لاسٹ۔۔۔۔" وہ غرا کر بولتی ہوئی

مقابل کی پیشانی پسینے سے تر کر چکی تھی۔۔

فائق کی سخت نظروں میں اس کے لیے صاف تمسخر ابھرا۔

م۔۔ میم۔۔۔۔ "مسٹر کمال نے اپنے" حق میں بوکھلا کر کچھ کہنے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔

جبرا الگ سے دکھ رہا تھا۔۔۔

"آئی سیڈ گیٹ آؤٹ۔۔۔۔۔۔"

دروازے کی جانب اشارہ کرتی وہ

چلائی۔۔۔تو حمزہ نے کمال کے بوکھلائے

چہرے کو دیکھ منہ چڑایا۔۔

اگلے ہی پل فائق کو خونخوار نگاہوں سے

تکتا ہوا وہ غصے سے پیر پٹخ کر روم سے نکلتا

چلا گیا۔

پانچ سالوں کی محنت یوں ایک جھٹکے میں ملیا میٹ ہو جائے گی یہ تو اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔

"یاااہووووو۔۔۔اس والے کھیل میں اب کی بار آپ کی جیت ہوئی ہے مسٹر جن۔۔۔۔" سیٹ سے اتر کر ان دونوں کے قریب آتا حمزہ جوشیلے لہجے میں بولا، تو ذرا جھکتے ہوئے فائق نے مسکرا کر ہاتھ

فائے کلیپ کرنے کے بعد بے اختیار زلیخا
کی جانب دیکھا،،، جو کچھ حیرت سے بغور
انہی دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

RJ NOVELIST

"اِدھر دیکھو میری طرف۔۔۔۔ تم روئی تھیں۔۔۔؟؟؟" بھاری سنجیدہ آواز اس کے آس پاس بکھری تھی۔

"ن۔۔ نہیں تو۔۔۔۔" ڈوبتے سورج کو نم آنکھیں سکیڑ کر انہماک سے تکتے ہوئے معاً حیا کو اپنا گزشتہ رات کا بولا گیا جھوٹ یاد آیا تھا۔

اجنبیت کی ڈوریوں میں لپٹے یہ افسردہ دن
یونہی تیزی سے کٹتے چلے جارہے تھے۔
وہ دونوں مضبوط رشتے میں بندھنے کے
باوجود بھی ایک دوسرے کی زندگی میں
کوئی مداخلت کیے بنا۔ الگ الگ کمروں
میں رہ رہے تھے۔۔۔ ایسے میں جان
پہچان کی پرانی ملازمہ بختو گھر کے سارے

کام کاج کر کے شام سے پہلے چلی جاتی تھی۔

مگر کل جب بختو نے، زیدان اور حسنہ کے ہنی مون انجوائے کر کے واپس پاکستان لوٹ آنے کی خبر چغلی کے انداز میں اسے سنائی تھی،،،

تو پہلے حیا وقاص کے دل کی حالت بگڑی تھی اور پھر تنہائی میں آنکھوں کی بھی۔۔۔

"جہاں تک میں نے دیکھا ہے، چچا جان کا غم تمھیں اس قدر افسردہ تو ہرگز نہیں کرتا کہ نوبت یوں آنکھیں سُجانے تک آجائے۔۔۔اس غیر معمولی روگ کا تو پھر

ایک یہی مطلب ہوا ناں کہ تمھیں

میرے چھوٹے بھائی بھابی کے ہنی مون

پر جانے کی خبر مل چکی

ہے۔۔۔انٹرسٹنگ۔۔۔"پل بھر کو

باریک بینی سے سوچنے کے بعد، ٹھوڑی

پکڑ کر اس کی تیزی سے نم پڑتی نگاہوں

میں جھانکتے ہوئے رمیض عالم درانی نے

کتنا صحیح اندازہ لگایا تھا ناں۔۔۔

سوچتے ہوئے حیا بے اختیار اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

اس احساس سے قدرے انجان کہ دو کمینی نگاہیں بڑی فرصت سے اس کی پشت کو سرتا پیر گھورنے میں مصروف تھیں۔۔۔

کام والی نے بتایا یا تمھاری بہن"

نے۔۔۔؟؟؟ یا پھر خود میرے اپنے بھائی

نے۔۔۔؟؟؟ کیونکہ چچا جان کا غم

تمھیں اس قدر افسردہ کرنے کی صلاحیت

نہیں رکھتا۔۔۔۔ جتنا کہ کسی بچھڑے

محبوب کا۔۔۔۔" سختی سے اس کی ٹھوڑی

مسلتا ہوا وہ کیسے ڈرا دینے والی تفتیش کر رہا

تھا۔۔

جبکہ دل کی چوری سرِعام پکڑے جانے پر حیا کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ اٹھا۔آنکھوں کی حیرت تیزی سے بھیگتی چلی گئی تھی۔

"پلیز رمیض۔۔۔آپ کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اب میرے اُس شخص سے سارے رابطے ختم ہو چکے ہیں۔۔۔۔"

مضبوط لہجے میں صفائی دیتے ہوئے پل

بھر کو اس کی سانسیں اٹکی تھیں۔۔۔ مگر

خود کو چھڑوانے کی ہمت بھلا کہاں تھی

اُس لمحے۔۔۔

موبائل فون سِم سب کچھ تو وہ بدل چکی

تھی۔۔۔۔

"تو پھر تمھاری سوچوں کے رابطے ابھی

تک اس کے ساتھ کیوں قائم

ہیں۔۔۔؟؟؟کہہ دو کہ میں غلط بول رہا

ہوں۔۔۔!!!" بہتے آنسو دیکھ دھاڑ کر

بولتا ہوا وہ اسے وحشت سے نگاہیں چرانے

پر مجبور کر گیا تھا۔

ایسے میں مقابل کی سلگتی سانسیں براہِ

راست اسکے چہرے پر پڑتی اسے جھلسا ہی تو

رہی تھیں۔

اپنی بے بسی کو شدت سے یاد کرتے ہوئے دو آنسو ٹوٹ کر حیا کے گالوں پر پھسلے۔

اس دوران چھت کی دیوار سے لگ کر کھڑے اس نفوس کی برداشت اسے ہنوز پتھر کا بنا دیکھ اب جواب دینے لگی تھی۔

ا۔۔اگر آپ غلط نہیں۔۔۔تو"
پورے صحیح بھی نہیں ہیں۔۔۔۔" بڑی
ہمت سے اس کی حقارت زدہ سرخ
آنکھوں میں جھانکتی ہوئی وہ دھیمی آواز
میں بولی۔۔۔تو کچھ لمحوں تک اس کے
مدھم کانپتے لبوں کو خاموش نگاہوں سے
تکتا ہوا رمیض اس کی ٹھوڑی چھوڑتے
ہی کلائی تھام گیا۔

پھر اپنے ساتھ تقریباً گھسیٹتا ہوا خود کے بیڈ روم میں لے آیا۔۔۔اس کے ماتھے کی شکنیں دیکھ حیا کا دل ناچاہتے ہوئے بھی لرزا تھا۔۔۔جب وہ اگلے ہی پل اسے تندہی سے بیڈ کی جانب دھکیل گیا۔

"بس حیا رمیض عالم درانی۔۔۔اب سے تم میرے سنگ ایک ہی کمرہ اور ایک

ہی بیڈ شیئر کرو گی۔۔۔ ہمارے بیچ کاغذی
رشتہ ہی سہی، مگر مجھے یہ قطعی منظور
نہیں کہ مجھ سے جڑی عورت میری
بجائے کسی اور مرد کو اپنی یادوں میں
بسا کر میرے ساتھ بے وفائی
کرے۔۔۔اور تم تو کبھی ایسا کرنے کا
سوچنا بھی مت ورنہ بہت برا انجام کروں
گا میں تمھارا۔۔۔" اسکے حیرت سے پلٹنے

پر وہ شہادت کی انگلی اٹھائے قریب آتا بولا

نہیں۔۔ بلکہ شدت سے غرایا تھا۔

نتیجتاً نفی میں سر ہلاتے حیا کی سانسیں تیز

ہوئی تھیں۔

تمھارے آنسو۔۔۔ تمھاری

مسکراہٹیں۔۔۔ تمھارا سوچنا۔ حتیٰ کہ

تمھاری ذات فقط مجھ تک محدود ہونی

چاہیے۔۔۔ آخری بار وارن کر رہا ہوں

تمھیں سمجھ لو یہ بات۔۔۔" بڑے

استحقاق سے اس کا دایاں رخسار مسل کر

آنسو صاف کرتا ہوا وہ جنون کی سی

کیفیت میں جتارہا تھا۔

وہ جنونیت جس کی توقع کم از کم حیاوقاص

کو تو بالکل بھی نہیں تھی۔

اس دوران دل ناچاہتے ہوئے بھی دھڑکا

تھا۔

جہاں سورج حیا کی بھیگی نگاہوں کی پرواہ

کیے بنا ہی پل پل ڈوبتا چلا جارہا تھا،،، وہیں

اس کی سوچوں میں خلل ڈالے بنا ہی پشت

پر موجود وہ نفوس اب بڑی مہارت سے

بے آواز دیوار پر چڑھ رہا تھا۔

اب کبھی شادی نہیں کروں گا، کہنے والا"

مرد اتنی جلدی پھسل جائے گا، میں نے

کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔ ہمارے

درمیان صرف نفرت۔۔۔ بے بسی اور

مجبوری کا رشتہ ہے اس لیے نہ تو میں آپ

کے ساتھ کسی قسم کی کوئی شئیرنگ

کروں گی اور نہ ہی وہ حق دوں گی جس کی

لالچ نے آپ کو اس حد تک بے ایمان

کر دیا ہے۔۔۔" اس کی قربت سے

قدرے سہم کر دو قدم پیچھے ہوتی وہ طنزاً

بولتی چلی گئی تھی۔

جواباً اس سنگین صورتحال کے باوجود بھی

رمیض کے لبوں پر مسکراہٹ اپنی ذرا سی

چھب دکھلا کر اگلے ہی پل غائب ہوئی

تھی۔

قانونی اور شرعی بیوی ہو تم"

میری۔۔۔میں جب مرضی چاہوں تم

سے اپنا حق وصول کر سکتا ہوں۔۔۔مگر

وہ کیا ہے ناں کہ اس حد تک بے ایمان

ہونے کے لیے رشتے میں دو طرفہ محبت

اور اعتبار کا ہونا بھی بہت ضروری ہوتا

ہے۔۔۔جو کہ ہمارے درمیان تقریباً

ناپید ہے۔۔۔اس لیے بے فکر

ہو جاؤ۔۔۔میں زبردستی ایسی حدیں پار
کرنے کا عادی بالکل بھی نہیں
ہوں۔۔۔۔ہاں البتہ جس دن یہ دونوں
عناصر ہماری زندگی میں شامل ہو گئے تو
تب نہ میں اپنا حق لینے سے رکوں گا اور نہ
ہی تم دینے سے۔۔۔" سنجیدگی سے جینز
کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اس کی غلط
فہمی کو دور کرتا ہوا وہ مزید وہاں رکا نہیں

تھا بلکہ بہت کچھ جتا کر اسے مزید بے چین

کرتا ہوا کمرے سے ملحق ٹیرس کی طرف

نکلتا چلا گیا۔

پیچھے وہ چاہ کر بھی باغی بنتی اس کمرے

سے باہر قدم نہیں رکھ پائی تھی،،،

الٹا شدتِ بے بسی سے نازک مٹھیاں

بھینچ کر بیڈ کے ایک طرف بالکل

کنارے پر جا ٹکی تھی۔۔۔

مگر وہ تھا کہ اس کے سونے سے پہلے اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔

ٹھپپپپ۔۔۔۔۔۔۔"گہرا سانس لے" کر اپنے بھیگے گال صاف کرتی حیا مزید سوچوں کی گہرائی میں ڈوبنا چاہ رہی تھی، جب کسی کے چھلانگ لگانے پر ٹھٹھک کر پیچھے پلٹی۔

معاً کاشی ہاتھ جھاڑتا ہوا سیدھا ہوا، پھر حیا کی بے یقین آنکھوں میں کمینگی سے ہنس کر دیکھا۔

"ت۔۔تم۔۔۔؟؟ تم یہاں پر کیا کرنے آئے ہو۔۔۔؟؟" ہوش میں آتی وہ بپھری ہوئی اُس ٹھرکی باز شخص کی جانب لپکی۔اس دوران سر سے اترا شفون کا دوپٹہ تیزی سے واپس اوڑھ چکی تھی۔

دور دور سے اب میرا گزارا نہیں ہو رہا"

تھا اسی لیے آپ جیسی بیوٹیفل لیڈی کے

قریب سے دیدار کرنے آیا ہوں۔۔۔"

کاشی نے تپش دیتے لہجے میں جواب دیا۔

اس بے تکی بات پر مٹھیاں بھینچتے

ہوئے حیا کے غصے کا گراف مزید بڑھا۔

وہ جب سے اس گھر میں آئی

تھی۔۔۔بوریت کے سبب چھت پر ٹہلتے

ہوئے خود کو ہلکا فیل کرنے کے دوران
کئی بار اس آوارہ شخص کی بے باک
نگاہوں کو بھی سہہ چکی تھی۔

"تم انتہائی بے حیا انسان ہو۔۔۔ شرم
نہیں آتی تمھیں دوسروں کی چھتوں پر بنا
اجازت ٹپکتے ہوئے۔۔۔؟؟ نکلو یہاں
سے۔۔۔" اس کی اتنی بڑی جرات پر وہ
قدرے نفرت سے غراتے ہوئے بولی۔

اگر جو خود رمیض آکر ان دونوں کو ایسے

دیکھ لیتا تو۔۔۔!!!

پل بھر کو سوچتے ہوئے حیا کا دل شدت

سے ڈوبا تھا۔

اس احساس سے قدرے بے خبر۔۔کہ

رمیض عالم درانی اپنے طریقے سے اپنا

آپ شدت سے اسکی سوچوں میں گھول

چکا تھا۔

آپ دوسری تو نہیں، میری پڑوسن "

ہیں۔۔۔اور اگر پڑوسن اتنی حسین ہو تو

بھلا کون کافر سامنے ٹپکنے سے باز آئے

گا۔۔؟" نازک وجود بے باکی سے تکتے

ہوئے کاشی اسکا ہاتھ چھونے کی کوشش

میں ڈھٹائی سے بولا،،،

وہ کئی سالوں سے اکیلا ہی ساتھ والے گھر

میں رہائش پزیر تھا اور اپنی عیاش فطرت

کے سبب ایسے ہی کئی نادان لڑکیوں پر

دل ہار کر انھیں اپنے جال میں پھانس لیا

کرتا تھا۔

اور اس بار اُسے پھانسنے کو ملی تھی یہ

نازک مگر چڑچڑی سی حسینہ۔۔۔!

"جسٹ شٹ اااپ۔۔۔" معاً حیا نے

حیرت سے ملے غصے میں اپنا ہاتھ جھٹکتے ہوئے

اگلے ہی پل پوری شدت سے تھپڑ اسکی

گال پر دے مارا۔

چٹاااخ۔۔۔۔" سکوت توڑتی آواز"

نے جہاں کاشی کی گال تپائی تھی۔۔۔

وہیں سرخ رنگت کے سنگ حیا کی

سانسیں بھی ضبط تلے گہری ہوئیں۔

اس دوران سفید رنگ شفون کا دوپٹہ بھی اتر کر کندھوں پر آ گرا تھا۔

مقابل کی یہ سب دست درازیاں ناقابلِ برداشت ہی تو تھیں۔۔۔

نتیجتاً کاشی نے سرخ ہوتی آنکھیں نکال کر اسے غصے سے دیکھا۔ پھر دانت پیستا ایک قدم اس کی جانب آیا۔

ایک کمزور سی لڑکی نے اسے دن دھارے

پیپٹ ڈالا تھا سو میٹر تو شارٹ ہو نا ہی

تھا۔۔۔

"ابھی کہ ابھی دفع ہو جاؤ یہاں سے اور

دوبارہ کبھی غلطی سے بھی میرے سامنے

آنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔ ورنہ میرا

شوہر جس قدر جلاد ہے ناں، تمھیں زندہ

زمین میں گاڑھ کے رکھ دے

گا۔۔۔اب نکلو یہاں سے۔۔۔۔" اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی، لرزتی آواز میں چیخ کر بولتی حیا نے نم آنکھوں کے سنگ اسے نفرت سے پرے دھکا دیا۔

پہلے آفتیں کم تھیں کیا؟ جواب یہ عجیب مصیبت بھی گلے آن پڑی تھیں۔۔۔

جواباً ذرا لڑکھڑا کر پیچھے ہوتے وہ اپنے ماتھے پر آئے بال پیچھے جھٹک گیا۔

اچھا نہیں کیا تم نے مجھے تھپڑ مار کر حیا" بی بی۔۔۔اگر تمھاری اس حیا کو پاش پاش نہ کر دیا تو میرا نام بھی کاشان آصف نہیں۔۔۔"منہ پر ہاتھ پھیر کر کھلے لفظوں میں اسے دھمکاتے ہوئے کاشی کا فشار خون بڑھا، تو حیا نے بھیگتے گال رگڑ کر صاف کیے۔

دل کی دھڑکنیں ڈوب کر ابھری تھیں۔۔۔

"نکلووووو یہاں سے۔۔۔ جسٹ گیٹ لاسٹٹٹٹٹ۔۔۔۔" وہ بدلحاظی سے چلائی۔۔۔ تو کاشی نے اطراف میں دیکھتے ہوئے ضبط سے سر ہلایا۔

پھر ڈھٹائی سے آخری بھرپور نگاہ اس پر ڈال کر وہاں سے پلٹ گیا۔

اسے قدرے پھرتیوں سے دیوار پر چڑھتا

دیکھ۔۔حیا بھی رکتی دھڑکنوں کے سنگ

نیچے جانے کو بھاگی تھی۔۔۔

RJ NOVELIST

کوئی گڈ نیوز ہے ڈاکٹر"

راشدہ۔۔۔؟؟؟کیا۔۔۔کیا میں پریگنینٹ

ہوں۔۔۔؟؟" مقابل کے تاثرات

پرکھے بنا ہی وہ آنکھوں میں چمک لیے

پوچھ رہی تھی۔

گزشتہ روز زیدان کے آفس چلے جانے

کے بعد وہ حفصہ بیگم کو بتا کر اپنی بیسٹ

فرینڈ کے گھر چلی آئی تھی۔ مگر پھر

دعوت اڑانے کے بعد الٹیوں کا

سلسلہ۔۔۔اور پیٹ میں یکدم سے اٹھتی

درد کی طویل شدت نے اسے یہاں آنے

پر مجبور کر چھوڑا تھا۔

اور اب حتمی رزلٹس آچکے

تھے۔۔۔ جنھیں جاننے کو وہ اس پل

حد درجہ بے تاب دکھائی دے رہی تھی۔

جواباً ڈاکٹر راشدہ نے آہستگی سے فائل بند

کرتے ہوئے بڑے ضبط سے حسنہ کی

جانب دیکھا۔

بظاہر خوش باش نظر آنے والی وہ لڑکی اپنے وجود میں کتنا بڑا روگ پالے ہوئے تھی۔۔۔، یہ شاید اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔

"کیا!!! مس حسنہ زیدان عالم۔۔۔ آپ واقعی تیار ہیں اپنے حوالے سے رزلٹس جاننے کے لیے۔۔۔؟؟؟" خود

کو تلخ حقیقت بتانے کے لیے تیار کرتی ہوئیں وہ اس سے بھی پوچھ رہی تھیں۔

"ہنڈرڈ پرسنٹ ریڈی ڈاکٹر"

"راشدہ۔۔۔آپ بتائیے ناں۔۔۔۔"

آپس میں ہاتھ مسل کر جوش سے یقین دہانی کرواتی وہ تو یہ تک سوچ چکی تھی کہ زیدان سمیت باقی گھر والوں کو کب اور کیسے سرپرائز دینا ہے۔۔۔!!

آخر کو درانی خاندان کا پہلا پوتا، پوتی اس دنیا میں آنے والا تھا، اور یہ بات اس کے دل کی مچلتی دھڑکنیں مزید دھڑکا رہی تھی۔

مگر پھر اگلے ہی پل اِس روم میں گونجتی ڈاکٹر راشدہ کی مضبوط آواز نے گویا ہر شے کو آگ لگائی تھی۔

"یُو آر ناٹ پریگنینٹ مس حسنہ

زیدان۔۔۔اور نہ ہی آپ آئندہ کبھی

ہو سکتی ہیں کیونکہ آپ کا وجود بانجھ پن کا

شکار ہے۔۔۔" اچھے ہاسپیٹل سے تعلق

رکھتی ڈاکٹر راشدہ پروفیشنل انداز میں

ٹھہر ٹھہر کر بتاتی صحیح معنوں میں حسنہ

وقاص کے جسم سے اُس کی روح کھینچ گئی

تھیں۔۔۔

جواباً ٹھٹھک کر سکتے کی حالت میں جاتے

ہوئے حسنہ کا گلابی لبوں کو آہستگی سے وا

کرنا بے اختیار تھا۔

"ی۔۔۔یہ آپ کیا۔۔۔؟؟ کیا بکواس ہے

یہ۔۔۔۔؟؟آ۔۔آپ دوبارہ فائل چیک

کریں۔۔۔بہت بڑی غلطی ہوئی ہو گی

آپ سے جھوٹ ہے یہ سب۔۔۔" بے

یقینی سے پوچھتی وہ آخر میں وحشت سے

چلائی۔

جواباً ڈاکٹر راشدہ نے تاسف سے حسنہ کی

بھیگتی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔جس کی

پیشانی بھی اِس حقیقت کے ناقابل

برداشت بوجھ تلے اب نم سی ہو رہی

تھی۔

"دیکھیے مس حسنہ ۔۔۔ میں آپ سے اسی

بے یقینی، ڈر اور بے اختیاری ردِ عمل کی

توقع کر رہی تھی ۔۔۔ ایسے کیسز میں

زیادہ تر خواتین ایسا ہی جذباتی رویہ اپناتی

ہیں ۔۔۔ جیسا کہ اب آپ ۔۔۔ مگر

افسوس کہ سچ یہی ہے جو یہ رپوٹ آپکی

بابت لفظ بہ لفظ بیان کر رہی

ہے ۔۔۔ درحقیقت آپ میں وہ مین

پارٹس سرے سے ہی موجود نہیں ہیں جو
ایک بچے کی پیدائش کے لیے بہت
ضروری ہوتے ہیں۔۔۔ایم سوری ٹو
سے۔۔۔ بٹ اس بانجھ پن کے ساتھ
اب آپ کبھی بھی ماں نہیں بن
سکتیں۔۔مزید یہ کہ اس بہترین ہاسپٹل
کو چھوڑ کر آپ کہیں بھی چلی
جائیں۔۔۔فائنل رزلٹس آپکو یہی دیکھنے

کو ملیں گے۔۔۔" وہ لیڈی ڈاکٹر ایک

ایک بات اس کے سامنے کھول کر رکھتی

ہوئی کتنے اعتماد سے اس کی ذات کی

دھجیاں اڑا رہی تھی ناں۔۔۔

چھٹتے دل کو سنبھالنے کی ناکام کوشش

کرتی ہوئی حسنہ بے اختیار سسکی۔

پھر تواتر سے بہتے آنسوؤں کے سنگ
لرزتے ہاتھوں سے سامنے پڑی اپنی
بربادی (فائل) کو تھام گئی۔
اسے لفظ لفظ ٹٹولتے دیکھ ڈاکٹر راشدہ
نے اس کے بھیگتے چہرے پر صدمے کے
ساتھ بڑھتی بے چینی کو بھی صاف
محسوس کیا تھا۔

اگلے ہی پل حسنہ خائف سی ہوتی فائل کو گویا کوئی زہریلا سانپ سمجھ کر دور پھینک چکی تھی۔۔

!!! یہ سب کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔۔

اس قدر کڑوی حقیقت۔۔۔ جس کا وہ کبھی تصور میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔

"ک۔۔ کیا یہ بدترین سچ بدل نہیں سکتا

ڈاکٹر۔۔۔۔؟؟؟" شدت سے دکھتی

کنپٹیوں میں انگلیاں دھنساتی وہ سسکی
روک کر قدرے وحشت سے پوچھ رہی
تھی۔

ایک کھوکھلی عورت کی زندگی کیا ہوتی
ہے۔۔؟؟ یہ سب اس سے پوشیدہ تو ہرگز
نہیں تھا۔

فی الحال تو ناممکنات میں سے ایک نظر "
آرہا ہے یہ۔۔۔۔" اس کی سرخ آنکھوں

میں دیکھ کر بولتے ہوئے ان کا انداز قطعیت بھرا تھا۔

حسنہ نے شدتِ بے بسی تلے سختی سے نچلا لب کچلا۔

وہ تو سر تا پیر پرفیکٹ لڑکی تھی۔۔ پھر اِس بدتر محرومی کے ساتھ کیسے جی سکتی تھی بھلا۔۔۔۔؟؟؟

اِس۔۔۔اِس دنیا نے ہی اسے جینے نہیں دینا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بری ہوتی حالت پر معاً ڈاکٹر راشدہ نے جگ سے پانی، گلاس میں انڈیل کر حسنہ کے قریب کیا۔۔۔جسے نظر انداز کرتی وہ پھٹتے دماغ کے ساتھ آنکھیں موند گئی۔

کبھی وارث نہ دینے کی صورت میں

اگر۔۔اگر زیدان عالم کی دوسری شادی

کروادی گئی یا پھر خود اس کے شوہر نے

بدظن ہو کر اسے چھوڑ دیا تو۔۔کیا وہ یہ

بھاری ستم برداشت کر پائے

گی۔۔۔؟؟؟

مٹھیاں بھینچتے ہوئے منفی سوچیں

شدت سے حسنہ وقاص پر حملہ آور ہوئی

تھیں۔

نہیں۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔!!! جواباً

سلگتا دل زوروں سے چیخا تھا۔

طنز کے وہ گہرے نشتر۔۔۔

اس کے کھوکھلے وجود کا مذاق اڑاتی ہوئیں

لوگوں کی سنگین نگاہیں۔۔۔

اور۔۔۔اور سب سے بڑھ کر اسکی بربادی پر زہریلی ہنسی ہنستی اس کی بڑی بہن حیا وقاص۔۔۔۔

!!! اففف۔۔۔۔۔

ضبط ٹوٹنے پر حسنہ بگڑے تنفس کے ساتھ جہاں پٹ سے آنکھیں کھول گئی تھی۔۔۔وہیں اس کے ذہن میں زور کا ہوتا جھماکا اسے چونکا گیا۔

یہ سوچ اسے پہلے کیوں نہیں آئی

تھی۔۔۔؟

!

ڈاکٹر راشدہ اسی کے پل پل بدلتے

تاثرات بغور دیکھ رہی تھیں۔۔۔جب

حسنہ نے سرخ نم چہرے پر ہاتھ پھیر کر

ان کی طرف دیکھا۔

مگر مجھے بہت کچھ نظر آرہا ہے ڈاکٹر"

راشدہ۔۔۔بد قسمتی سے اگر عورت

بانجھ پن کا شکار ہو جائے تو یہ معاشرہ اس
کی خوشگوار زندگی تلخیوں سے بھر دیتا
ہے۔۔۔ لیکن اگر ایک مرد اسی محرومی کا
شکار ہو جائے تو نہ صرف اس کے عیب
کی پردہ پوشی کی جاتی ہے، بلکہ اس کی تلخ
زندگی کو بھی سب کے سامنے خوشگوار بنا
کر پیش کیا جاتا ہے۔۔۔۔" بتاتے ہوئے

اس کے بھیگے لہجے میں سختی کے سنگ تمسخر بھی سمٹ آیا تھا۔

اوراب میں بھی کچھ ایسا ہی چاہتی" ہوں۔۔۔چاہتی ہوں کہ میرے عیب کے پر خچے اڑانے کی بجائے میرے شوہر کے عیب کی پردہ پوشی کی جائے۔۔ایک جھوٹ کی بدولت اس کی ہونے والی تلخ زندگی کو خوشگوار بنا کر پیش کیا

جائے۔۔اور اس سب میں مجھے آپ کی

مدد درکار ہے۔۔۔"آنکھوں کی بڑھتی

ہوئی سرخی کے سنگ مزید بولتی ہوئی وہ

اپنے مطلب کے لیے زیدان عالم درانی

سے بے وفائی تک کرنے کو تیار تھی۔

"م۔۔میری مدد۔۔۔؟؟کیسی"

مدد۔۔۔؟؟"اس کی بات کے نتیجے میں

حیران ہونے کی باری اب ڈاکٹر راشدہ کی تھی۔۔۔

"زیادہ کچھ نہیں۔۔۔۔ بس آپ کو ایک عدد فیک رپوٹ بنانا پڑے گی۔۔۔ میرے شوہر کے سامنے میرے ہی حق میں جھوٹی گواہی دینا ہو گی۔۔۔اور اتنی سی مدد کے لیے میرے خیال سے دو لاکھ روپے کا معاوضہ کافی ہو گا آپکے لیے

ڈاکٹر راشدہ فیضان۔۔۔۔!!!" لالچ

دیتے لہجے میں بولتی ہوئی وہ نم آنکھوں

کے ساتھ بڑے ضبط سے مسکرائی۔۔۔تو

چہرے کی بدلتی ہوئی رنگت کے سنگ

ڈاکٹر راشدہ کی نگاہوں میں بھی حسنہ

وقاص کے خلاف صاف باغی پن

اتر آیا۔۔۔۔

زلیخا۔۔۔بیٹا وہ۔۔۔ بلقیس آپا نے"
تمھارے لیے ایک رشتہ بتایا ہے
مجھے۔۔۔لڑکا ویل ایجوکیٹڈ
ہے۔۔۔ جاب کرتا ہے۔۔۔اچھے خاندان
سے ہے۔۔۔ گڈلوکنگ، خوش مزاج اور
سب سے بڑھ کر کنوارا ہے ابھی

تک۔۔۔عمر میں تم سے ایک سال چھوٹا ہی ہو گا بس۔۔۔۔" وہ اپنے کمرے میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہی تھی، جب اسکے پاس بیٹھتی حفصہ بیگم نے کچھ جھجک کر بات کا آغاز کرتے ہوئے۔۔۔بڑے ناپ تول کر الفاظ ادا کیے تھے۔

آہاں۔۔۔اور نیچ کی بات کیا ہے"

امی۔۔۔؟؟وہ بھی بتایئے ذرا۔۔۔آخر کو

وہ کنوارا لڑکا بھلا کیوں ایک سات سالہ

بچے کی ماں سے شادی کرنے کو رضامند

بیٹھا ہے۔۔۔" لیپ ٹاپ سے توجہ

ہٹاتی زلیخا نے بنا لگی پٹی کے جواب مانگا تو

حفصہ بیگم پل بھر کو گڑبڑا سی گئیں۔

"ا۔۔اسے ماں اور بچے دونوں کو اپنانے

سے کوئی اعتراض نہیں

ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ لیکن وہ بس اتنا چاہتا

ہے کہ گھر داماد بننے کے ساتھ ساتھ

تمھارے نام کی پراپرٹی میں بھی برابر کا

حصے دار بن جائے۔۔اور اس میں کوئی

برائی بھی نہیں ہے۔۔اس کا ہو یا پھر

تمھارا بات تو ایک ہی ہو گی ناں۔۔۔۔"

بتاتے ہوئے آخر میں حفصہ بیگم کی آواز

زلیخا کی بدلتی نگاہیں دیکھ بے حد دھیمی

پڑی تھی۔

"بس اتنا ہی۔۔۔؟؟؟فوراً سے پہلے
انکار کر دیجیے آپ اسے۔۔۔لالچی اور
دھوکے بازوں سے شدید ترین نفرت
ہے مجھے۔۔۔ایسے لوگوں کی میری زندگی
میں کوئی جگہ نہیں ہے اور یہ بات آپ
اچھے سے جانتی ہیں امی۔۔۔۔"تمسخر
سے پوچھتی وہ آخر میں لیپ ٹاپ کو بند
کرتی چیخ سی گئی۔

توکیا تم ساری زندگی ایسے ہی نکال دو "

گی۔۔۔ کبھی اپنا گھر نہیں بساؤ

گی۔۔؟؟ دل جلتا ہے میرا زلیخا۔۔۔ دل

جلتا ہے جب جب میں اپنی بیٹی اور نواسے

کی زندگی سے جڑی اس بڑی محرومی کے

بارے میں سوچتی ہوں۔۔۔اور تم بھی یہ

بات اچھے سے جانتی ہو۔۔" اس کا

کندھا تھام کر بولتی ہوئی حفصہ بیگم بھی

شدتِ بے بسی تلے تپ کر بولی تھیں۔

وہ گھر چل کر آئے کتنے ہی رشتے بے

دھڑک ٹھکرا چکی تھی۔۔۔۔

اگر تم کسی سے محبت کرتی ہو تو بھی بتا"

دو۔۔۔" وہ مزید گویا ہوئیں تو زلیخا نے

چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

محبت۔۔۔۔۔!!!!

سالے۔۔۔وہ پھنسانے کے"

نہیں۔۔۔فقط محبت کے قابل

ہے۔۔۔سنا تُو نے۔۔۔شی از کیپ ایبل

جسٹ فار لوَ ڈیمٹ۔۔۔۔" معاً فائق کی

دھاڑتی آواز سماعتوں میں اترتی ہوئی پل

بھر کو زلیخا کے دل کی دھڑکنیں چھیڑ گئی

تھی۔

اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات بغور

دیکھتے ہوئے حفصہ بیگم نے اپنی نم

آنکھوں کو جھپکا۔

"آپ فکر نہیں کریں امی۔۔۔جس دن

مجھے کوئی شخص سچ میں میرے اور حمزہ

کے قابل لگا۔۔۔تو میں بنا دیر کیے اس

کے ساتھ اپنا گھر بسا لوں گی۔۔۔۔"

قدرے مضبوط لہجے میں بولتی ہوئی زلیخا

عالم درانی یہ بات بخوبی جانتی تھی کہ وہ

حمزہ سمیت اپنے ماں باپ پر ہرگز بوجھ

نہیں تھی۔۔۔

مگر ایک کسک ضرور تھی جو دلوں میں

پنپتی ہوئی اس بڑی محرومی کا احساس

شدت سے دلاتی تھی۔۔۔اور بار بار

دلاتی تھی۔۔۔

وہ ہاتھ میں چیزی پیزے کا شاپر پکڑے ہوئے شکست خوردہ سا گھر واپس آیا تھا۔

ہال میں لگی گھڑی سکوت میں ٹک ٹِک کرتی ہوئی اس پل رات کے سوا بارہ بجا رہی تھی۔

رمیض گہرا سانس بھرتا ہوا سیدھا کچن کی جانب بڑھا۔

پھر شاپر میں سے پیزے کا ڈبہ نکال کر
فریج میں رکھتا ہوا۔۔۔ ٹھنڈے پانی کی
بوتل پکڑے شیلف کی طرف آیا۔
شیشے کے گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے
اس کا موڈ مزید خراب سا ہوا تھا۔
پولیس میں کمپلین درج کروانے کے
باوجود بھی اب تک ان بدذات غنڈوں
کی کوئی خبر ہاتھ نہیں لگی تھی۔۔۔

شاید وہ سارا کچھ لوٹ کر اُسی وقت کراچی شہر سے فرار ہو چکے تھے۔

دو گھونٹ میں ہی سارا پانی پی کر رمیض نے گلاس شیلف پر پٹخنے کے سے انداز میں رکھا۔

وہ چاہ کر بھی اپنی اور حیا کی بے گناہی کو سب کے سامنے ثابت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

ثابت نہیں کر پا رہا تھا کہ یہ کسی کی گہری
سازش تھی۔۔۔

"بیٹا۔۔۔جو کچھ بھی برا ہونا تھا سو
ہو چکا۔۔۔اب خود کو ماضی کے بھاری
بوجھ سے آزاد کر دو اور زندگی میں آگے
بڑھو جیسے سب بڑھ چکے ہیں۔۔۔"
بے چینی سے بالوں میں ہاتھ چلاتے

ہوئے اس کی سماعتوں میں عالم صاحب کا

نرم لہجہ شدتوں سے گھلا تھا۔

آج وہ ریسٹورنٹ اس سے ملنے

کم۔۔ سمجھانے زیادہ آئے تھے۔۔۔

اِس تیزی سے بھاگتے وقت کے دوران
وہ کم از کم دو بار حفصہ بیگم سے بھی فون
پر مختصراً بات چیت کر چکا تھا۔۔۔

"فقط کہنا یا تصور میں سوچنا آسان ہے
بابا۔۔۔ کرنا ہرگز نہیں۔۔۔" وہ ہنوز
بضد تھا۔

"اگر انسان چاہے تو ناممکن کو بھی ممکن
بنا دیتا ہے بیٹا۔۔۔ تم ایک بار دل سے
ارادہ تو کر کے دیکھو۔۔۔" وہ باپ تھے سو
دوبدو جواب حاضر تھا۔

"تو پھر بنا کسی ثبوت کے آپ بھی مان
لیں۔۔۔ مان لیں کہ میں حیا کو اسکی شادی

والے دن اپنے ساتھ بھگا کر نہیں لے گیا

تھا۔۔۔جو بھی ہوا تھا وہ سب حادثہ

تھا۔۔۔یا پھر کسی انجانے دشمن کی گہری

چال۔۔۔مگر ہم بے قصور تھے۔۔۔کسی

اور کا نہ سہی، مگر ان سنگین حالات میں

مجھے کم از کم آپ کا یقین چاہیے بابا۔۔۔"

چہرے پر ہاتھ پھیر کر کچن سے باہر نکلتے

ہوئے رمیض کو اپنا ٹوٹا ہوا بے بس سا

لہجہ یاد آیا تھا۔۔جب وہ نم آنکھوں سے ملتجی ہوتا خود کے ساتھ ساتھ عالم صاحب کو بھی قدرے افسردہ کر چکا تھا۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔مان لیا کہ تم دونوں بے قصور ہو۔۔۔ مگر مجبور میں بھی ہوں۔۔۔زیدان کے ساتھ جو اتنی بڑی زیادتی ہوئی ہے اس کی وجہ سے مجھے اپنے

چھوٹے بیٹے کا بھی ساتھ دینا ضروری ہے

رمیض۔۔۔ خیر میں کوشش کروں گا کہ

جلد از جلد تمھیں ایک شاندار فلیٹ لے

دوں۔۔۔ موجودہ حالات کے تحت یہی

مناسب ہے۔۔۔" چوڑا کندھا تھپتھپا کر

اسے یقین کی ڈور تھمانے کے ساتھ

ساتھ عالم صاحب نے اپنی مجبوریوں سے

آگاہ کرنا بھی ضروری سمجھا تھا۔

شاید بگڑے معاملات سنورنے کا وقت ابھی بہت دور تھا۔۔۔

"فی الحال تو نانی جان کے گھر میرا اور حیا کا گزارا ہو رہا ہے۔۔۔ لیکن کل کو اگر فلیٹ لینے کی ضرورت پڑی بھی تو وہ میں خود

سے مینج کر لوں گا۔۔ریسٹورنٹ کا اونر

ہوں۔۔۔اب اتنا باصلاحیت تو ہو ہی چکا

ہوں میں۔۔۔۔" پل بھر کو لب بھینچ کر

سر کو جنبش دیتے ہوئے اپنے باپ کی

مجبوریوں کو سمجھتا وہ آخر میں مسکرا کر گویا

ہوا تھا۔۔۔

نتیجتاً اس کی جانب دیکھتے عالم صاحب خود

بھی مسکرا دیئے تھے۔۔۔

سست روی سے چلتے ہوئے رمیض اپنے
کمرے کے سامنے آرکا۔۔

پھر سوچوں سے سر جھٹک کر آہستگی سے
دروازہ کھولتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

سامنے ہی وہ بیڈ پر اس کی جانب پیٹھ کیے
سو رہی تھی۔۔۔

ایسے میں سوٹ کے ہم رنگ دوپٹے کو خود پر اچھے سے پھیلا کر سونا۔۔۔ گہری نیند میں بھی اس کی احتیاط کو اچھے سے واضح کر رہا تھا۔۔۔

انتہائی کمزور سی احتیاط کو۔۔۔

رمیض نے تاسف سے سر ہلایا۔۔۔

"چلو یہ بھی مان لیتا ہوں کہ تمھیں اس
چیز کی قطعی کوئی ضرورت نہیں
ہے۔۔۔ مگر اپنی بیوی کو اگنور کرنے کی
بجائے اس پر توجہ دینے کی تو خاصی
ضرورت ہے ناں تمھیں بیٹے۔۔۔جب
ہمارے کہنے پر اِس سفر کا انتخاب کر ہی
چکے ہو تو پھر منزل تک پہنچنے میں کیا

قباحت ہے بھلا۔۔۔؟! میری خاطر

ایک بار ایسا بھی کر کے دیکھ لو۔۔۔۔۔"

سماعتوں میں گھلتی عالم صاحب کی قدرے

مان بھری ملتجیانہ آواز نے رمیض کو

ناچاہتے ہوئے بھی حیا کی جانب لپکنے پر

مجبور کیا تھا۔

جہاں وہ اس کے آنے سے پہلے ہی سو جایا کرتی تھی،، وہیں خود کی لائٹ جلا کر سونے کی عادت سے بھی واقف کروا چکی تھی۔۔۔۔

اس کے پاس آکر رکتا رمیض اگلے ہی پل اپنی ہتھیلی بیڈ کراؤن پر مضبوطی سے ٹکاتا ہوا ذرا سا اس پر جھکا تھا۔۔۔

حیا کے بے داغ چہرے کی سائیڈ کو بغور
تکنے کی جرات کرتے ہوئے اس کی
آنکھوں کی سرد سیاہی گہری ہوئی
تھی۔۔۔۔جب نیند میں ہی کروٹ چھوڑ
کر سیدھی ہوتی ہاتھ پیٹ پر رکھ گئی۔

پلنگ جھپکائے بنا وہ ہنوز اسی کا دمکتا چہرہ
یک ٹک گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

نقوش میں معصومیت کی کشش سمیٹے
بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھی۔۔۔

آہستگی سے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے
گال کو چھونے کی گستاخی کرتے ہوئے

جہاں رمیض عالم درانی کا دل دھڑک اٹھا تھا۔۔۔وہیں گال پر ہوتی سرسراہٹ کے سبب۔۔۔ننھی پیشانی پر پڑتی تیوری حیا کے نیند میں بھی بے چین ہونے کا پتہ دے گئی تھی۔

مسکراہٹ دبا کر سرعت سے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے رمیض عالم درانی نے بھلا

کہاں سوچا تھا کہ وہ روزینہ کے علاوہ کسی اور عورت کو بھی ایسی نگاہ سے دیکھے گا۔۔۔

مگر وہ عورت اس کی شریعی بیوی "تھی۔۔۔" حیا کو واپس سے پر سکون ہوتا دیکھ رمیض کے دل نے ٹھوس جواز پیش کیا تھا۔

لیکن اگر یہ بھی محبت کا دیا روشن "

ہونے کے بعد بے وفا نکلی تو۔۔۔؟؟؟"

بے اختیار دماغ نے کھلبلی سی مچائی۔

مگر اُس میں اور اِس میں تو زمین آسمان کا "

سا فرق تھا۔۔۔

انداز۔۔۔

لباس۔۔۔

عادات۔۔۔

لب و لہجہ۔۔۔

فطرت۔۔۔

کچھ۔۔۔کچھ بھی تو ایک جیسا نہیں

تھا۔۔۔"اس کے نقوش تکتے ہوئے دل

صاف صاف بغاوت پر ہی تو اتر رہا تھا۔۔۔

ماسوائے اِس ایک کمی کے۔۔۔حیا“

رمیض عالم درانی کی پہلی محبت وہ نہیں

بلکہ اسکا چھوٹا بھائی تھا۔۔۔”بڑی خامی

بتاتا دماغ گویا دل پر طنز کا نشتر پیوست کرتا

ہوا ہنسا تھا۔

”افففف۔۔۔۔“ بے اختیار رمیض سرعت سے پیچھے قدم لیتا مٹھیاں بھینچ گیا۔

”اگر وہ ٹوٹا بکھرا شخص اپنا دردناک ماضی بھلانے کی کوششوں میں تھا،، تو کیا وہ نازک سی لڑکی،،، ایک بیوی ہو کر شوہر کی محبت ملنے پر اپنا ہر دکھ نہیں بھلا سکتی

تھی۔۔۔؟؟؟" چل کر اپنی جگہ پر (بیڈ

کے دوسری طرف) آتے ہوئے دل کی

دہائیاں ہنوز زوروں پر تھیں۔۔۔

"اگر ایسا ہے تو پھر۔۔۔یہ بھی آزما کر دیکھ

لو۔۔۔آگے تمھاری قسمت۔۔۔یا پھر حیا

وقاص کی فطرت۔۔۔۔" جھنجھناتا ہوا

دماغ دوٹوک سناتا جہاں ایک دم ہی ٹھنڈا

ہوا تھا۔۔۔وہیں رمیض عالم درانی بڑے

استحقاق سے حیا کی جانب کروٹ لے کر

لیٹتا ہوا، بیچ میں باڑ بنے تکیے کو دبوچ

گیا۔۔۔

اس دوران کسی کی نگاہوں کی گہری تپش

بھی حیا کی پکی نیند میں کوئی ہلچل نہیں مچا

پائی تھی۔۔۔

"آنکھوں سے شروع ہو کر
کہانی الفت تک جا پہنچی؛
جب ہم کو ہوش آیا تو بات
شروعاتی محبت تک جا پہنچی۔۔۔"

RJ NOVELIST

ہاں تو پھر بتاؤ مجھے ڈارلنگ تمھارے لیے"
کس کلر کی شرٹ لوں۔۔۔۔؟؟؟ گرے
یا بلیک۔۔۔۔؟؟؟ مجھے تو گرے والی
زیادہ اچھی لگ رہی ہے۔۔۔ تم پر بہت
سوٹ کرے گی۔۔۔۔" مہنگے مال سے خود
کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کرنے کے
بعد اب وہ جینٹس بوتیک میں

کھڑی، موبائل فون پر ہیری سے اسکی

چوائس پوچھ رہی تھی۔

شرٹس کی پِکس وہ پہلے ہی اسے واٹس

ایپ کر چکی تھی۔

"بلڈی ریڈ کلر۔۔۔۔ریئلی ہاٹ۔۔۔۔"

دوسری طرف وہ جواب دینے ہی والا تھا

جب۔۔۔نیچ کے سامنے اسکی مضبوط

عریاں باہوں میں نیم دراز اِیما نے ہولے سے اس کے کان میں خمار زدہ سرگوشی کی۔۔۔

"آاا۔۔جانِ من وہاں پر بلڈی ریڈ کلر کی شرٹ دیکھو ناں۔۔یو ناؤ آئی لائیک اِٹ بیڈلی۔۔۔۔" اِیما کی دلچسپ مسکراہٹ کو دیکھ کر شستہ انگریزی میں

بولتا ہوا وہ کسی اور کی پسند کو اپنی پسند جتا

رہا تھا۔

بلڈی "

ریڈ۔۔۔۔؟؟؟اوہ۔۔او کے۔۔میں دیکھتی

ہوں۔۔۔ایکسیوز می۔۔۔۔!!! "اسپیکر

سے اُبھرتے خوشگوار فرمائشی لہجے پر

روزینہ پل بھر کو چونکتی سنبھلی۔ پھر

نگاہیں دوڑاتی سیل مین کو مخاطب کرنے لگی۔۔۔

انداز میں کچھ حیرت بھی تھی۔۔۔

اس کا شوہر بھلا کب سے خود کے لیے یہ رنگ پسند کرنے لگا تھا۔۔۔۔؟؟؟

ہیری کی طرف سے گفٹ ملی ڈائمنڈ کی رِنگ کو انگوٹھے تلے مسلتی اِیما۔۔۔نیم

عریاں لباس میں آتے جاتے رہائشی
لوگوں کو دیکھتی اب بے زار ہونے لگی
تھی۔

اگلے ہی پل اس نے ہیری سے موبائل
جھپٹ کر کال کاٹنے کی ناکام کوشش کی
تھی۔

نوایما۔۔۔۔۔۔۔۔۔" بے اختیار ہیری"
نے ذرا پیچھے ہوتے ہوئے دبی آواز میں

اسے آنکھیں دکھائیں۔۔۔تو دوسری

طرف سماعتوں سے ٹکراتی اپنے شوہر کی

مدھم تنبیہی پر روزینہ ٹھٹھک سی گئی۔

نتیجتاً اِیما منہ بسورتی ہوئی اسی کے کندھے

سے جا لگی تھی۔

ہیری۔۔۔؟ تم نے ابھی ابھی کیا"

بولا۔۔۔؟؟اِیما۔۔۔!!اِیما کا نام لیا ناں

تم نے ابھی۔۔۔۔؟؟؟میں نے

سنا۔۔۔۔" روزینہ قدرے حیرت سے

مشکوک ہوتی پوچھ رہی تھی۔۔۔

وہ تو بزنس ٹور پر آیا ہوا تھا ناں۔۔۔۔

ہیری پل بھر کو ہڑبڑا کر اِیما کی شیطانی

ہنسی کو گھورتا ہوا فوراً سے پہلے سنبھلا۔

"واٹ اِیماااا۔۔۔۔۔؟؟؟نووو سوئیٹ"

ہارٹ۔۔۔میں نے تو فون پر تمھیں

فلائنگ کس دی ہے یار۔۔۔لائیک

دِس۔۔۔اُممماااا۔۔۔۔۔۔"قدرے

شاطری سے وہ روزینہ کی آنکھوں میں

اپنی نام نہاد محبت کی دھول جھونک کر پل

میں اسے خود سے مطمئن کر گیا۔۔۔

اس دوران سیل مین بھی مطلوبہ رنگت

کی شرٹ سامنے رکھ چکا تھا۔

"آااا ڈارلنگ۔۔۔۔۔مائے

میسٹیک۔۔۔اُممماااایو ٹو۔۔۔۔۔۔۔"خود کو

مل رہے اِس قدر بڑے فریب سے

قدرے انجان روزینہ نے جہاں شیریں

محبت کا جواب محبت سے دیا

تھا۔۔۔وہیں اپنی مکاری پر کمینگی سے

مسکراتا ہوا ہیری جل چکی اِیما پر اپنی

گرفت مضبوط ترین کر گیا۔۔۔

RJ NOVELIST

قدرے سختی سے کَسی ہوئی مٹھی کو بار بار اپنی شکن آلود پیشانی پر مارتا ہوا وہ کس حال میں آفس آیا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔۔۔

بھینچی ہوئی آنکھوں کی گہری سرخی اِس
پل اس کے اندر شدت سے لگی آگ کا پتا
دے رہی تھی۔

اگر آج دبئی کے کلائنٹس کے ساتھ حد
سے زیادہ ضروری میٹنگ فکس نہ ہوئی
ہوتی تو۔۔۔شاید وہ کبھی۔۔۔ کبھی بھی

خود کی غیر ہو رہی حالت پر یہاں نہ

آتا۔۔۔

ز۔۔زیدان۔۔۔مجھے آپ سے کچھ کہنا"

ہے۔۔۔کچھ بہت

ضروری۔۔۔آپ۔۔۔آپ پلیز ہمت

سے میری یہ بات سنیے گا۔۔۔کیونکہ مجھے

علم ہے کہ اس سب کے لیے بہت حوصلے

کی ضرورت پڑے گی۔۔۔۔۔" وہ آفس

نکلنے کے لیے نک سک سا تیار تھا، جب

اس کے سینے پر آہستگی سے ہاتھ جماتی

ہوئی کتنی پریشانی سے بولی تھی ناں

وہ۔۔۔۔

"تم بولو ناں جانم۔۔۔فقط تمھاری ہی تو

سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہوں

میں۔۔۔۔" معاً اُسکو نازک کمرے

تھامتے سمے زیدان کو اپنا شوخ سا میٹھا لہجہ

یاد آیا تھا۔۔

"ہماری رپورٹس کے فائنل رزلٹ آچکے

ہیں۔۔۔۔" پریشانی کے سنگ اب کہ

حسنہ کی بے چینی بھی بڑھی تھی۔۔۔

ہاں۔۔۔ہاں ویک اینڈ پر دورانِ سیر و

تفریح، اسکی بیوی اچانک ہونے والی

طبیعت خرابی کے سبب نہ صرف اسے

اپنے ساتھ اچھے ہاسپیٹل لے گئی تھی بلکہ

حد درجہ ضد کر کے۔۔۔ محبت کی قسمیں

دے دلا کر۔۔۔خود کے ساتھ ساتھ اُس

کا پرسنل ٹیسٹ بھی وہاں موجود میل

ڈاکٹر سے کروا چکی تھی۔۔۔

ورنہ تو وہ کبھی بھی ایسے نت نئے جھمیلوں میں نہیں پڑا تھا۔۔۔

"تو۔۔۔؟؟؟" آنکھوں میں چمک لے کر پوچھتے ہوئے وہ کسی خوشخبری۔۔۔کسی خوشگوار سرپرائز کی توقع کر رہا تھا،

اسکے خود کے ساتھ ساتھ اب تو باقی گھر والے بھی تیزی سے بیت رہے وقت کے سنگ کسی ایسی ہی خوشگوار اطلاع کے منتظر تھے۔۔۔

مگر۔۔۔۔!!!!

تو یہ کہ ۔۔۔ پچھلے کئی دنوں سے جس"

بات کا مجھے اور ڈاکٹرز کو ڈر لاحق

تھا،، وہی ہوا ہے۔۔۔ رپورٹس کے

مطابق۔۔۔۔ میں تو ماں بن سکتی

ہوں،،، م۔۔ مگر آپ۔۔۔ آپ میں

ایک۔۔ باپ بننے کی صلاحیت سرے سے

ہی موجود نہیں ہے زیدان۔۔ یو آر اِن

کمپلیٹ مین۔۔۔۔۔" حسنہ وقاص ننم

آنکھوں کے ساتھ زیدان عالم درانی کو بے یقینی تلے ساکت کرتی ہوئی۔۔۔اس کے سر پر پورے گھر کی چھت ہی تو گرا گئی تھی۔

معاذ زیدان نے ماتھے پر زور کی ضرب لگاتے ہوئے ضبط کھونے پر جھٹکے سے انگارہ آنکھیں کھول لیں۔۔۔

مگر سلگتی یادیں یادداشت میں ہنوز بہتی ہوئی اسے گہری اذیت سے دوچار کر رہی تھیں۔۔

ہاؤ ڈیر یُو۔۔۔ ہمت کیسے ہوئی تمھاری" مجھ سے ایسا۔۔ ایسا چیپ گھٹیا مذاق کرنے کی۔۔۔ ؟؟؟ مجھے سچ بتاؤ حسنہ

وقاص۔۔۔ صرف سچ۔۔۔؟؟" ہوش میں آکر اسے کندھوں سے جھٹکتا جیسے وہ پاگل سا ہوا تھا۔۔

ساری نرمی پل میں مفقود ہوئی تھی۔

"آپ کے سر کی قسم زیدان،،، ہماری محبت کی قسم جو کچھ میں نے بتایا وہی سچ

ہے۔۔ بالکل سچ۔۔۔" اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بھیگتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہتی وہ اس کے دماغ کی رگیں ہلا گئی تھی۔

سوچتے ہوئے زیدان نے طیش سے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔۔۔

لیکن اگر پھر بھی آپ کو میری کہی"
باتوں پر یقین نہیں آرہا تو آپ یہ رپورٹس
چیک لیں۔۔۔خود جا کر ڈاکٹرز سے اپنی
اس محرومی کے بارے میں پوچھ لیں۔۔یا
پھر کسی بھی نئے پرانے ہاسپیٹل میں جا کر
کنفرم کروا لیں۔۔۔بخدا فائنل رزلٹس
آپ کو ایک سے ہی ملیں گے کیونکہ آپ
کا یہ مرض لاعلاج ہے زیدان۔۔لاعلاج

ہے یہ مرض۔۔۔۔"بند کمرے میں رو کر
مزید سچ اگلتی ہوئی وہ فائل ہاتھ میں دیتی
کیسے بے دردی سے اس کی مردانگی کی
دھجیاں بکھیر رہی تھی ناں۔۔۔
اس قدر بے دردی سے کہ زیدان عالم
درانی کو دو پل کے لیے اپنے ہی وجود سے
شدتوں کی گھن محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"امپاسیبل۔۔۔یہ۔۔۔یہ سب کیا ہو گیا ہے میرے ساتھ۔۔۔م۔۔میں پاگل ہو جاؤں گا۔۔۔آئی سوئیر میں کچھ غلط کر بیٹھوں گا۔۔۔" وہ ضبط سے نم ہوتی انگارہ آنکھیں اپنی بابت لکھے روگ پر زیادہ دیر تک جما ہی نہیں پایا تھا۔۔

ڈاکٹرز سے بھی وہ گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی پرسنلی کنفرم کروا چکا تھا۔۔۔

آخر یہ۔۔۔یہ کیسی انہونی ہوئی تھی اس کے ساتھ۔۔۔ ہمم۔۔؟؟

!! وہ تو بالکل پرفیکٹ مرد تھا ناں۔۔۔

تو پھر ایسی بدتر محرومی کیوں۔۔۔؟؟؟آخر کیوووں۔۔۔؟؟؟

شدت سے دکھتی کنپٹیوں کو ہتھیلیوں تلے مسلتے ہوئے وہ گہرے سانس لیتا ہوا گویا خود کی ہی توہین محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"کہیں اسے حیا وقاص کی بددعا تو نہیں کھا گئی تھی۔۔۔؟؟؟" سرخ چہرے پر

ضبط سے ہاتھ پھیرتا ہوا زیدان

چونکا۔۔۔

ہاں شاید۔۔۔!!! دل و دماغ نے جیسے

تائید کی تھی۔

سر۔۔۔؟؟؟" بالوں کو مٹھی میں"

جکڑے وہ مزید گہرائیوں میں اترنا چاہ رہا

تھا،، جب دروازہ ناک کر کے بلا جھجک
اندر داخل ہوتا فائق اسے ٹھٹھک کر
سیدھا بیٹھنے پر مجبور کر گیا۔
"ہوں۔۔؟؟ کہو سن رہا ہوں۔۔۔۔"
قدرے ناگواری سے اسے دیکھ کر ٹائی
صحیح کرتے ہوئے زیدان رکھائی سے
بولا۔۔۔

شاید وہ فارن کلائنٹس سے ہونے والی میٹنگ کے لیے ہی اسے بلانے آیا تھا۔۔۔

سر آپ کو بتانا تھا کہ۔۔۔۔"فائق اس" کے تنے چہرے کو بغور دیکھتا ہوا نرمی سے بول رہا تھا، جب وہ سرعت سے اس کی بات کاٹ گیا۔۔۔

ہاں تو پھر۔۔۔آ گئے دبئی سے"

کلائنٹس۔۔۔؟؟ میٹنگ کے لیے سب

ریڈی ہے۔۔۔؟؟؟" سیٹ سے

کھڑے ہوتے ہوئے وہ تندہی سے سامنے

پڑی فائل بھی اٹھا چکا تھا۔

"نو سر۔۔۔ایکچویلی وہ کلائنٹس آج نہیں

آ رہے۔۔۔اَن فارچونیٹلی عین وقت پر

ہی وہ فلائٹ کو اپنے کسی پرسنل ایشو کی

وجہ سے کینسل کر چکے ہیں۔۔۔۔۔"

فائق نے پل بھر کو لب بھینچ کر بات

بتائی تو زیدان نے چونک کر اسکی جانب

سخت نظروں سے دیکھا۔

"واٹ۔۔۔۔؟؟اور یہ کب کی بات

ہے۔۔۔؟؟کب انفارم کیا انھوں نے

تمھیں اس بارے میں۔۔۔؟؟؟" فائق

واپس ٹیبل پر پٹختے ہوئے زیدان غصے سے اس کی طرف آتا پوچھ رہا تھا۔۔

مینیجر کمال کے چلے جانے کے بعد اب زیادہ تر کام وہی تو سنبھال رہا تھا۔

نتیجتاً اپنے چھوٹے باس کے تیوروں پر فائق کا چہرہ ناچاہتے ہوئے بھی سپاٹ ہوا۔

"آلموسٹ دو گھنٹے ہو چکے ہیں اس بات کو سر۔۔۔۔" بنا گھبرائے بتاتا وہ ہاتھ پشت پر باندھ چکا تھا۔

تو کیا تم مجھے یہ بات پہلے نہیں بتا سکتے"

تھے یُو ڈیمٹ۔۔۔ ہمم۔۔۔؟؟" زیدان

کو اس کا سینہ چوڑا کر کے جواب دینا ایک

آنکھ نہیں بھایا تھا، جبھی مزید خراب

ہوتے دماغ کے ساتھ مقابل کے منہ پر

زوروں کا مکا رسید کر گیا۔

افففف۔۔۔" آنکھ کے ٹھیک نیچے"

اٹھتی درد کی شدید لہر پر بے ساختہ ہاتھ

رکھتے ہوئے۔۔ فائق کے لیے زیدان کا

اتنا شدید ردِ عمل غیر متوقع سا تھا۔

"میرا قیمتی وقت برباد کر دیا تُو نے

سالے۔۔۔ دو گھنٹے سے یہاں بیٹھ کر

جھک مار رہا تھا تُو

ہاں۔۔۔؟؟؟ بول۔۔۔ پہلے کیوں انفارم

نہیں کیا تُو نے مجھے ان کمی کمینوں کے

بارے میں۔۔۔؟؟؟" بنا کسی لحاظ کے

براہ راست اسے اسکے کالر سے دبوچ کر جھنجھوڑتا ہوا وہ پل پل بپھر رہا تھا۔۔۔

تواتر سے ہوتی ٹیسیوں پر بمشکل ضبط کرتے فائق نے مٹھیاں بھینچ کر کھولیں۔۔۔

تم نے بھی تو کچھ نہیں بتایا تھا"

مجھے۔۔۔" اپنا کھنچا کالر زیدان کی آہنی

گرفت سے چھڑوائے بنا وہ سرخ آنکھوں

میں آنکھیں ڈالے سرد ترین لہجے میں

غرایا،،، تو جہاں اسکی بات کا مطلب نہ

سمجھتے ہوئے زیدان نے مزید سختی سے

مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔ وہیں عالم

صاحب کا میسج لے کر روم میں آتی زلیخا سامنے کا منظر دیکھ ششدر رہ گئی۔

اگلے ہی پل وہ ماتھا پیٹ کر تیزی سے ان کی جانب لپکتی ہوئی دونوں کے بیچ میں آئی تھی۔۔۔

“زیدان کیا؟؟زیدان۔۔۔۔ز۔۔۔۔
پاگل ہوگئے؟؟۔۔۔۔تمھیں ہوگیا ہے
!!!زیدان۔۔۔۔چھوڑو اسے۔۔۔ہو گیا ”
اُن دونوں کو بمشکل ایک دوسرے سے
الگ کرتی ہوئی وہ کچھ ہی لمحوں میں ہانپ
سی گئی تھی۔

ہاں ہو گیا ہوں میں پاگل اپیہ۔۔۔ ہو گیا"

ہوں۔۔۔۔" بالوں کو مٹھی میں جکڑ

ے۔۔۔ بھڑک کر بولتا ہوا وہ مزید وہاں

رکا نہیں تھا، بلکہ زلیخا کو مزید حیرت میں

دھکیلتا ہوا آفس روم سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

فائق نے آنکھ کے نیچے تیزی سے

سو جھتی ہوئی سرخ جگہ پر انگلیاں

پھیریں۔۔۔

پھر سر جھٹکتے ہوئے آہستگی سے اپنا کالر

صحیح کیا۔۔۔تو دھاڑ سے دروازہ بند ہونے

پر زلیخا بے اختیار اس کی جانب پلٹی۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔۔؟؟اور یہ سب ہوا

کیوں۔۔۔؟؟"تذبذب کا شکار ہو کر

پوچھتی وہ فائق کو تکلیف میں بھی

مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"کلائنٹس کے نہ آنے کا شدید غصہ مجھ

معصوم پر نکالا گیا ہے۔۔۔مگر اس کے

باوجود بھی آپ پوچھ رہی ہیں تو میں

ٹھیک ہوں۔۔۔" دکھتی جگہ کو مسل کر
کہتا وہ بڑی نرمی سے بول رہا تھا۔

اس کی سرخ نگاہوں میں میٹھا تاثر دیکھ کر
زلیخا کا دل بے اختیار دھڑکا۔

اسکے گہرے اندازوں پر جہاں اب وہ اکثر
چونک سی جایا کرتی تھی۔۔۔وہیں اس
کے مردانہ ہاتھوں کی کافی کا ذائقہ بھی

اسی کے جیسا خاموش مگر قدرے گہرا
ہوتا تھا۔۔

اس کی طرف سے میں تم سے سوری"
کرتی ہوں فائق۔۔۔یقیناً وہ کسی چیز کو
لے کر بہت زیادہ ٹینس ہو گا جبھی ایسا
کر گیا۔۔ورنہ میرا چھوٹا بھائی بات بات
پر مار پیٹ کرنے والا انسان بالکل بھی
نہیں ہے۔۔۔"آنکھ کے نیچے آہستگی سے

پھیلتی مدھم نیلاہٹ پر وہ معذرت کرنے کے ساتھ ساتھ زیدان کے حق میں بھی صفائی پیش کر رہی تھی۔

اٹس او کے مس زلیخا۔۔۔ ویسے میں" اسے محض اپنی فکر سمجھو یا پھر آپکے بھائی کی تعریف۔۔۔؟؟؟" سینے پر بازو باندھ کر پوچھتا ہوا وہ غیر سنجیدہ ہوا تھا۔

اس دوران درد کی وقفے وقفے سے اٹھتی ٹیسیں ہنوز تھیں۔

جواباً زلیخا نے بھی سینے پر بازو باندھتے ہوئے بھنویں اچکا کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔جو چوٹ کھا کر بھی دل سے مسکراتا تھا۔۔۔۔

"تم اندر سے بھی ویسے ہی ہو ناں جیسے سب کو باہر سے نظر آتے ہو۔۔۔؟؟؟"

قدرے سنجیدگی سے سوال کرتی وہ فائق کے لبوں پر رینگتی مسکراہٹ کو مزید گہرا کر گئی تھی۔

"سب کے لیے تو نہیں۔۔۔ فقط خاص لوگوں کے لیے۔۔۔ اگر شک ستائے تو

بلا جھجک آزما کر دیکھ لیجیے گا۔۔۔۔۔“

مدھم۔۔۔شیریں لہجے میں بولتا ہوا فائق

درید آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

پیچھے زلیخا عالم درانی پُرسوچ نگاہوں سے

اسے وہاں سے جاتا ہوا دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

اس دوران دھڑکتا دل یکدم ہی زیدان

کے رویے کی بابت سوچتا ہوا مزید

بے چین ہوا تھا۔۔۔

RJ NOVELIST

”میں نہیں جانتی کہ میری خوشیوں کا
حقیقی قاتل کون ہے بابا۔۔۔؟؟؟ مگر
آپ کا نہ پہلے مجھ پر یقین کرنا۔۔۔اور نہ
ہی اب مجھے اعتبار کی کوئی ڈور تھمانا میری
اِن اذیتوں کو دن بہ دن بڑھاوادے رہا

ہے۔۔۔کم از کم ایک بار۔۔۔ایک بار تو
اپنی ساری خفگیاں مٹا کر مجھ پر بھروسہ
کریں بابا۔۔۔بالکل اسی طرح جیسے اپنی
چھوٹی بیٹی حسنہ پر کرتے ہیں۔۔اندھا
دھند اعتبار۔۔۔۔" بھیگی آنکھوں سے
وائس میسج کرتی ہوئی وہ آج پھر اپنے باپ
کے آگے شدتوں سے ملتجی تھی۔۔۔

مگر افسوس کہ اب وہ اس کے لیے اس

قدر سخت دلی کا مظاہرہ کرنے لگے

تھے۔۔۔کہ اُس سے بات تک کرنا بھی

گوارا نہیں سمجھتے تھے۔

ہاں البتہ حیا کو یہ تسلی ضرور تھی کہ وہ

اس کی تاسف زدہ۔۔۔بھیگتی عرضیوں

کو وقت بے وقت ضرور سن لیا کرتے

تھے۔۔۔۔

موبائل کی اسکرین بند کرتے ہوئے حیا نے ضبط کا گہرا سانس لیا۔۔۔ پھر ریلکس کرنے کو سرخ چہرے پر ہاتھ پھیر کر کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔

ہلکے مہندی رنگ شلوار قمیض کے سنگ کندھے پر ہم رنگ شفون کا دوپٹہ

جمائے،،،اس کی کھلی رنگت دمک سی رہی تھی۔۔۔

بختو اس وقت دُھل چکے کپڑوں کو سکھانے کے لیے چھت پر گئی ہوئی تھی۔۔۔

اُس دن کی بدمزگی کے بعد سے اس کا خود چھت پر جانا تو تقریباً نہ ہونے کے برابر ہو چکا تھا۔۔۔

جبکہ رمیض زور کی طرح اس وقت بھی ریسٹورنٹ میں موجود تھا۔

حیا بالوں کا ڈھیلا جوڑا بناتی ہوئی سیدھا کچن میں گئی۔۔۔

پھر سست روی سے اپنے لیے چائے بنانے کے بعد وہ ہال میں موجود صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

ارادہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ سامنے لگی ایل۔ای۔ڈی میں کوئی پروگرام لگا کر اپنا دھیان بٹانے کا تھا۔۔۔

اکثر بوریت۔۔اداسی میں وہ یہی سب تو
کرتی تھی۔۔۔

چائے کے گھونٹ بھرتی حیا جہاں کچھ بھی
پسند نہ آنے پر۔۔۔دوسرے ہاتھ سے
ریموٹ کے ذریعے چینل بدلتی ہوئی
بے اختیار ٹام اینڈ جیرٹی کارٹونز پر آکر
تھمی تھی۔۔۔وہیں خلافِ معمول

رمیض عالم درانی بھی اپنے دھیان میں

دبے قدموں گھر میں داخل ہوا۔

جیری کے جان بوجھ کر چھیڑنے پر ٹام کا

پھرتیوں سے اس کے پیچھے بھاگنا حیا کے

پنکھری لبوں پر ہولے سے مسکراہٹ

بکھیر گیا تھا۔۔۔

ڈراموں فلموں سے ہٹ کر واحد یہ کارٹون اس کے لیے آل ٹائم فیورٹ رہے تھے۔۔۔

رمیض جینز کی جیب میں چابیاں پھنساتا ہوا لاؤنج میں آتے ہی چونک کر رکا۔

سامنے دیکھ کر۔۔۔ گھنی بھنویں اچکاتے ہوئے اسکی گہری سیاہ آنکھوں میں خوشگوار سی حیرت ابھری تھی۔

تو یعنی اسکی بیوی بچگانہ کارٹونز دیکھنے کی بھی شوقین تھی۔۔۔ !!!

اگلے ہی پل وہ چلتا ہوا اس کی پشت پر

آ رکا۔۔۔

مگر حیا اس کی موجودگی سے ہنوز انجان

چوکڑی مارے۔۔بڑے ہی انہماک سے

کارٹونز دیکھ رہی تھی۔۔۔جہاں اب ٹام کا

اپنی نخریلی۔۔۔ محبوبہ بلی کو پٹانے کا

دلچسپ سین شروع ہو چکا تھا۔۔۔

اس دوران چائے کا آخری طویل گھونٹ بھرتے اس نے کپ سامنے ٹیبل پر رکھا تھا۔

"چھوٹی بچی ہو کیا۔۔۔؟؟؟" چلتی اسکرین سے مسکراتی نگاہیں ہٹاتا وہ بظاہر سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔جب پشت

سے آتی بھاری آواز پر ہڑبڑا کر پلٹتی حیا

نے حیرت سے اس کا وجیہہ چہرہ دیکھا۔۔

پھر کندھے سے اتر چکے دوپٹے کو جلدی

سے خود پر پھیلا کر لیتی ہوئی سیدھی ہو کر

بیٹھ گئی۔

نہیں تو۔۔۔ باشعور، شادی شدہ لڑکی "

ہوں۔۔۔" ریموٹ پکڑ کر والیوم اونچا

کرتی ہوئی وہ اپنے شوہر کا طنز اچھے سے سمجھ گئی تھی۔

"اگر اتنی ہی باشعور ہو تو پھر یہ بچگانہ کارٹونز کیوں دیکھ رہی ہو؟؟؟ ٹام اینڈ جیرڑی۔۔۔ سیریسلی۔۔۔؟؟؟" اسکے سر کے دائیں بائیں صوفے کی پشت پر ہاتھ

ٹکاتا وہ ذرا جھک کر مذاق اڑاتے لہجے میں

بول رہا تھا۔۔۔

حیا بخوبی جانتی تھی کہ وہ کارٹون سیریز

سے شروع سے ہی الرجک تھا۔۔

"تو کیا رومانٹک فلمیں

دیکھوں۔۔۔؟؟؟" ذرا تپ کر پوچھتی

ہوئی جہاں وہ اسے زچ کرنے کو ڈھٹائی سے مزید والیوم بڑھا گئی تھی۔۔۔وہیں رمیض کی مسکراہٹ بے ساختہ گہری ہوئی۔

"دیکھنے میں ویسے کوئی حرج بھی نہیں ہے بیوی۔۔۔" بھاری۔۔شریر لب و لہجے کہتا ہوا وہ اسکی طرف حد درجہ جھکا۔۔۔تو

براہِ راست کان کی لُو پر پڑتی اُسکی گرم سانسیں، حیا کی دھڑکنیں شدت سے اتھل پتھل کر گئیں۔

معاً وہ اُسکی غیر متوقع نزدیکی پر قدرے بوکھلاتی ہوئی۔۔۔بدک کر صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔پھر حیرت سے اس کی جانب پلٹی۔۔۔

ہاں تو۔۔۔ کارٹونز دیکھنے میں کیا حرج

ہے۔۔۔؟؟؟ بلی چوہے والے ہی

سہی، لیکن ان میں بھی رومانٹک سینز کی

کمی نہیں ہے۔۔۔۔" گہری ہوتی سانسوں

کے ساتھ آنکھیں پھیلا کر لرزتا احتجاج

کرتے ہوئے۔۔۔ اگلے ہی پل دونوں کی

نگاہیں بیک وقت چلتی اسکرین پر پڑیں
تھیں۔۔۔

ٹام بلا اپنی نخریلی محبوبہ کے ساتھ بڑی
نفاست سے ڈانس کے اسٹیپ لیتا ہوا
سرشار سا دکھائی دے رہا تھا۔

اگلے ہی پل اس نے سفید رنگت کی بلی کو

لچکیلی کمر سے پکڑ کر ہوا میں انتہائی اونچا

اچھالتے ہوئے واپس اپنی باہنوں میں

تھاما۔۔تورمیض نے سینے پر بازو باندھتے

ہوئے بھنویں اچکا کر حیا کا ضبط سے گلابی

پڑتا چہرہ دیکھا۔۔۔

"واہ کیا خوب رومانس ہے۔۔۔اگر جو کبھی
میں نے تمھیں اِس بلے کی مانند اتنی دور
ہوا میں اچھالا تو میری باہوں میں واپس
آتے آتے تم یقیناً اپنے حواس کھو چکی ہو
گی محترمہ۔۔۔۔بہتر ہے کہ بچگانہ
عادتیں چھوڑ کر اب کچھ عقلمندی کا مظاہرہ
کرو۔۔۔۔" رمیض تاسف سے سر ہلا کر

لطیف سا طنز کرتا ہوا حیا کو اپنی بات سے

مزید سرخ کر گیا۔

پھر سر جھٹکتا ہوا فریش ہونے کو اپنے

روم کی جانب بڑھا۔۔۔تو حیا نے نازک

مٹھیاں بھینچ کر کھولیں۔۔

آ۔۔۔آپ مجھ سے اتنا فری ہونے کی"

کوشش کیوں کر رہے ہیں رمیض

صاحب۔۔۔؟؟؟یقین کریں یہ

غیر سنجیدگی آپ پر رتی برابر بھی نہیں بچ رہی۔۔۔" اس کی پشت کو گھورتی ہوئی وہ لرزتی دھڑکنوں پر قابو پاتی قدرے تیکھی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

اب بھلا وہ کیوں بلاوجہ ہی اپنی بتائی گئی حدود پار کرنے کی ناکام کوششوں میں تھا۔۔۔

رمیض اس کی جانب پلٹا۔

قریب آتے ہوئے گہری سنجیدہ نگاہیں اسی کے بے چین۔۔۔ دلکش نقوش پر مرکوز تھیں۔

"مانتا ہوں کہ تم شروع سے ہی میری شدید سنجیدگی، سرد پن اور بے رخی کو جھیلتی آئی ہو۔۔۔ مگر اب میرا نظریہ تمھیں لے کر بہت حد تک بدل چکا ہے بیوی۔۔۔ سو تم بھی میرے ان بدلتے

تیوروں کی عادت ڈال لو۔۔۔۔" اسکے

تپتے رخسار پر آئی لٹ کو آہستگی سے کان

کے پیچھے اڑس کر،،،، مضبوط لہجے میں

اپنے بدلاؤ کا کھلا اظہار کرتا ہوا وہ حیا کو

حیرتوں میں چھوڑ کر وہاں سے نکلتا چلا

گیا۔۔۔

اتنی آسانی سے تو کبھی بھی نہیں رمیض "

عالم درانی۔۔۔۔۔" سکتہ ٹوٹنے پر واپس

صوفے پر ڈھیتے ہوئے جہاں حیا کے

پنکھری لب شدت سے پھڑ پھڑائے

تھے۔۔۔

وہیں گلابیت گھلی آنکھوں میں فکر کے

گہرے سائے دوڑنے لگے۔۔۔۔

RJ NOVELIST

"سیف۔۔۔مجھے میرا لنچ باکس واپس کرو۔۔۔یہ تمھارا نہیں میرا ہے۔۔۔"

چھٹی کے وقت پلے گراؤنڈ میں ایک طرف موجود وہ اپنے سامنے کھڑے انتہائی صحت مندانہ بچے کو وارنگ دیتا ہوا سخت لہجے میں بول رہا تھا۔

سیف حمزہ سے ایک کلاس آگے تھا اور
اپنے تین عدد ساتھیوں کی بچہ گینگ کے
ساتھ مل کر ایسے ہی اکثر اُسے اور اس
کے چشمش دوست کو تنگ کیا کرتا
تھا۔۔۔

کبھی کاپی پھاڑ کر تو کبھی بریک ٹائم ٹیچر کی
غیر موجودگی میں لنچ باکس چھین کر۔۔۔

ایک بار تو کمپلین کرنے پر اسے ٹیچر سے سخت پنش بھی مل چکی تھی۔۔۔لیکن وہ صدا کا ڈھیٹ بچہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر نہ صرف مزید چھیڑ خانیوں پر اتر آیا تھا۔۔۔بلکہ موقع ملتے ہی کاروائی کرنے کے بعد قدرے رعب ڈال کر اسے خاموش بھی کروادیا کرتا تھا۔

چل ہٹ۔۔۔ نہیں کروں گا میں اسے"

واپس۔۔۔ یمی یمی پاستہ تو صرف میں اکیلا

ہی کھاؤں گا۔۔۔ تم بھاگو یہاں

سے۔۔۔ تمھارا ڈرائیور بابا تمھیں لینے

آگیا ہو گا۔۔۔۔۔" سینے پر ہاتھ مار کر

اسے پیچھے دھکیلتے سیف نے بچا کچھا پاستہ

بھی خود ہی ہڑپ کرنا چاہا تھا۔۔۔

جواباً سیف کے ساتھ کھڑے اُس کے شریر دوست حمزہ کا غصے والا چہرہ مزاق اڑاتی نظروں سے دیکھ کر ہنس دیئے۔۔

"یُورائنو (گینڈے) کے بچے۔۔۔اِدھر واپس کرو میرا لنچ باکس۔۔۔میں کہتا ہوں واپس کرو اسے مجھے۔۔میں اب خاموش نہیں رہوں گا۔۔۔اپنی مومی اور

ٹیچر سے تمھاری کمپلین ضرور کروں

گا۔۔۔" بھوک سے گڑ بڑاتے پیٹ پر

ضبط کرتا حمزہ ہمت کرتا ہوا جہاں اس سے

لڑنے جھگڑنے پر اتر آیا تھا۔۔۔ وہیں اس

کے مکا مار کر لنچ چھیننے کی ناکام کوشش

میں سیف کا پارہ چڑھ گیا۔۔۔

اس دوران حمزہ کا سہما ہوا چشمش دوست ایک طرف کھڑا سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

دو دن پہلے ہی توسیف نے اسکا بھی چشمہ توڑ کر سارا الزام اس پر دھر دیا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ می یُو لِزرڈ (چھپکلی) کے بچے۔۔۔۔" حمزہ کی جرات پر سیف

نے اپنے سر لیس ہو چکے دوستوں کو ایک نظر دیکھا۔۔ پھر غصے سے چلاتے ہوئے حمزہ کی نازک گال پر زور کا تھپڑ دے مارا۔۔۔

آآآآآاااا۔۔۔ہ۔۔ مومی۔۔۔۔ "نیتجتاً"

حمزہ بوکھلا کر کٹی گھاس پر گرتا ہوا بے اختیار تلملایا۔۔۔۔

تو جہاں چشمش سنان مزید گھبرایا تھا۔۔ وہیں سیف سمیت اسکے باقی دوست بھی حمزہ کی حالت پر دبے دبے قہقہے لگاتے ہنس دیئے۔

جبکہ اِس تماشے سے قدرے انجان لاتعداد بچے اپنی اپنی کلاسوں سے نکلتے

ہوئے اسکول کے کھلے گیٹ کی جانب

اندھادھند بھاگتے چلے جارہے تھے۔

"اووو۔۔۔پچ۔پچ۔پچ۔۔۔روندو بے بی

اپنی مومی کو بلا رہا ہے۔۔۔؟؟ مومی کی

بجائے تم اپنے ڈیڈی کو کیوں نہیں

بلالیتے۔۔۔تاکہ وہ آئیں اور مجھ سے

تمھارا یہ خالی لنچ باکس چھین کر تمھیں

دے دیں۔۔۔۔۔۔" حمزہ کو روتے

ہوئے جلتا گال مسلتے دیکھ اگلے ہی پل

سیف نے پاستہ نیچے گراتے ہوئے اسے

شدت سے چِڑایا تھا۔

"کیسے آئے گا یار۔۔؟؟اس کا تو ڈیڈی

ہی نہیں ہے اِس دنیا

میں۔۔ہاہاہاااا۔۔ااا۔۔۔"ساتھ والے

بچے نے بھی دل جلاتی باتوں میں حصہ
ڈال کر ہاتھ پر ہاتھ مارتے اپنے شریر
دوستوں کو ہنسایا۔۔۔تو نازک مٹھیاں
بھینچتا ہوا وہ غصے سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔

"میرے ڈیڈی نہیں ہیں تو کیا
ہوا۔۔۔؟ پاور فل بیسٹ فرینڈ تو ہیں ناں
میرے پاس۔۔۔ بالکل ٹیکن تھری گیم

کے جن جیسے۔۔۔ فائٹ کر کے تم سب کو سبق سیکھا دیں گے وہ۔۔۔۔" روہانسے لہجے میں بھڑک کر چیلنج کرتا ہوا وہ اُن سب کو اپنی طرف سے ڈرا دھمکا رہا تھا۔

احساسِ محرومی پھر سے اس کے ننھے وجود میں پھیلتی ہوئی اس کا معصوم دل شدت سے ہلکان کر گئی تھی۔۔۔

سنان نے بے چارگی سے حمزہ کو آنسو رگڑ کر صاف کرتے ہوئے دیکھا پھر آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"اپنا لنچ باکس ان غریبوں کو دے دو حمزہ۔۔۔اور اپنا بیگ اٹھاؤ۔ ہم اپنے اپنے گھر چلتے ہیں۔۔۔" وہ تقریباً کان میں گھس کر بڑے دھیمے انداز میں بولتا مشورہ

دے رہا تھا، جب سیف نے آگے بڑھتے ہوئے اُس چشمش کو بے دردی سے پرے دھکیلا۔

جواباً حمزہ نے غصے سے اسکا گندمی موٹا چہرہ دیکھا تھا۔

"اچھا تو تمھارا ایک پاور فل بیسٹ فرینڈ بھی ہے۔۔۔!! گڈ۔۔۔ مگر ڈیڈی تو

نہیں ناں۔۔۔جب تمھارا خود کا کوئی

ڈیڈی ہوگا تب آکر ہمیں سبق

سکھانا۔۔ مگر تب تک کے لیے ہماری کسی

سے بھی نو کمپلین نو شکایت۔۔۔ورنہ

اِس سے بھی برا کریں گے ہم تمھارے

ساتھ۔۔۔ چلو دوستوں۔۔۔" کان سے

پکڑ کر دھمکاتا ہوا سیف اگلے ہی پل لنچ

باکس نیچے پٹخ کر۔۔۔اپنے دوستوں کے

سنگ مکار ہنسی ہنستا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

معاً حمزہ نے نم آنکھوں سے جھک کر اپنا لنچ باکس پکڑنے کے بعد ایک طرف پڑا بیگ بھی اٹھاتے ہوئے کندھوں پر چڑھایا۔

میں کہوں گا مومی سے ۔۔۔ کہوں گا کہ "

وہ میرے بیسٹ فرینڈ "جِن" کی وائف

بن کر جلدی جلدی انھیں میرا ڈیڈی

بنادیں ۔۔۔ پھر تم دیکھنا وہ اِن بیڈ بوائز کو

کیسے سبق سیکھاتے ۔۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ

واچ ۔۔۔" اُن سب کو نگاہوں سے

اوجھل ہوتا دیکھ حمزہ نے قطعیت بھرے

مضبوط ارادے کرتے ہوئے ۔۔۔ اپنے

قدم آگے بڑھائے تو اس کے سنگ چلتا

سنان چشمہ صحیح کرتا سر اثبات میں

ہلا گیا۔۔۔۔

قدرے اداسی سے اسکول گیٹ پھلانگنے

پر جہاں منتظر کھڑے ڈرائیور ناصر نے

جلدی سے اس کے لیے پچھلی سیٹ کا

دروازہ کھولا تھا۔۔۔وہیں کافی فاصلے پر

کھڑے نفوس نے آنکھیں سکیڑ کر بڑے ہی غور سے اُس خوبصورت بچے کو گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔۔۔

تو یہ رہا مومی کا پیارا بچہ۔۔۔۔ میرا ننھا شکار۔۔۔۔" سیاہ لبوں کی گہری پھڑپھڑاہٹ پر اس کی چمکتی ہوئی

شاطر آنکھیں بے اختیار مسکرائی

تھیں۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ کافی دیر کا سویا ہوا اب جاگا تھا۔۔۔

سست روی سے فریش ہونے کے بعد

اپنے کمرے سے نکل کر۔۔۔وسیع لاؤنج

میں قدم رکھتے ہی، وہ اپنے باپ کو سامنے بیٹھا دیکھ چونک اٹھا۔

مگر ان کا کافی دیر بعد یہاں آنا اُس کے لیے غیر متوقع ہرگز نہیں تھا۔۔

"اپنے پاگل پن میں آکر یہ کیسی کیسی گھٹیا حرکتیں کرتے پِھر رہے ہو تم

کیفی۔۔۔؟؟کل رات نہ صرف تم نے

آوارہ دوست کے ساتھ مل کر اپنے

چھوٹے بھائی کو بے دردی سے مارا

بیٹا۔۔۔بلکہ اپنی ماں کو فون کال پر

غلاظت بھی بکی۔۔۔ذرا شرم نہیں آئی

تمھیں یہ سب کرتے ہوئے بولو۔۔؟؟”

وہ جو کب سے اسی کی آمد کے شدت سے

منتظر تھے،،، فوری اٹھ کر قریب آتے ہوئے اپنا اشتعال اُس پر انڈیلتے چلے گئے۔

کیفی نے بڑے ضبط سے اُن کا غصے سے تنا ہوا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔

"آپ کی دوسری بیوی اور اُس کے بے غیرت بیٹے سے میرا کوئی تعلق نہیں

ہے بابا۔۔۔اور نہ ہی کبھی ہو سکتا

ہے۔۔۔رہی بات کل رات کی تو جو کچھ

بھی میں نے کیا بہت کم کیا۔۔مجھے اس

سے بھی زیادہ کرنا چاہیے تھا۔۔۔"

بے تاثر لہجے میں زور دے کر کہتا وہ مقابل

کو مزید طیش دلا گیا تھا۔

اور دلاتا بھی کیوں نہ۔۔۔!!!

آخر کو اُن کے عیاش بیٹے نے گزشتہ روز کیا کچھ نہیں بکا تھا اُس کی مری ماں کے خلاف۔۔۔

کیفی تب پندرہ سال کا تھا جب اس کی سگی ماں کے سوئم پر ہی اس کے سنگدل باپ نے اپنی پریمیکا (محبوبہ) کے ساتھ دھوم دھام سے شادی رچالی تھی۔۔۔ گینگسٹر

کی بہن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ چالباز

عورت امیریت میں بھی اس کے باپ

سے دو ہاتھ آگے تھی۔۔۔

اور پھر کیفی کو اس کی دادی کے پاس چھوڑ

کر وہ خود اُن سے دور دوسری بیوی کے

سنگ الگ گھر بسا چکے تھے۔۔۔

ہاں البتہ جاتے جاتے وہ اِس بڑے سے

شاندار گھر کے علاوہ دو چلتی چلاتی

فیکٹریاں اپنی پہلی اولاد کے نام کرنے کی

ذمہ داری بخوبی نبھانا قطعی نہیں بھولے

تھے۔۔۔

گزرتے وقت کے سنگ جہاں اس کے

باپ کو حرام کے کاموں میں ملوث

ہونے میں ذرا دیر نہیں لگی تھی،،، وہیں دادی کے بعد ملازموں کے ہاتھوں پلتے کیفی سے وہ اکثر ملنے آجاتے تھے۔۔۔

مگر پھر کم سے کم ہوتا یہ میل ملاپ اُن دونوں باپ بیٹے کے بیچ سرد تعلقات کو خراب سے خراب ترین کرتا چلا گیا تھا۔۔۔

اسی طرح جوانی کی دہلیز پار کرنے کے
بعد الگ الگ یونیورسٹیز میں پڑھائی کے
کئی سال برباد کرتا ہوا وہ دوستیوں اور
ادھوری محبت میں اپنا کھویا سکون تلاشتا رہا
تھا۔۔۔

مگر نہ تو اسے کبھی سکون میسر آیا تھا اور نہ ہی کوئی دل سے چاہنے والا۔۔۔

کتنا بد قسمت مرد تھا ناں وہ۔۔۔

"سرکشی میں اب تم حد سے بڑھ رہے ہو"

کیفی۔۔۔مجھے اتنا مجبور مت کرو کہ میں تمھارے ساتھ صاف صاف سختی پر اتر

آؤں۔۔۔" اسکی جانب شہادت کی انگلی اٹھا کر وہ کڑک آواز میں گویا ہوئے توان کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کیفی کے ماتھے پر بھی تیوری چڑھ آئی۔۔۔

"اور آپ خود۔۔۔؟؟؟آپ بھی تو ظلم و زیادتی کی ہر حد پار کر چکے ہیں ناں بابا۔۔۔کل میری مری ماں کی سالانہ

برسی تھی۔۔۔ مگر اس میں شرکت کرنے

کی جگہ۔۔۔ میرے ساتھ رہ کر مجھے دو

بول تسلی کے بولنے کی بجائے آپ تو بس

اپنی فیملی اور عیاش دوستوں کی سنگت میں

بے ہودہ پارٹیاں کرتے پھِر رہے

تھے۔۔۔اس بات پر شرم تو آپکو بھی کرنی

چاہیے تھی۔۔۔۔۔۔" ضبط ٹوٹنے پر وہ

مٹھیاں بھینچ کر چیخا تھا۔۔۔

کیفی ی ی ی۔۔۔۔۔۔!!!" اگلے ہی"

پل مقابل کا ہاتھ اٹھا تھا اور

"چٹاااخ۔۔۔"کی زوردار آواز کے

ساتھ اس کا رخسار لال کر گیا۔۔

کیفی نے نم۔۔ جلتی آنکھوں کے ساتھ اپنے باپ کو قدرے تاسف سے دیکھا تھا۔

فقط یہ۔۔۔یہی تو ان کی محبت تھی۔۔۔!!!

تم سے پیار کرنے کا۔۔۔ تمھیں کھلی"
ڈھیل دینے کا ایسا صلہ ملے گا مجھے۔۔میں
نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔ کیا کچھ
نہیں کیا میں نے تمھارے لیے۔۔اور
تم۔۔۔۔۔۔" وہ ہنوز اُس پر بھڑک رہے
تھے۔۔۔جب کیفی بے اختیار نفی میں سر
ہلاتا ہوا اُنھیں ٹوک گیا۔۔۔

”نہیں بابا نہیں۔۔۔۔آپ نے جو کچھ

بھی کیا وہ محض اپنے دکھاوے کے

لیے۔۔ساری دنیا کے سامنے خود کو اچھا

ظاہر کرنے کے لیے کیا۔۔۔۔ مگر

افسوس۔۔۔افسوس کہ مجھے کبھی بھی وہ

پیار نہیں دے سکے آپ جس کا میں اولین

مستحق تھا۔۔۔نہ مجھے۔۔۔اور نہ ہی میری

ماں کو۔۔۔اور اس بڑی ناانصافی کے لیے

میں آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گا

بابا۔۔۔ مرتے دم تک نہیں۔۔ یاد رکھیے

گا میری یہ بات۔۔۔" ایک ایک لفظ چبا

چبا کر بولتے ہوئے وہ مزید وہاں نہیں رکا

تھا۔۔۔ بلکہ مزید بھیگتی ہوئی انگارہ

آنکھوں کو سختی سے رگڑتا ہوا تندہی کے

ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پیچھے وہ اپنے متنفر ہو چکے بیٹے کے لفظوں پر پیچ وتاب کھا کر رہ گئے تھے۔۔۔

RJ NOVELIST

"ٹِک۔۔ٹک۔۔ٹِک۔۔۔۔" کمرے میں لگی گھڑی اس وقت رات کے سوا دو بجا رہی تھی،،، جس سے قدرے لاپرواہ

ساوہ کمرے سے ملحقہ ٹیرس پر کھڑا

سگریٹ پر سگریٹ سلگاتا چلا جارہا تھا۔۔۔

آاااہ۔۔۔ہ۔۔۔۔۔!!!

محض چند دنوں میں ہی وہ کتنا زیادہ بدل

گیا تھا ناں۔۔۔

راتوں کو دیر سے گھر لوٹنا۔۔۔

کثرت سے اسموکنگ کرنا۔۔۔

آفس ورکرز،، گھریلو ملازموں پر بلاوجہ

کی بھڑاس نکالنا۔۔۔

بے سکونیوں سے ہر پل آشنا رہنا۔۔۔

حتیٰ کہ گھر والوں سے بھی ڈھنگ سے

بات نہ کرنا۔۔۔

اپنے کنفرم ہو چکے روگ کو راز رکھتے رکھتے وہ مغرور۔۔۔انا پرست شخص حقیقتاً اپنی مسکراہٹ کھو چکا تھا۔۔۔

اس کے باوجود بھی کم از کم اسے یہ تسلی تو تھی ہی کہ اُس کی اتنی بڑی محرومی فقط میاں بیوی کے بیچ میں ہی گہرے راز کی مانند محفوظ تھی۔۔۔

لیکن اپنے اندر پلتے اِس روگ کے سبب

ٹھیک سے نظریں تو وہ حسنہ وقاص سے

بھی نہیں ملا پا رہا تھا۔۔۔

سگریٹ کا دھواں اڑاتے ہوئے زیدان

نے قدرے بے تابی سے بالوں میں ہاتھ

پھیرا۔

معاً اپنی پشت پر سنائی دیتی قدموں کی آہٹ پر وہ خیالوں سے چونکتا ہوا پلٹنے کو تھا،، جب حسنہ نے بروقت اُسے پیچھے سے آکر اپنی باہوں میں بڑی نرمی سے سمیٹا۔۔۔

اُسکی مہربان محبت پر بے اختیار ادھ جلا
سگریٹ پرے پھینکتے ہوئے زیدان نے
آنکھیں موند کر کھولیں۔۔۔

"کیوں خود کو اس قدر اذیت دے رہے
ہیں آپ زیدان۔۔۔؟؟؟ کیا جانتے
نہیں کہ اگر آپ تکلیف میں ہوں تو
سکون مجھے بھی میسر نہیں آتا۔۔۔" اپنی

تپی گال اس کی چوڑی پشت پر ٹکاتی ہوئی

وہ بظاہر بڑی نرمی سے اس سے شکایت

کر رہی تھی۔

جواباً زیدان نے تھکا ہوا گہرا سانس

لیا۔۔۔

"میری اذیت کا معیار تم جانتی تو ہو اچھے

سے۔۔۔ پھر بھی کامل سکون کی بات

کر رہی ہو۔۔۔؟؟؟ ہونہہ۔۔۔ میں

چاہتا تھا کہ اپنے عشق سے تمھارے وجود

کو مہکا کے تمھیں مکمل معتبر

کر دوں۔۔۔ مگر تمھاری بڑی بہن کی

گہری بد دعاؤں نے تو الٹا میرے وجود کو

ہی سلگا کر نامکمل کر چھوڑا ہے۔۔۔"

چوڑے سینے کو جکڑے ہوئے اس کے

نازک ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامتا وہ

قدرے تاسف سے غرایا۔۔۔تو حسنہ کا

دل اس کی بے چینیوں پر اندر ہی اندر

وحشت زدہ ہوا۔۔۔

خود کی خاطر بڑی مشکلوں سے جو کھیل وہ

رچا چکی تھی۔۔۔اب اس سے ہارنا گویا

زندگی سے ہارنے کے مترادف تھا۔۔۔

معاً ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑواتی ہوئی

حسنہ سلک کی لانگ نائٹی میں ملبوس

سرعت سے اس کے

مقابل۔۔۔بے حد قریب آئی تھی۔

آپ کا سکون فقط میں ہوں"

زیدان۔۔۔آپ کے پاس ہوں۔۔۔ہر لمحہ ساتھ ہوں۔۔۔جب مجھے کوئی مسئلہ نہیں تو پھر آپ کیوں اس قدر فکروں میں گھلے جارہے ہیں۔۔۔؟؟؟نہیں دیکھا جاتا ناں مجھ سے آپکا یہ افسردہ چہرہ

مزید۔۔۔بس کر دیں

اب۔۔۔پلیززززز۔۔۔۔" اس کی بئیرڈ پر

بڑے حق سے ہتھیلیاں جماتی جہاں وہ

اسے سمجھانے کو ہلکان ہوئی

تھی۔۔۔وہیں زیدان بھی اپنی مچلتی محبت

کے آگے بے بس ہوتا اسکی نازک کمر اپنی

مضبوط باہوں میں سمیٹ گیا۔۔۔

مانتا ہوں کہ محبت نہیں عشق کرتی ہو تم"

مجھ سے۔۔۔ مگر جان لو کہ زندگی کے ہر

معاملے میں صرف محبت ہی کافی نہیں ہوا

کرتی حسنہ۔۔۔آخر کب تک۔۔۔کب

تک تم مجھ جیسے نامکمل مرد کے ساتھ بن

ماں کے زندگی کا مزہ لوٹتی رہو

گی۔۔ ہمم۔۔؟؟؟" اسکی سیاہ حقیقتوں

سے قدرے انجان، وہ بڑے ضبط سے

اپنی سب سے بڑی خامی گنواتا ہوا لب بھینچ گیا تھا۔۔۔

حسنہ نے پل بھر کو اسکی جلتی نگاہوں سے نظریں چراتے ہوئے بمشکل تھوک نگلا۔ پھر آنکھوں میں نمی لاتی ہولے سے مسکرائی۔۔۔

اپنی زندگی کی آخری سانس"

تک۔۔۔ایک بار مجھ پر یقین تو کر کے

دیکھیں آپ زیدان۔۔۔۔پھر آپکو بھی

اچھے سے علم ہو جائے گا کہ میری محبت

زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے کو

مات دینے کے لیے کافی

ہے۔۔۔ہم۔۔۔ہم مستقبل میں بچے کی

اڈاپشن کا پلین بھی تو کر سکتے ہیں

ناں۔۔۔" بڑے اعتماد سے جتاتے ہوئے اس کی نازک انگلیاں زیدان کی بئیرڈ پر مسلسل سرسرا رہی تھیں۔۔۔

زیدان دل بھاتے لمس سمیت اس کے گہرے لفظوں پر اندر تک سرشار ہوا تھا۔۔۔

بہت لکی ہوں میں جو مجھے تم جیسی بیوی "ملی ہے۔۔۔ میرے بے تاب دل کا سکون ہو تم جانم۔۔۔۔آئی لو یو۔۔۔۔آئی لو یو سویٹ ہارٹ۔۔۔" بڑے جذب سے خمار زدہ آواز میں کہتا ہوا زیدان جہاں اپنی محبوب بیوی کو خود کے کسرتی سینے میں بھینچ چکا تھا۔۔۔

وہیں اپنے کھلے بالوں میں سرسراتی

ہوئیں اس کی مردانہ انگلیوں پر حسنہ

وقاص کا شدتوں سے ڈوبتا، تیزی سے

دل دھڑک اٹھا۔۔۔۔

RJ NOVELIST

"ابے ہاں یار۔۔۔۔ جتنی خوبصورت ہے

اس سے کہیں زیادہ مغرور بھی۔۔۔سالی

نخریلی کہیں کی۔۔۔۔" وہ اس وقت عالم

صاحب کی طرف سے ملی ہوئی گاڑی کی

ڈگی کھولے ہوئے۔۔۔ ریسٹورنٹ کا کچھ

ضروری سامان رکھ رہا تھا۔۔۔جب یکدم

سماعتوں سے صاف ٹکراتی ہوئی

مردانہ۔۔کمینی آواز نے رمیض عالم

درانی کو ناچاہتے ہوئے بھی چونکایا۔۔۔

اگلے ہی پل وہ گردن موڑتا ہوا آہستگی

سے پیچھے پلٹا تھا۔۔۔

کئی قدموں کے فاصلے پر موجود ایک

نوجوان لڑکا اُسکی جانب پیٹھ کیے اپنی

بائیک صاف کرتا ہوا۔۔۔ مسلسل فون پر
محوِ گفتگو تھا۔۔۔

جبکہ رمیض کو اُس آوارہ لڑکے کی
اطراف سے بے نیازی بری طرح کھلی
تھی۔۔

اگلے ہی پل وہ قدرے ناگواری سے سر جھٹک گیا۔۔۔

ریسٹورنٹ سے مخصوص ٹائم نکال کر آج اُسے اپنے انتہائی قریبی دوست فیضان کو بھی ائیرپورٹ سے ریسیو کرنے جانا تھا۔۔۔جو اٹھارہ سالوں بعد اچانک امریکہ سے واپس لوٹ رہا تھا۔۔۔

ایک بار ہاتھ آ گئی تو خدا قسم چھوڑوں گا"

نہیں میں اسے۔۔۔بلکہ کسی لائق ہی نہیں

چھوڑوں گا۔۔۔پلین کے مطابق اپنا پتا تو

میں پھینک چکا ہوں۔۔۔اب بس دھواں

اُٹھنے کے فوری بعد آگ بھڑکنے کا ویٹ

ہے مجھے۔۔۔پھر دیکھ۔۔۔کیسے تیرا یہ یار

کاشی تھپڑ کا بدلہ اُس کی عزت کی

دھجیاں بکھیر کر لیتا ہے۔۔۔" شطانیت
سے اپنے دوست کو باور کرواتے ہوئے
جہاں وہ خباثت سے ہنس دیا
تھا۔۔۔وہیں دانتوں پر دانت جماتے
ہوئے رمیض نے تندہی سے ڈگی بند
کی۔۔۔
پھر پیشانی پر ناپسدیدگی کے بل ڈالے
گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

اگر وہ اُس کا پڑوسی تھا تو بلا شبہ یہ بڑی ہی قابلِ افسوس بات تھی۔۔۔

"بے غیرت۔۔۔واہیات انسان۔۔۔"

باہر لگے شیشے میں صاف دکھائی پڑتی اس کی سیاہ پشت کو تنفر سے تکتے ہوئے اگلے

ہی پل رمیض گاڑی اسٹارٹ کرتا ہوا

وہاں سے بھگا لے گیا۔۔۔۔

RJ NOVELIST

اپنی مہنگی گاڑی کو گیراج میں کھڑا کرتی

ہوئی وہ اگلے ہی پل فرنٹ دروازہ کھول

کر باہر نکلی تھی۔

جینز کے سنگ گہرا پرپل ٹاپ جہاں اُسکی کھلی سفید رنگت پر خوب جچ رہا تھا۔۔۔وہیں کچھ دن پہلے کروایا گیا باب ہیر کٹ اُس کے دکھاوے میں کافی حد تبدیلی لے آیا تھا۔

روزینہ کے اشارہ کرنے پر جہاں ملازم

گاڑی سے اسکا سوٹ کیس نکالنے کو

بھاگ کر لپکا تھا۔۔۔وہیں اِس شاندار ولا

کے اندر داخل ہوتی اپنی مالکن کو دیکھ میڈ

بے اختیار بوکھلا سی گئی۔

"ہیری گھر پر ہی ہے۔۔۔؟؟؟" اسے

ہاتھ میں وائن سے بھرے دو گلاسوں کا

ٹرے تھامے دیکھ قریب آتی روزینہ نے آنکھوں سے سیاہ چشمہ اتارتے ہوئے قدرے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

ارادہ اپنی غیر متوقع آمد پر ہیری کو حیران کن سرپرائز دینے کا تھا۔۔ورنہ تو اس نے اپنے شوہر کو پیرس سے واپسی کی ڈیٹ ایک دن آگے کی بتائی تھی۔

"مخصوص" ۔۔۔۔ یس میم۔۔ی

یونیفارم میں ملبوس میڈ زرد ہوتے رنگ

کے ساتھ بمشکل بولی۔۔۔تو روزینہ اس

کے چہرے پر دوڑتی پریشانی کو محسوس

کرتی ہوئی چونکی۔۔۔

پھر سر نفی میں ہلاتی ہوئی لاپرواہی سے آگے بڑھی۔

"میڈم۔۔۔آپ کو تو کل آنا تھا ناں۔۔۔ پھر آج اچانک یہاں کیسے۔۔۔۔؟؟؟" گھبراہٹ میں سرعت سے پلٹتی میڈ خود کو حیرت میں

ڈوبا سوال کرنے سے باز نہیں رکھ پائی تھی۔

پیچھے ہی ملازم سوٹ کیس لیے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔جب اپنے بیڈ روم کی طرف جاتی روزینہ میڈ کے لب و لہجے پر برہم ہوتی پلٹی۔

”تم کون ہوتی ہو مجھ سے یہ سوال پوچھنے والی۔۔ہاں۔۔؟؟میڈ ہو تو میڈ بن کے رہو۔۔۔اپنی اوقات بھولنے کی ضرورت نہیں ہے تمھیں۔۔۔انڈرسٹینڈ۔۔۔۔!!!“

خالصتاً انگریزی میں انگلی اٹھا کر اسے ٹھیک ٹھاک سناتی ہوئی وہ مزید وہاں رکی نہیں تھی۔۔۔بلکہ میڈ کے ضبط سے سر

جھکانے پر پیر پٹختی ہوئی اپنے روم کی جانب لپکی۔

پیچھے ملازم نے اپنے صاحب کی بیوی کے تیکھے تیوروں پر محتاط ہوتے ہوئے سوٹ کیس میڈ کے پاس ہی رکھ دیا تھا،،،جو اس کی جانب دیکھ کر لب کچلتی ہوئی آنے

والی ہنگامی صورتحال کی بابت شدت سے
فکر مند ہوئی تھی۔۔۔

"ہیری ڈارلنگ۔۔آئی۔۔کک۔۔۔۔"

اپنے بیڈروم کا ان لاکڈ دروازہ آہستگی سے
کھول کر اندر داخل ہوتی وہ قدرے چہک
کر بولنا چاہ رہی تھی۔۔۔جب سامنے کے

سلگا دینے والے منظر نے اس کے الفاظ بیچ میں ہی ضبط کر ڈالے۔۔۔

ہیری جو اِیما کے گلے میں گولڈ نیکلس ڈالنے کے بعد۔۔۔اس کو اپنے مضبوط حصار میں سمیٹتا ہوا ہنوز ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ معاً چہکتی ہوئی نسوانی آواز پر ٹھٹھک کر پلٹا۔

اسی کے سنگ اِیما بھی سرعت سے مڑی تھی۔۔۔

ڈیم۔۔۔۔" وائن لاتی میڈ کی بجائے"

روزینہ کو پھٹی پھٹی بے یقین آنکھوں سے خود کی جانب تکتا پا کر ہیری کے لب شدت سے پھڑ پھڑائے۔۔۔

اس نے میڈ کو سختی سے وارن کیا بھی تھا

کہ کوئی بھی اِس روم تک نہ آنے

پائے۔۔۔۔

مگر مقابل "کوئی بھی" نہیں۔۔۔ بلکہ

اسکی "بیوی" تھی۔۔۔

وہ بیوی جو تیزی سے بھیگتی آنکھوں کے

ساتھ من من بھاری قدم اٹھاتی ان کے

قریب آئی تھی۔۔

اس دوران ہاتھ میں تھام رکھا قیمتی کالا چشمہ تو ہاتھ سے چھوٹ کر پیچھے ہی کہیں گر چکا تھا۔

"اِی۔۔اِیما۔۔۔۔؟؟؟" بند ہوتے دل کے سنگ روزینہ کے لب شدید حیرت تلے پھڑ پھڑائے تھے۔۔جو اس کا سرخ

چہرہ دیکھ کر نیکلس پر ہاتھ جماتی ہوئی اب
کہ کافی حد تک گھبرا چکی تھی۔۔۔

”روزی۔۔ تم۔۔ تم تو کل آنے والی تھی
ناں بے بی۔۔۔۔؟؟؟“ اُس کی
غیر متوقع آمد پر اپنی حیرت کو دبائے بنا
ہیری کچھ نرمی سے گویا ہوا جب روزینہ

نے بہتے آنسوؤں میں اسکا تپا چہرہ۔۔۔ پھر اس کے شرٹ لیس وجود کو دیکھا۔۔۔

اور یہی۔۔۔ یہی پر آکر اُس کا ضبط ٹوٹ کر بکھرا تھا۔۔۔

"یُو بلڈی ہور

(فاحشہ)۔۔۔۔ چٹاااخ۔۔۔۔" اگلے ہی

پل روزینہ نے اِیما کے چہرے پر رکھ کر

تھپڑ مارا۔۔تو شدت سے جلتے گال پر

حیرت سے ہاتھ جماتے ہوئے اس نے

بے اختیار شکایتی نگاہ ہیری پر ڈالی۔۔۔

جواباً وہ طول پکڑتے اِس ہنگامے پر گڑبڑا یا

تھا۔۔۔

دوستی کے نام پر سیاہ دھبہ ہو"

تم۔۔۔شرم نہیں آئی اپنی ہی بیسٹ

فرینڈ کو چیٹ کرتے

ہوئے۔۔۔ہاں۔۔؟؟؟آخر تمھاری ہمت

کیسے ہوئی میرے شوہر پر ڈورے ڈالنے

کی۔۔۔؟؟جواب دو مجھے۔۔۔؟؟؟" اس

کی شفاف گردن سے اپنا قیمتی نکلیس

جھپٹ کر اتارتی وہ۔۔۔ چیختی ہوئی مزید بپھری تھی۔۔۔

”ریلکس روزی پلیز۔۔۔۔“ ہیری نے اسے سنجیدگی سے ٹوکا۔۔ پھر آگے بڑھ کر بیڈ پر پڑی نارنجی ٹی شرٹ تھامتے ہوئے جلدی سے اپنے وجود پر چڑھائی۔۔۔

مگر وہ اس قدر بڑے ہو چکے خسارے کو
سہتی کسی کی سن ہی کہاں رہی
تھی۔۔۔۔ !!!

”تمھارا شوہر عشق کرتا ہے مجھ
سے۔۔۔۔اسے ڈوروں کا نام دے کر
یوں بدنام تو مت کرو تم۔۔۔۔“ اس کے
ناخنوں کے سبب اپنی گردن پر پڑنے

والی خراشوں پر ضبط کرتی ہوئی ایماز ہر خند
لہجے میں مسکرا کر بولی۔۔۔

تو سماعتوں میں گھلتی اس کی شستہ
انگریزی۔۔اس کی ہمت۔۔۔

اور اِس قدر اعتماد پر روزینہ مزید پاگل
ہونے لگی۔۔۔

عشق۔۔۔ہاں۔۔۔؟؟؟جان لے لوں "
گی میں تمھاری گھٹیا دھوکے باز
عورت۔۔۔(گالیاں # # )۔۔۔۔" تواتر
سے بھیگتے رخساروں کی پرواہ کیے بنا ہی
مغلفات بکتی ہوئی جہاں وہ اِیما کے کھلے
بال مٹھیوں میں دبوچ کر اسے ڈریسنگ
ٹیبل کے شیشے سے لگا چکی تھی۔۔۔وہیں

اس افتاد پر بوکھلاتا ہوا ہیری سرعت سے
اپنی پاگل ہوچکی بیوی کی طرف لپکا۔

"ہیری۔۔۔ہ۔۔۔آہ۔۔۔ بچ میڈ یو می لیو
می پلیز سیو می۔۔۔۔" روزینہ کے نم گالوں
پر خراشے ڈالتی ہوئی وہ قدرے اذیت
سے چیخ کر خود کو چھڑوانے کی ناکام
مزاحمت کر رہی تھی۔

روزی اسٹاپ۔۔۔آئی سیڈ جسٹ لیو"

ہر۔۔۔روزینہ۔۔۔!!!تڑااخ۔۔۔

۔۔!!!"اس کا شدتوں سے مچلتا وجود

بڑی مشکلوں سے قابو کر کے دور کھینچتے

ہوئے ہیری اپنے بھی بازو زخمی کروا چکا

تھا۔۔ جبھی روزینہ کو جھٹکے سے اپنی

جانب موڑ کر طیش میں آتا ہوا وہ اس کے

لال بھبھوکا چہرے پر پوری قوت سے

تھپڑ مار گیا۔

خالصتاً انگریزی میں چیختی چلاتی وہ یکدم ہی

ڈھیلی ہوئی تھی۔۔۔

ایسے میں سینے میں پڑتی ٹھنڈ پر اِیما کے

لب شاطرانہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

"تم۔۔۔تم نے مجھ پر ہاتھ

اٹھایا۔۔۔؟؟؟" آہستگی سے سلگتے گال کو

چھوتی ہوئی روزینہ بے یقینی سے اس سے

پوچھ رہی تھی۔۔

آنسو ٹوٹ کر گالوں پر پھسلے۔۔۔

"اِیما۔۔۔ تم جاؤ یہاں سے۔۔۔ جسٹ گو۔۔۔" اس کا جواب دینے کی بجائے وہ ایما کو فوری وہاں سے جانے کا بول رہا تھا۔۔

"اس سب کا بدلہ میں تمھیں برباد کر کے لوں گی۔۔۔ تم دیکھنا۔۔۔" نیچے گرا اس کا قیمتی نیکلس اٹھاتی اِیما کرختگی سے دھمکا

کراگلے ہی پل تندہی سے کمرے سے

نکلتی چلی گئی۔۔۔تو روزینہ نے قدرے

تاسف سے لب بھینچ کر ہیری کی جانب

دیکھا جہاں رتی بھر بھی کوئی شرمندگی

نہیں تھی۔۔۔

"توکیا سچ میں تم اس کے عشق میں گرفتار

ہو چکے ہو ہیری۔۔۔۔؟؟؟تم۔۔۔تم

نے بھی مجھے اس۔۔اس ڈائن کے ساتھ مل کر فریب دیا ہے۔۔۔۔" معاً اسے گریبان سے دبوچتی وہ پھر سے بپھری تھی۔۔۔اور اُس کا یہ رویہ ہیری کو ایک آنکھ بھی نہیں بھایا تھا۔

"ہاں دیا ہے۔۔۔۔دیا ہے میں نے تمھیں فریب۔۔۔تو۔۔۔؟؟ کیا

کرلوگی۔۔۔؟؟؟" درشتگی سے اس کے ہاتھ جھٹکتا اب کی بار وہ بھی دہاڑا تھا۔

روزینہ پل بھر کو تھمتی شدت سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔

وہ تو اس کا دیوانہ تھا۔۔۔ پھر ایسے کیسے بدل سکتا تھا بھلا۔۔۔؟؟؟

نہیں نہیں نہیں۔۔۔آئی ناؤ تمھیں "
صرف مجھ سے محبت ہے۔۔۔تم سر تا پیر
صرف مجھے چاہتے ہو۔۔ایسا کر ہی نہیں
سکتے تم۔۔۔" اس کا تپا ہوا سرخ چہرہ
اپنے ہاتھوں میں لیتی۔۔۔وہ روتی ہوئی
اُس سے زیادہ خود کو یقین دلا رہی
تھی۔۔۔

اس کی بات پر ہیری کی آنکھوں میں صاف تمسخر سمٹ آیا۔۔۔

"میں ایسا کر سکتا ہوں۔۔۔کر سکتا ہوں" کیونکہ میں بھی تمہی سا ہوں روزی۔۔۔۔اگر تم عورت ہو کر۔۔۔اپنے سابقہ شوہر کے عشق کو

جھٹلاتے ہوئے دوسری محبت کرنے کا ہنر رکھ سکتی ہو تو پھر ایک رنگ باز مرد ہو کر میں کیوں نہیں۔۔۔۔؟؟؟" عریاں بازوؤں سے دبوچ کر سلگتے لفظوں کی گھری مار مارتا ہوا وہ روزینہ کو ششدر رہی تو کر گیا تھا۔

افففف۔۔۔اس قدر گہرا

طعنہ۔۔۔۔۔!!!

بھیگے گالوں پر پڑی خراشیں اس کے اندر

کی جلن کو مزید بڑھا گئی تھیں۔۔۔

"وہ میری غلطی تھی ڈیم۔۔۔۔بہت بڑی

غلطی۔۔۔مگر عشق تو میں نے صرف

تمھی سے کیا ہے ناں ۔۔ سس ۔۔ سنو ناں ہیری پلیز ۔۔۔ پلیز ڈونٹ ڈو دِس ۔۔۔ تم صرف میرے ہو ۔۔۔ یہ سب برداشت نہیں ہوگا مجھ سے ۔۔۔ م ۔۔ میں مرجاؤں گی یا پھر اسے مار ڈالوں گی ۔۔۔" شدتِ بے بسی سے تلملا کر بولتی ہوئی وہ مقابل کو بڑی زہر لگی تھی ۔۔۔

روزینہ کا لفظ لفظ اس کو شرمندگی میں

دھکیلنے کی بجائے الٹا اُس با اختیار شخص کی

ضد کو بڑھاوا ہی تو دے رہا تھا۔۔۔

تو پھر مرجاؤ میری طرف سے۔۔آئی"

ڈیم کیئر۔۔۔۔۔" معاً دانت پیس کر

سفاکی سے بولتا ہوا وہ مزید وہاں نہیں رکا

تھا بلکہ اسے بے دردی سے خود سے پرے

دھکیلتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پیچھے وہ اپنے بال دبوچ کر گرنے کے

سے انداز میں نیچے بیٹھتی ہوئی شاید یہ

بھول چکی تھی۔۔۔ بھول چکی تھی

کہ۔۔۔ گزرے وقت میں کوئی اُس کے

لیے بھی۔۔۔ بالکل ایسے ہی تڑپا

تھا۔۔۔

اور بڑی شدتوں سے تڑپا تھا۔۔۔۔

RJ NOVELIST

"جنید۔۔۔؟؟آپ ٹھیک

ہیں۔۔۔؟؟؟سب خیریت تو ہے ناں

اتنے اپ سیٹ کیوں ہیں

آپ۔۔۔؟؟؟" وہ اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کو سوتا چھوڑ اپنے روم میں چلی آئی تھی۔۔ مگر اپنے شوہر کو ہاتھ میں پکڑا موبائل فون درشتگی سے بیڈ پر اچھالنے کے بعد سر تھامتے دیکھ شدت سے ٹھٹھکی۔۔۔

پھر خود بھی الجھ کر اس کے پاس آ کر

بیٹھتی ہوئی قدرے پریشانی سے پوچھنے

لگی۔۔۔

"راشدہ۔۔۔ کیا بتاؤں اب میں

تمھیں۔۔۔ عنقریب بہت بڑا خسارہ بھگتنا

پڑے گا اب ہمیں۔۔۔!!!" وہ اپنی

دکھتی کنپٹیاں مسلتا ہوا بڑے ضبط سے

بول رہا تھا۔

اُس کی بات سنتی راشدہ چونکی۔۔۔

جنید کم ہی اُس سے اپنے کام کو لے کر ڈسکشن کرتا تھا۔۔۔

مگر اب تو معاملہ کافی حد تک سنگین پڑتا دکھائی دے رہا تھا۔

"کیسا خسارہ جنید۔۔۔؟؟؟ کیا بات ہوئی ہے کھل کر بتائیں مجھے۔۔۔؟؟؟"

اس کی پریشانی میں ہمدرد بنتی وہ جاننے کو بے تاب ہوئی تو اسکے ہاتھ تھامنے پر جنید نے تھکا ہوا چہرہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔

میرا بددماغ کولیگ۔۔۔زیدان عالم"
درانی میری پریشانی کی حقیقی وجہ ہے
راشدہ۔۔۔وہ خبطی

بندہ۔۔۔اُففف۔۔۔اچھا بھلا فارن
پراجیکٹ ہاتھ لگا تھا ہمارے۔۔۔مشترکہ
طورپر ڈیل سائن کرنے کے بعد ہم
دونوں ہی اسے مل کر ہینڈل کرنے والے
تھے۔۔۔مگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ اُس

کے بغیر میں اکیلا کڑوڑوں کی یہ ڈیل افورڈ

نہیں کر سکتا۔۔۔ عین وقت پر مکر گیا وہ

کمینہ۔۔۔" مٹھیاں بھینچ کر۔۔۔ چبا چبا

کر بولتے ہوئے جنید کا بس نہیں چل رہا

تھا کہ اِس سرعام ناانصافی پر جا کر زیدان

کا سر پھاڑ ڈالے۔۔۔۔

اُس کے محض ایک انکار کے

سبب۔۔۔سارے معاہدے کا ستیاناس

ہونے کو تھا۔۔۔

جبکہ اپنے کام کو لے کر تو جنید ڈھائی کڑوڑ

لگانے میں پہل کر بھی چکا تھا۔۔۔

اگر جو وہ اب بھی نہ مانتا تو ڈبل منافع
ہاتھ لگنے کی بجائے ایک بڑا خسارہ اسکی
قسمت کو سیاہ کر سکتا تھا۔۔۔

زیدان عالم درانی" کا نام سنتے ہوئے"
راشدہ نے پل بھر کو نگاہ چراتے ہوئے
شدت سے اپنا نچلا لب کچلا۔۔۔

کیا کچھ تازہ نہیں ہوا تھا اسکی یاداشت میں۔۔۔۔

سسکتی منتیں۔۔۔

لالچ دیتا نسوانی لہجہ۔۔۔

دھمکیوں پر اترتی پُر اثر پھنکاریں۔۔۔

وہ ایسا نہیں تھا۔۔۔ لیکن پچھلے کئی دنوں"
سے اس کی عجیب حرکتوں نے مجھ سمیت
باقی سب کو بھی پریشان کر رکھا
ہے۔۔۔ بارہا کنوینس کر چکا میں ہوں
اسے۔۔۔ مگر۔۔۔ وہ ہے کہ۔۔۔ میں بتا
رہا ہوں راشدہ۔۔۔ اگر جو زیدان عالم
درانی اس فارن ڈیل کے لیے. بروقت
راضی نہ ہوا تو میں، تو بڑا نقصان جھیلوں گا

ہی۔۔۔ مگر ساتھ میں اُس کمینے پر بھی فراڈ کا کیس تھوپوں گا۔۔۔۔۔“ مزید بتاتے ہوئے اس کا تپا ہوا لہجہ قطعیت بھرا تھا۔۔۔

معاً راشدہ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اُس کے مردانہ ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔

اس دوران ڈوبتے دل نے بھی پل میں اپنے پریشان شوہر کے حق میں قطعیت بھرا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

ایک بالکل صحیح فیصلہ۔۔۔۔!!!

شاید میں جانتی ہوں کہ وہ کچھ دنوں "
سے ایسی عجیب حرکتیں کیوں کررہا
ہے۔۔۔؟؟؟" بڑی جرات سے، ذرا
جھجک کر اصل مدعے کا آغاز کرتی ہوئی
راشدہ۔۔ جنید کو ٹھٹھک کر حیرت
سے اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کرگئی تھی۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟ت۔۔ تم جانتی"
ہو۔۔؟؟اگر جانتی ہو تو بتاؤ ناں مجھے
بھی۔۔آخر کیوں کر رہا ہے وہ یہ
سب۔۔۔۔؟؟؟" بے چینی سے اسکی
جانب مکمل پلٹتا ہوا وہ اسے فربہ کندھوں
سے تھامے پوچھ رہا تھا۔۔

راشدہ نے جنید کی ٹٹولتی ہوئی سرخ

آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دو پل کا وقفہ

لیا۔

"جب ایک ٹھیک ٹھاک مرد کو اِس جھوٹی

خبر پر یقین آجائے ناں کہ وہ ساری زندگی

کبھی باپ نہیں بن سکتا۔۔۔تو مینٹلی

ڈسٹربنس کے سبب ایسی جذباتی منمانیاں

کرنا بہت کا من سی بات ہو جاتی ہے

پھر۔۔۔ "فقط اپنے شوہر کی

خاطر۔۔۔ قدرے ٹھہر ٹھہر کر بتاتی ہوئی

راشدہ جہاں سیاہ حقیقت سے پردہ اٹھی

گئی تھی۔۔۔ وہیں تیزی سے گزرتے ان

معلوماتی پلوں میں، حیرت تلے دبا جنید

ایک ایک بات جان کر اب بہت کچھ

سوچنے پر مجبور ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

"تیری غور سے دیکھ ڈرائیور چاچے۔۔۔ خود کی ہی بیٹی ہے یہ۔۔۔ کافی خوبصورت بھی ہے۔۔۔ ہے ناں۔۔۔؟؟؟" وہ سانولی رنگت کا شاطر شخص اپنے موبائل کی چمکتی اسکرین آگے کرتا

ہوا۔۔۔بے یقینی تلے دبے اڑتالیس سالہ
ناصر کو بڑے مزے سے اُس کی منجھلی بیٹی
کی تصاویر دِکھاتا چلا جا رہا تھا۔۔۔

ر۔۔رانی۔۔؟؟؟م۔۔میری"
بچی۔۔۔۔"بنا کسی چادر دوپٹے کے
رسیوں کی مدد سے کرسی کے ساتھ

جکڑی ہوئی رانی اپنے پریشان باپ کے
ہوش اڑانے کو کافی تھی۔۔

وہ بے چارہ تو رانی کی طویل غیر موجودگی
پر اب مجبوراً اپنے رشتے داروں سے اُس
کی بابت پوچھنے جا رہا تھا۔۔ مگر یکدم
ویران سے رستے میں ملتے اِس انجان

شخص نے اپنی گھٹیا کرتُوت دکھا کر اس کا

دماغ سُن ڈالا تھا۔۔

"بالکل تیری جوان بچی اس وقت میرے

قبضے میں اپنی سُدھ بُدھ کھوئے ہوئے

ہے۔۔۔" شہاب نے انگھوٹے سے

اسکرین کو مسلتے ہوئے قدرے خباثت

سے جتایا۔۔۔

اپنے ایک دوست کے سنگ سنسان راہ سے اُس لڑکی کو اٹھانا اس کے لیے زیادہ مشکل کام نہیں تھا۔۔۔

معاً آپے سے باہر ہوتا ناصر دونوں ہاتھوں سے اُس توانا۔۔ کمینے شخص کا گریبان دبوچ گیا۔۔۔

"چھوڑ دے میری بیٹی کو ورنہ جان لے لوں گا میں تیری۔۔۔۔ چھوڑ دے اُسے گھٹیا انسان۔۔۔ ہاااہ۔۔۔ہ۔۔۔۔" غصے سے چلاتا ہوا ناصر مقابل کو مکے مارنے کی ناکام کوششوں میں ہانپ سا گیا تھا۔۔

کیونکہ شہاب نے بڑی مہارت سے اس
کی مردانہ کلائی بروقت پکڑ کر مڑور ڈالی
تھی۔۔۔

"ابے اوئے کھوسٹ چاچے۔۔۔یہ کمزور
سے ہاتھ پیر چلانے کی بجائے اب میری
بات دھیان سے سن تُو۔۔۔اگر نہیں
چاہتا کہ تیری رانی ہوش میں آنے کے

بعد میری دسترس میں بھی آ جائے۔۔۔تو

جیسا میں کہتا ہوں ویسا کر۔۔۔۔" وہ چبا

چبا کر پھنکارتا ہوا اگلے ہی پل تندہی سے

اسکی دکھتی کلائی چھوڑ گیا۔۔۔تو حد درجہ

پریشان ہو چکے ناصر نے نم آنکھوں سے

اس کی جانب دیکھا۔

اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ عزت کی روزی روٹی کھانے والا وہ عام سا بندہ کب مقابل غنڈے کا دشمن بن بیٹھا تھا۔۔۔؟؟؟

کیوں راہ جاتی اُس کی جوان لڑکی کو ڈھلتی صبح میں ہی اٹھا لیا گیا تھا۔۔۔؟؟؟

بتاؤ۔۔کک۔۔۔کیا کرنا ہوگا"

مجھے۔۔۔؟؟" شدت سے ڈوبتے دل پر

قابو پاتا ناصراب بڑے ضبط سے پوچھ رہا

تھا۔

جواباً چھوٹے بڑے مختلف جرائم میں

ملوث شہاب مطمئن ہوتا کمینگی سے

مسکرایا۔۔۔

پھر سیاہ لبوں کی مسکراہٹ سمیٹ کر اس کے لرزتے کندھے پر ہاتھ جماتا ہوا ذرا قریب ہوا۔

”جس کو ڈیلی اسکول چھوڑنے اور لے جانے کی ذمہ داری تُو نے اٹھا رکھی ہے ناں ڈرائیور چاچے۔۔۔مجھے بس وہ بچہ

چاہیے۔۔۔" وہ کچھ رازداری سے بولا تو اس کی ڈیمانڈ جان کر ناصر نے چونکتے ہوئے قدرے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اس کا مسکراتا چہرہ دیکھا۔

اُسے تو لگا تھا کہ وہ اس سے کسی بڑی رقم کی ڈیمانڈ کرے گا۔۔۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔

درحقیقت تو وہ اس کا حریف تھا ہی نہیں۔۔۔

وہ تو اُسکی آڑ میں فقط درانی خاندان سے دشمنی پالے ہوئے تھا۔۔۔

مگر کیوں۔۔۔؟؟؟

کل تُو اس بچے کو معمول کے مطابق "

اسکے گھر سے اٹھائے گا۔۔۔ مگر اسکول

لے جانے کی بجائے سیدھا میری بتائی

جگہ پر لے کر آئے گا

سمجھا۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔ جن جن اذیتوں

میں۔۔۔ میں تجھے مبتلا کروں گا وہ تُو سوچ

بھی نہیں سکتا۔۔۔" ناصر کی تقریباً
سفید ہو چکی داڑھی کو مدھم سا کھینچ کر
پھنکار کر دھمکاتا ہوا وہ اُس کو مزید
وحشتوں میں ڈال گیا تھا۔۔۔

بلاشبہ شہاب کو اُس بچے تک رسائی کا
سب سے آسان طریقہ فی الحال یہی
ڈرائیور دکھائی پڑ رہا تھا۔۔۔

گزشتہ روز وہ فیک ڈرائیور بن کر ناصر

کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی حمزہ کو

اسکول سے لینے گیا تھا۔۔۔یہ کہہ کر

کہ۔۔۔

"پہلے ڈرائیور کی طبیعت ناساز ہو چکی ہے

جبھی گھر والوں نے ناصر کی جگہ اسے بھیج

دیا ہے۔۔۔"

مگر گیٹ پر کھڑے چوکنے گارڈ نے سخت رولز کے سبب یہ کہتے ہوئے صاف منع کر دیا تھا کہ۔۔۔

"جب تک پیرنٹس خود انھیں یہ بات کنفرم نہیں کر دیتے۔۔۔ تب تک وہ بچے کو کسی بھی ایرے غیرے شخص کے ساتھ نہیں بھیج سکتے۔۔۔"

اور نتیجتاً شہاب مٹھیاں کَستا ہوا ناکام
واپس لوٹ آیا تھا۔۔۔

آخر تم ایسا کرنا کیوں چاہتے "
ہو۔۔۔؟؟؟ مم۔۔۔میں یہ کام نہیں کر
پاؤں گا۔۔۔اُن کا برسوں پرانا اعتبار اٹھ
جائے گا مجھ پر سے۔۔ تمھیں خدا کا واسطہ

ہی ہے،،، ت۔۔۔ تم۔۔۔ تم کچھ کیسے بنا

میری رانی کو صحیح سلامت واپس لوٹا

دو۔۔۔۔"تڑپتے ہوئے دل کے راضی نہ

ہونے پر جہاں ناصر نے بے اختیار اس

کے آگے لرزتے ہاتھ جوڑے

تھے۔۔۔وہیں اس کے ترلے منتوں پر

شہاب کا دماغ سلگا۔

اب اوئے دو کوڑی کے ”

ڈرائیور۔۔۔دوسروں کا اعتبار چاہتا ہے

تُو۔۔۔؟؟ یا پھر خود کی عزت۔۔۔۔؟؟ یہ

فیصلہ تجھے کرنا ہے اور ابھی کے ابھی

کرنا ہے۔۔۔اگر پولیس یا کسی اور کو بیچ

میں انوالو کر کے تُو نے میرے ساتھ ذرا

سی بھی چالاکی کی۔۔۔تو یاد رکھنا بدلے

میں تجھے تیری رانی کی لاش ہی ملے گی

بس۔۔۔" شہاب نے بے دردی سے

اسکا گریبان دبوچتے ہوئے جہاں بڑی ہی

سفاکی سے دھمکایا تھا۔۔۔وہیں ناصر بہتے

آنسوؤں میں سر جھکاتا ہوا حد درجہ کمزور

پڑا تھا۔۔۔

"ٹییی۔۔۔ٹییییی۔۔۔" معاً پیچھے

سے آتی گاڑی نے باآوازِ بلند ہارن

بجایا،،،تو قدرے سست روی سے گاڑی چلاتا ناصر اپنے گزشتہ روز کے خیالوں سے قدرے چونک باہر آیا۔۔۔

پھر سر جھٹکتے ہوئے پچھلی گاڑی کو ذرا سا راستہ دیتا ہوا خود کی رفتار بھی تیز کر گیا۔۔۔

اگلے ہی پل ناصر کی
نم۔۔۔سرخ۔۔۔آنکھیں بیک ویو مرر پر
پڑی تھیں۔۔۔

”مجھے معاف کر دینا میرے
بچے۔۔۔اپنی اولاد کی خاطر میں یہ سب
کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔۔۔۔“ پچھلی
سیٹ پر حمزہ شاہ زین کا بے سدھ پڑا وجود

افسردگی سے تکتے ہوئے اس کے لرزتے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے تھے۔۔۔

RJ NOVELIST

وہ اس کی وارن کرتی ہوئی سخت نگاہوں سے بچ بچا کر۔۔۔ بہانہ لگاتی سیدھا کچن میں چلی آئی تھی۔۔۔۔

آج رمیض نے امریکہ سے آئے اپنے جگری دوست فیضان اور اُسکی فرنگی بیوی صوفیہ کو اسپیشلی گھر پر انوائٹ کیا تھا۔۔۔

مگر اپنی دبی بھڑاس نکالنے کو۔۔جذبات میں آکر جو پنگا وہ اُس خطرناک شخص سے

جانتے بوجھتے لے بیٹھی تھی۔۔۔اب اُسکا انجام سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔

رمیض عالم درانی نے بطورِ شیف سارے پُرذائقہ دعوتی کھانے بذاتِ خود اپنے ہاتھوں سے تیار کیے تھے۔۔۔

مگر پھر ایپرن، کیپ اتار کر فریش ہونے کی غرض سے جیسے ہی وہ اپنے روم میں گیا تھا۔۔۔حیا فوری دبے قدموں کچن میں چلی آئی تھی۔

دل کو بھاتی خوشبوؤں کو بمشکل اگنور کرتی ہوئی وہ نمک دانی اٹھاتی تیزی سے

اُس کے تیار شدہ کھانوں کی جانب آئی تھی۔

پھر اُس کی بڑی محنت سے تیار کی گئی اسپیشل ڈِش "چکن پیڈ تھائی نوڈلز" کا انتخاب کرتی معنی خیزی سے مسکرائی۔۔۔

بہت ہی کم وقت لگا تھا حیا وقاص کو نوڈلز

میں آدھی نمک دانی انڈیل کر اُسکا

ستیاناس کرتے ہوئے۔۔۔

جلدی جلدی سے اچھی طرح مکس کرتی وہ

جس خاموشی سے یہاں آئی تھی،، اُسی

خاموشی سے اپنے پیچھے شک و شہبات کی

کوئی گنجائش چھوڑے بنا ہی کچن سے باہر نکلتی چلی گئی۔۔۔

مگر پھر کھانے کی ٹیبل پر کیا ہوا تھا۔۔۔!!

فیضان اور صوفیہ نے جتنے اشتیاق سے وہ نوڈلز چکھے تھے۔۔۔اتنی ہی تیزی سے

منہ کے زاویے بری طرح سے بگاڑتے
ہوئے وہ سپائسی نوڈلز بے اختیار وہیں
تھوک بھی ڈالے تھے۔۔۔

نتیجتاً رمیض نے حیرت سے اُنھیں بنا
دیری کے گھٹاگھٹ پانی چڑھاتے
دیکھ۔۔۔ خود بھی پریشانی سے اپنے بنائے
ہوئے نوڈلز چکھے تھے۔۔۔

زہر ہوتا نمک منہ میں گھلتے ہی اُس نے جن نگاہوں سے گھبرا چکی حیا کو دیکھا تھا۔۔۔وہ تاثر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑانے کے لیے کافی تھا۔۔۔

"افففف۔۔۔۔!!!" معاً سر جھٹک کر اپنی سوچوں کا تسلسل توڑتی حیا نے گلاس میں

بچے پانی کا آخری گھونٹ بھی جلدی سے

اندر نگلا تھا۔۔۔

پھر خود کو ریلکس کرنے کی غرض سے

چہرے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی کچن کی دہلیز

کی جانب لپکی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر نکل پاتی۔۔ عین وقت پر کچن میں داخل ہوتے رمیض نے اسے ٹھٹھک کر وہیں رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

"ک۔۔کیا بات ہے۔۔؟؟ایسے میری طرف کیوں آ رہے ہیں آ۔۔آپ۔۔۔؟؟؟" اسے قدرے

سنجیدگی کے ساتھ قدم قدم اپنی جانب آتا دیکھ۔۔۔حیا بھی اپنے قدم پیچھے کو لیتی ہوئی خائف سی بولی۔۔۔

حلق تر کرتے ہوئے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہوئی تھیں۔۔۔

مگر وہ تھا کہ بنا رکے۔۔۔ڈھٹائی سے اس کے قریب آتا چلا جا رہا تھا۔۔۔

"ر۔۔ رمیض اسٹاپ۔۔۔۔ پلیز۔۔دور رہیں مجھ سے۔۔۔۔۔" قدرے چونک کر شیلف کے ساتھ لگتی وہ ایک بار پھر سے اُسے سہم کر ٹوک چکی تھی۔۔۔

معاًگر میض قریب ترین آ کر رکتا

ہوا،،،،اسکے دائیں بائیں شلیف پر اپنی

ہتھیلیاں جما گیا۔۔۔تو خود کو اُسے کے

حصار میں مقید ہوتا دیکھ حیا حیرت تلے

گڑ بڑا کر رہ گئی۔۔۔

"میرے بنائے گئے نوڈلز میں ڈھیروں

نمک ملا کر اسے زہر بنانے والی تمہی تھی

ناں وائفی۔۔۔۔۔۔؟؟؟" ذرا سا اُس پر جھک کر سرد ترین لہجے میں پوچھتا ہوا وہ حیا کو نگاہیں چرانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

"ن۔۔ نہیں تو۔۔۔۔ شیلف میں" گھسنے کی ناکام کوشش میں وہ جھوٹ بولتی ہوئی ہکلائی۔۔

نہیں۔۔۔؟؟؟" اُس کے یوں صاف"

صاف مکر جانے پر رمیض زور دے کر

غرایا۔۔۔تو حیا نے ہڑبڑا کر اس کی تپش

دیتی سنجیدہ۔۔۔نگاہوں میں دیکھا۔۔

"مقابل کے رعب میں" ہ۔۔ہاں۔۔۔۔ آتے ہوئے اس کے پنکھڑی لب بڑے ہولے سے پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔

"مجھے میرے دوست اور اسکی فرنگی بیوی کے سامنے ذلیل کروانے کی اب کیا سزا دوں میں تمھیں۔۔۔؟؟؟ ہممم۔۔۔۔؟؟؟" اس

کے سہمے اعتراف پر سر کو جنبش دے کر نیا سوال کرتا ہوا وہ اس کے پریشان نقوش کو قریب سے بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ک۔۔ کوئی بھی نہیں۔۔۔" نچلا لب کچل کر معصومیت سے بولتے ہوئے حیا کے دل کی گداز دھڑکنیں تیز سے تیز ہوتی چلی جا رہی تھیں۔۔۔

ایسے میں اس کے پنکھڑی لبوں پر اپنی
بھٹکتی ہوئی نگاہوں کا زاویہ فوری بدلتے
ہوئے رمیض کے دل نے ہولے سے
کروٹ بدلی تھی۔۔۔

"یہ تو واہیات حرکت کرنے سے پہلے
سوچنا چاہیے تھا تمھیں۔۔۔۔!!" بظاہر

اپنے لہجے کو سخت بناتا وہ حیا کی غلافی نگاہیں نم کر گیا تھا۔

”س۔۔ سوری۔۔۔۔“ اپنے انجام کی بابت سوچتی حیا۔۔بے اختیار مٹھیاں بھینچتی ہوئی روہانسی لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اسے واقعی میں گھر آئے مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک زیب نہیں دیتا تھا۔۔۔ مگر اسکا ارادہ تو فقط اُس سرد مزاج انسان کو ہی سبق سکھانے کا تھا ناں۔۔۔۔

اس دوران پیچھے سے کسی نہ کسی کے آجانے کی بھی فکر الگ سے لاحق تھی اسے۔۔۔۔

لفظ سوری سے میری کوئی واقفیت نہیں"
ہے۔۔۔جب تمھیں اچھے سے میری
طبیعت کا پتا تھا کہ میں کس حد تک
خطرناک شخص ہوں۔۔۔غصے میں
آجاؤں تو کیا کیا کر سکتا ہوں۔۔پھر
بھی۔۔۔پھر بھی تم نے جانتے بوجھتے مجھ
سے الجھنے کی ہمت کی۔۔۔؟؟؟یہ سب

فضولیات کر کے میری توجہ پانا چاہ رہی

ہو تم حیا رمیض عالم

درانی۔۔۔ ہوں۔۔۔؟؟؟" اسکی دلچسپ

حالت پر رمیض اپنی مسکراہٹ باآسانی

دبا کر بولتا ہوا اس پر مزید جھکا۔۔۔

تو اسکی بے باکی پر ہراساں ہوتی حیا جہاں

اپنا سرخ ہو چکا چہرہ مزید پیچھے کو کرتی

ہوئی بے اختیار اس کے کسرتی سینے پر

ہتھیلیاں جما گئی تھی۔۔۔وہیں شیلف پر

قریب ہی پڑی لائٹر گن،،،رمیض باآسانی

اپنے گرفت میں لے گیا۔۔۔

"آپکو سمجھ نہیں آتا ذرا دور ہٹ کر بات

کریں مجھ سے۔۔ا۔۔اور۔۔ایسا کچھ بھی

نہیں ہے۔۔میں تو بس اپنے اندر

دبی۔۔۔بھڑا۔۔۔س۔۔۔۔" حیا دبے

دبے غصے میں بولتی اپنی صفائی دینا چاہ رہی
تھی جب وہ اچانک سے لائٹر کا ٹریگر دبا کر
شعلہ ابھارتا ہوا اس کے چہرے کے
سامنے لے آیا۔۔۔

"ہاں تو پھر بتاؤ مجھے۔۔۔!!! کہاں سے
سُلگانا شروع کروں میں
تمھیں۔۔۔؟؟؟ اس دماغ

سے۔۔۔؟؟جس نے تمھیں اپنے شوہر

کے خلاف ایسا فضول قسم کا آئیڈیا

دیا۔۔۔۔ یا پھران کانپتے ہاتھوں

سے۔۔۔؟؟جنھوں نے تمھارے اس

بکواس آئیڈیے کو پورا بھی کر کے

دکھایا۔۔۔ ہوں۔۔؟؟جواب

دو۔۔۔؟؟؟" بھڑکتے شعلے کو اسکے

خائف زدہ چہرے کے قریب قریب لہراتا

رمیض۔۔اگلے ہی پل مومی کلائی اپنی مضبوط ترین گرفت میں لے کر شعلہ قریب کرتا ہوا حقیقی معنوں میں حیا کے ہوش اڑا چکا تھا۔۔۔

"ر۔۔رمیض نہیں۔۔۔نہیں پلیز یہ نہیں کریں میرے ساتھ۔۔۔م۔۔میں آپ سے کبھی الجھنے کی غلطی نہیں کروں

گی اب۔۔۔ کوسوں دور رہوں گی آپ

سے آئی سوئیر۔۔۔۔۔۔"مقابل کی

سنگدلی پر جہاں حیا کے دل کی بے ترتیب

دھڑکنیں خوف تلے شدتوں سے

پھڑپھڑائی تھیں۔۔۔وہیں جل جانے کے

ڈر سے حددرجہ گھبراہٹ میں دبادباسا

چیختی ہوئی اب کہ وہ رو دینے کو تھی۔۔۔

مقابل سے پنگا لینا کتنے خسارے میں ڈال گیا تھا ناں اُسے۔۔۔۔ !!!

معاًرمیض نے جھٹکے سے آگ کا شعلہ بجھاتے ہوئے لائٹر گن کو واپس شلیف پر پٹخا تھا۔۔۔

اُس نازک سی لڑکی کی توپلوں میں بس
ہوگئی تھی اس کے سامنے۔۔۔

اور اگر میں تمھیں خود سے دور ہی نہ"
جانے دوں تو۔۔؟؟قریب رہ پاؤ گی
میرے۔۔۔؟؟؟"اس کے سرخ گالوں
پر ٹوٹ کر پھسلتے آنسوؤں کو بڑی نرمی
سے صاف کرتا ہوا وہ اسکی بھیگی دلکش

آنکھوں میں دیکھ کر مدھم گھمبیر لہجے میں
گویا ہوا۔۔۔ توحیا
مقابل کے پل پل بدلتے روپ پر شدت
سے چونکتی ہوئی اس کے وجیہہ نقوش دیکھ
کر رہ گئی۔۔۔

پھر ہولے سے نفی میں سر ہلاتی رمیض کو اس کی توقع کے مطابق جواب دے گئی تھی۔۔۔

"جب تک میں اپنے حقیقی مجرم سے آشنا نہیں ہو جاتی۔۔۔ تب تک مجھ سے کوئی بھی امید لگانے کی حماقت مت کیجیے گا۔۔۔۔۔۔" برہمی سے کہتی ہوئی وہ

مزید اس کی بولتی ہوئی۔۔۔ گہری سیاہ
آنکھوں میں دیکھ نہیں پائی تھی۔۔۔ بلکہ
پوری قوت لگا کر اسے خود سے پرے
دھکیلتی ہوئی وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔۔۔

پیچھے وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر کھولتا
گہرا سانس بھر گیا۔۔۔ پھر شکست زدہ سا

بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا خود بھی وہاں

سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔

RJ NOVELIST

"ڈاکٹر راشدہ۔۔۔ میری وائف

ہیں۔۔۔" سماعتوں میں اترتی اسکے

کولیگ کی دھماکہ کرتی آواز نے زیدان

کے گاڑی چلانے کی اسپیڈ حد درجہ بڑھا دی تھی۔۔۔

کچھ دیر پہلے آفس روم میں جو بھیانک ترین انکشاف اُس پر کھلا تھا۔۔۔اسکے بعد اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پلکیں جھپکاتے ہی گھر پہنچ جائے۔۔۔

"وہ رپورٹ۔۔فیک تھی مسٹر

زیدان۔۔۔ حقیقت اس کے بالکل

برعکس ہے۔۔۔۔"کس قدر مضبوط لہجہ

تھا ناں اُس عورت کا۔۔۔

اس قدر مضبوط کہ زیدان

ساکت۔۔۔پھیلی نگاہوں سے اُس کا خفت

زدہ سا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔۔۔

م۔۔مطلب۔۔۔؟؟؟" اس کے لیے"
زیادہ بولنا محال ہی تو ہوا تھا اُس پل۔۔۔۔

"مطلب یہ کہ۔۔۔آپ کسی بھی محرومی
کا شکار نہیں ہیں۔۔۔ باپ بننے کی
صلاحیت موجود ہیں آپ میں۔۔۔۔ مگر
آپکی وائف۔۔۔آئی ایم سوری ٹو

سے۔۔۔وہ بانجھ پن کا شکار ہیں اس لیے کبھی ماں نہیں بن سکتیں۔۔۔۔" تپتے دماغ میں مسلسل ہوتی آوازوں کی بازگشت پر اُس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔۔۔

رئیل رپورٹس بھی اس کے سامنے پیش کی گئی تھیں۔۔۔

مگر وہ اتنی آسانی سے یقین کرنے کو تیار

ہی کہاں تھا بھلا۔۔۔۔!!!

کیونکہ حقیقی اعتبار تو اس نے اپنی بیوی کی

سچائی۔۔۔

قسم۔۔۔۔

محبت۔۔۔۔

پر کیا تھا۔۔۔اور دل سے کیا تھا۔۔۔

جبھی تو۔۔۔ جبھی تو وہ کسی اور ہاسپٹل

میں اپنے پرسنل ٹیسٹ کروانے نہیں گیا

تھا۔۔۔

میں کیسے مان لوں کہ یہ سب سچ"

ہے۔۔۔؟؟اگر پہلی بار جھوٹ بولا جا

سکتا ہے تو اب کیوں نہیں۔۔۔؟؟؟ یا

پھر یہ سوچوں کہ تم دونوں نے فراڈ

کر کے میری ذات کا تماشہ

بنایا۔۔؟؟جس فارن ڈیل سے میں نے

ہاتھ روکا تھا اُسی چیز کا بدلہ اِس بے ہودہ

صورت میں لیا گیا ہے مجھ

سے۔۔۔ ہھمم۔۔۔؟؟؟" وہ

مشتعیل سا ٹیبل پر ہاتھ مارتا اپنا ضبط کھو رہا تھا۔۔۔

بگڑے تنفس کے ساتھ اسٹیرنگ پر اپنی پکڑ مزید سخت کرتے ہوئے اس نے اسپیڈ ایک سو بیس سے کم نہیں ہونے دی تھی۔۔۔

اول بات تو یہ کہ ہمارا لفظ سچ ہے"

زیدان عالم درانی۔۔۔اور رہی بات فراڈ

کی تو جان لو کہ وہ ہم نے نہیں۔۔۔بلکہ

تمھاری خود کی بیوی نے تم سے کیا

ہے۔۔۔۔میں مانتا ہوں کہ میری بیوی

نے گمراہ ہو کر حسنہ وقاص کا وقتی ساتھ

ضرور دیا تھا۔۔۔ مگر راشدہ کو

آنسوؤں۔۔لالچ اور دھمکیوں کے زیرِ اثر

اس حد تک لانے والی بھی تمھاری ہی

بیوی تھی۔۔۔"اب کی بار آفس کے

بند روم میں درشتگی سے باور کرواتے

ہوئے اُسے کا دل بند کر دینے والا اس کا

کولیگ جنید اصغر تھا۔۔

ہاں۔۔۔ہاں وہ رونگھٹے کھڑی کرتی اس

بدترین حقیقت کو بھی تہمت سمجھ کر

جھٹلا دیتا۔۔۔اگر جو بطورِ

ثبوت۔۔۔روم میں لگے خفیہ کیمرے کی

بدولت اپنی محبوب بیوی کو بڑی رقم

پکڑاتے ہوئے نہ دیکھتا تو۔۔۔۔۔

آآآآآااااہ۔۔۔۔ہ۔۔۔۔"دماغ کی"

پھٹتی رگوں پر گاڑی روکتے ہی زیدان

اسٹیرنگ پر زور سے مکا مارتا ہوا چیخا

تھا۔۔۔

اپنی محبوب بیوی سے اس قدر بڑے

دھوکے کی اس نے قطعی توقع نہیں کی

تھی۔۔۔

حسنہ وقاص کے پیچھے کیا کچھ نہیں سہا تھا
اُس نے۔۔۔

گھر آچکا تھا۔۔۔

سنسناتے دماغ پر زور دیتے ہوئے زیدان
کو مزید یاد آیا تھا کہ آتے آتے وہ اپنے

کولیگ کو واپس سے فارن پراجیکٹ میں
حصہ ڈالنے کی گڈ نیوز سنا آیا تھا۔۔۔

بجتے ہوئے شدید ہارن پر جہاں بو کھلاتے
گارڈ نے جلدی سے گیٹ کو دو حصوں
میں وا کیا تھا۔۔۔وہیں زیدان گاڑی
اسٹارٹ کرتا ہوا قدرے تندہی سے اُسے
گیراج تک لے آیا۔۔۔

نم سی سرخ انگارہ آنکھوں کو سمیت سرخ چہرے پر سختی سے ہاتھ پھیرتا وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی طرف لپکا۔۔

"زیدان۔۔۔!!!بیٹا تم جلدی گھر واپس آگئے۔۔۔۔؟؟" اپنے کمرے سے نکلتی

حفصہ بیگم نے اسے چونک کر دیکھتے

ہوئے حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔ مگر وہ ان

سنا کرتا ہوا اپنے روم میں داخل ہوتے ہی

دروازہ بند کر چکا تھا۔۔۔

نتیجتاً ہر بات سے بے خبر۔۔ حفصہ بیگم

نے اپنے لاڈلے بیٹے کے رویے پر

قدرے تاسف سے نفی میں

سر ہلایا۔۔۔پھر وہاں سے پلٹ گئیں۔۔

معاً حسنہ کے شاور لے کر واشروم سے

باہر نکلنے پر۔۔۔وہ خود پر بڑی مشکلوں

سے قابو پاتا ہوا اس کی جانب بڑھا

تھا۔۔۔۔

جبکہ زیدان کو اس وقت چونک کر اپنے

سامنے دیکھتی وہ خوشگوار حیرت سے

مسکرائی تھی۔۔۔

"جان۔۔۔!!آپ یہاں کیا کر رہے ہیں

اس وقت۔۔۔؟؟؟یہ تو آپکے آفس کا

ٹائم ہوتا ہے ناں۔۔۔۔" گیلے بالوں سے

تولیہ اتار کر بیڈ پر اچھالتی ہوئی وہ شوخ لہجے میں بھنویں اچکاتی پوچھ رہی تھی۔۔۔

زیدان اسکی دلکش فریبی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بڑے ضبط سے مسکرایا۔۔

"میرا یہ کمبخت دل تمھارے بغیر کہیں لگا ہی نہیں۔۔۔ کیا کرتا۔۔۔ آنا پڑا۔۔۔"

بھاری شیرینی لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر کہتا ہوا۔۔۔وہ ایک جھٹکے سے اس کا کھلا کھلا سا وجود خود سے لگا چکا تھا۔

پھر تو اچھا کیا جو میرے پاس چلے آئے۔۔۔" جواباً۔۔لحظے بھر کو شرماتی ہوئی حسنہ اس کی تپش دیتی سرخ نگاہوں میں دیکھ کر کھلکھلائی تھی۔۔۔

زہر ہی تو لگی تھیں مقابل کو اُس کی یہ دلکش مسکراہٹیں۔۔۔۔

کتنی مکمل محبت ہے ناں ہماری"

جانم۔۔۔ سوائے اِس ایک محرومی کے جو اس وقت میرے اندر پنپ رہی ہے۔۔۔" زیدان دھیمے۔۔۔ بے تاثر لہجے

میں بولتا ہوا اس کے نم بالوں کو چھیڑ رہا تھا۔

"ہماری کامل محبت ہر محرومی پر غالب ہے زیدان۔۔۔کیا یہ کافی نہیں۔۔۔۔؟؟؟"

اپنی کمر پر اسکے بازو کا پل پل سخت ہوتا حصار محسوس کرتی حسنہ بڑی نرمی سے اسے شیشے میں اتارنا چاہ رہی تھی۔

اس کے گلابی گالوں کو شدت سے چھوتا وہ سر کو ہولے سے جنبش دے گیا۔۔۔

حسنہ کی دھڑکنیں نرم لمس پر پل پل بے ہنگم ہوتی چلی جارہی تھیں۔۔۔

"ویسے جانم۔۔۔کیا تمھیں اب بھی پورا یقین ہے کہ میں کبھی باپ نہیں بن سکتا۔۔۔؟؟" بظاہر نرم لہجے میں استفسار کرتے ہوئے زیدان کے اندر بھانبھڑ جل رہے تھے۔

حسنہ نے اپنے گال پر اُس کی سرکتی ہوئی مردانہ انگلیوں کو دھڑکتے دل کے ساتھ

تھاما۔ پھر اس کی اندرونی حالت سے
قدرے بے خبر اثبات میں سر ہلا گئی۔۔۔

”مجھے یقین سے زیادہ افسوس ہے کہ آپ
کبھی بھی باپ نہیں بن سکتے۔۔۔ مگر اس
تلخ حقیقت کے باوجود بھی میں آپ کی
اِس کمی کو ہماری محبت پر کبھی غالب نہیں
آنے دوں گی

زیدان۔۔۔میں۔۔آاہ۔۔۔!!!" اپنے

لہجے میں محبت گھول کر وہ بڑے اعتماد سے

بول رہی تھی۔۔۔جب یکدم ضبط ٹوٹنے

پر زیدان نے بے اختیار حسنہ کا نازک گلا

دبوچ کر اسے خود سے بے حد قریب کیا

تھا۔

جس لیڈی ڈاکٹر کو تم نے پیسوں کی پاور“
اور بکواس دھمکیوں کے زور پر میرے نام
کی فیک رپورٹ بنوانے پر مجبور کیا تھا
ناں۔۔۔وہ میرے کولیگ کی بیوی
تھی۔۔۔آج اپنے شوہر کے ساتھ
میرے آفس میں آکر ایک ایک بات
بتا چکی ہے وہ مجھے۔۔۔بتا چکی ہے کہ میں تو
باپ بن سکتا ہوں۔۔۔مگر تم جیسی

یُوز لیس عورت کبھی ماں نہیں بن سکتی

ڈیمٹ۔۔۔۔۔“ غصے سے اس کے منہ

پر چیختا ہوا وہ حقیقت کے زور پر اُس کے

رنگ اڑا چکا تھا۔۔۔

”چ۔۔ چھوڑیں مجھے زیدان۔۔۔ پاگل

ہوگئے ہیں کیا

آپ۔۔۔؟؟ جھ۔۔۔ جھوٹ ہے یہ

سب۔۔۔ سراسر جھوٹ۔۔۔۔" حلق

میں ہوتی گھٹن کے سبب حسنہ ناکام

مزاحمت کرتی ہوئی پھنسی پھنسی آواز میں

بمشکل گویا ہوئی۔۔۔ ورنہ تو دل و دماغ

اس اچانک افتاد پر مکمل بند ہونے کو

تھا۔۔۔

اُسکے اس قدر ڈھٹائی سے جھوٹ بولنے پر۔۔۔آپے سے باہر ہوتے زیدان کا، گلا چھوڑتے ہی شدت سے بھاری ہاتھ اٹھا تھا۔۔۔

چٹاااخ۔۔۔۔!!!"کمرے میں" گونجتی گہری آواز کے ساتھ جہاں حسنہ دھڑام سے دبیز قالین پر گری

تھی۔۔۔وہیں بلیک پینٹ کی جیب سے

اپنا موبائل فون باہر نکالتے ہوئے زیدان

نے پھرتیوں سے مطلوبہ ویڈیو کلپ

چلائی۔

پھر قریب آتے ہوئے اس کی حیرت و بے

یقینی کو پیروں تلے روندتا اس کے اوپر

جھکا۔۔

دیکھو اسے غور سے۔۔۔ یہ رشوت"

دینے والی جہنمی عورت تمہی ہو

ناں۔۔۔ ایک نمبر کی

دھوکے باز۔۔۔ اب بھی سچائی کو میرے

منہ پر جھٹلاؤ گی۔۔۔۔؟؟ جواب

دو۔۔۔!!" اس کی ٹپ ٹپ آنسو بہاتی

آنکھوں کے آگے چلتی اسکرین کرتا

زیدان نخوت سے پوچھ رہا تھا۔۔

خود کو نوٹوں کی گڈی ڈاکٹر راشدہ کے حوالے کرتا دیکھ حسنہ کا دل شدت سے ڈوب کر ابھرا۔۔۔

"م۔۔میں نے جو کچھ بھی کیا۔۔۔فقط آپ کو۔۔۔آپکی محبت کو پانے کے لیے کیا زیدان۔۔۔اپنی آئندہ کی زندگی کو

سنوارنے کے لیے کیا۔۔اور میرے

نزدیک یہ بالکل بھی غلط نہیں

ہے۔۔۔۔"بکھر چکے نم بالوں کی پرواہ

کیے بنا سسک کر بولتی ہوئی وہ آخر میں دبا

دبا سا چیخنتی اعتراف کر ہی گئی تھی۔۔۔

مگر اسکی قدر ہٹ دھڑمی بھی تو اِس پل

قابلِ دید تھی۔۔۔۔!!!

تم جیسیوں کو تو محبت کا ”م“ تک کرنا ”

نہیں آتا۔۔۔ محبتوں میں وفا کیا خاک کرو

گی۔۔۔ ! ! کیا کچھ نہیں کیا میں نے

تمھارے لیے حسنہ وقاص۔۔۔ مگر بدلے

میں تم نے کیا کیا۔۔۔ ؟؟ اپنا روگ

دھوکے سے میرے نام کرنے چلی تھی

تم۔۔۔ ہمم۔۔۔۔ ؟؟؟ سب جاننے کے

بعد اب نفرت ہونے لگی ہے مجھے تم
سے۔۔ شدید نفرت۔۔۔ دل تو چاہ رہا
ہے کہ ابھی کے ابھی طلاق دے کر
تمھیں اس گھر سے چلتا کروں۔۔۔۔"
اس کے نم بالوں کو مٹھی میں دبوچتا وہ
قدرے چیخ کر گویا ہوا تو حسنہ ملنے والی
اِس دوہری اذیت پر سختی سے کانپتے لب
کچل گئی۔۔۔ پھر اس کے آخری جملے پر

قدرے ششدر ہو کر دھندلائی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

محض تھوڑے سے وقت میں بھلا اتنا کیسے بدل سکتا تھا وہ۔۔۔۔؟؟؟

آخر اس نے کیا ہی کیا تھا۔۔۔؟؟؟

صرف ایک کاری ضرب ہی تو لگائی تھی مقابل کی مردانگی پر۔۔۔!!!

"بس کر دیجیے زیدان۔۔۔خدا کا واسطہ ہے بس کر دیجیے اب۔۔۔۔آپ مر کر بھی ایسا نہیں کر سکتے سنا آپ نے۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔!!!" جھٹکے سے اپنا آپ اس سے چھڑوا کر۔۔ پاگلوں کی طرح غراتی ہوئی وہ اُس سے ذیادہ گویا خود کو تسلی دے رہی تھی۔۔۔

زیدان نے شعلہ بار نگاہوں سے اس کی

کَسی مٹھیوں میں جکڑا ہوا اپنا سفید گریبان

دیکھا۔۔۔

چیلنج کر رہی ہو"

مجھے۔۔۔؟؟؟ فائن۔۔۔اٹھو اور چلو

میرے ساتھ۔۔۔۔ذرا باقی گھر والوں

کو بھی تو پتا چلے تمھاری بدترین اصلیت

کے بارے میں۔۔۔اس کے بعد تمھارا

حتمی فیصلہ بھی ہو جائے گا۔۔۔"

بے اختیار حسنہ کو بازوؤں دبوچ کر خود

کے ساتھ کھڑا کرتا وہ اگلے ہی پل اُسے

بند دروازے کی جانب گھسیٹ چکا تھا۔۔۔

نتیجتاً حسنہ کے ہوش اڑے۔۔۔

آاہ۔۔۔۔یہ سب کیا سے کیا ہو گیا تھا اُس کے ساتھ۔۔۔۔؟؟؟

چھوڑیں مجھے۔۔۔زیدان آئی سیڈ"

اسٹاپ۔۔۔جسٹ اسٹاپ اٹ

زیدان۔۔۔۔۔" زیدان نے طیش میں

ناب گھوما کر ذرا سا دروازہ وا کیا ہی تھا۔۔۔جب وہ پوری قوت سے تلملاتی ہوئی اپنا آپ اس کی سخت گرفت سے چھڑوا گئی۔۔۔پھر پھولے سانسوں کے ساتھ خائف سی کئی قدم پیچھے ہٹی۔۔

مقابل کی سنگدلی پر سرخ آنکھوں سے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے۔۔۔

زیدان ضبط سے لب بھینچتا ہوا اسکی جانب پلٹا۔۔۔

"اگر تم نے میرے ساتھ ایسا کچھ بھی کیا ناں۔۔۔تو یاد رکھنا پھر میں بھی سب کو تمھاری سچائی بتادوں گی۔۔۔" شہادت

کی انگلی اٹھائے وہ صاف دھمکاتی ہوئی

پھنکاری۔۔۔

اس بات سے قدرے انجان کہ اُس سے

ملنے کے لیے آئے وقاص

صاحب۔۔۔دروازے تک آتے ہوئے

یکدم اِن لرزتے لفظوں پر چونک کر وہیں

تھمے تھے۔۔۔

بتا دوں گی کہ ہماری محبت کی خاطر"

رمیض اور حیا کو عین شادی کے دن

کڈنیپ کروانے والا کوئی اور نہیں بلکہ تم

تھے زیدان عالم درانی۔۔۔ہاں۔۔۔ان

کی زندگیوں کو تباہ کرنے میں سب سے بڑا

ہاتھ تمھارا ہی تھا۔۔۔۔" وحشتوں سے

بولتی ہوئی جہاں وہ زیدان کا سنسناتا دماغ

بھک سے اڑا گئی تھی۔۔۔وہیں اس تلخ

ترین انکشاف پر وقاص صاحب شدتوں
سے کنگ ہوئے۔۔۔

"افسوس ہو رہا ہے آج مجھے اپنے انتخاب
پر۔۔۔ شدید افسوس ہو رہا ہے کہ میں
نے ایک انتہائی گری ہوئی بانجھ عورت
سے بے تحاشہ محبت
کی۔۔۔ کاش۔۔۔ کاش کہ میں نے اُس

وقت حیا کو نہ چھوڑا ہوتا تو آج میں سکون

میں ہوتا۔۔۔۔۔" شدتِ بے بسی سے

مٹھیاں بھینچتا زیدان۔۔۔اسکی جانب

نفرت سے دیکھتا ہوا طنزوں کی گہری

مار۔۔۔مار رہا تھا۔

"مگر مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔۔۔"

پھٹتے دل کے ساتھ وہ بظاہر بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"تف ہے تم جیسی بدکردار اولاد پر جو اپنی من مرضیوں کی بدولت خود کے ساتھ ساتھ والدین کی پارسائی کو بھی داغدار کر ڈالتی ہے۔۔۔" بے اختیار وقاص

صاحب کو اپنے بولے گئے سخت ترین جملے
یاد آئے تھے۔۔۔

کتنا غلط بول گئے تھے وہ۔۔۔

اپنی شادی والے دن اِس شخص کے "
ساتھ بھاگ کر ہمارے چہروں پر کالک
ملنے کی کیا ضرورت تھی

تمھیں۔۔۔؟؟" تہمت پر

تہمت۔۔۔ ستم پر ستم۔۔۔

یاداشت تازہ کرتے ہوئے حیرت زدہ

آنکھیں تیزی سے بھیگی تھیں۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بابا۔۔۔آ۔۔آپکی بیٹی

بالکل بھی ایسی نہیں ہے جیسا آپ سوچ

رہے ہیں۔۔۔بس ایک بار میری بات سن لیں۔۔م۔۔میں آپکو سب کچھ بتاتی ہوں۔۔۔میں خود سے کہیں بھی۔۔کسی کے بھی ساتھ نہیں بھاگی تھی بلکہ۔۔۔۔" دھڑکتا دل کرلایا تھا۔۔۔۔

کاش اُنھوں نے اپنی بے گناہ بیٹی کا یقین کیا ہوتا۔۔۔

بے اختیار ضبط کا گہرا سانس بھرتے وہ سینے
پر ہاتھ رکھ گئے۔۔۔

"اب نہ سہی۔۔۔ مگر آئندہ سے تم بڑے
افسوس اور پچھتاوے اٹھانے والی ہو
میرے ہاتھوں۔۔۔۔" سرد ترین لہجے
میں کہہ کر، سرخ چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہ

مزید وہاں نہیں رکا تھا۔۔۔ بلکہ اُس کی ڈھٹائی پر لعنت بھیجتا ہوا پلٹا۔۔۔

پھر دھاڑ سے پورا دروازہ کھولتے ہی وقاص صاحب کو وہاں کھڑا دیکھ بے ساختہ ساکت ہوا۔

"ب۔۔ بابا۔۔۔۔؟؟؟" حسنہ بھی انھیں دیکھ شدتوں سے گھبرائی تھی، جو

نم آنکھوں کے ساتھ متاسف زدہ سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

زیدان نے پریشانی سے ماتھے کی تیوری مسلی۔۔۔

تو یعنی بدقسمتی سے وہ سب کچھ جان چکے تھے۔۔۔۔

اگلے ہی پل وہ اپنے چچا جان سے نگاہیں چراتا ہوا حسنہ کی جانب پلٹا۔۔۔جو ان سنگین حالاتوں میں بھی پاس بیڈ پر پڑا دوپٹہ کانپتے ہاتھوں سے خود پر اوڑھ چکی تھی۔۔۔

اگر میری فیملی کے ایک بھی فرد کو "

میرے اِس سچ کے بارے میں ذرہ برابر

بھنک پڑی۔۔۔تو خدا قسم کی کھا کر کہتا

ہوں اُسی پل تمھیں طلاق کے تین لفظ

بول کر اس گھر سے چلتا کروں گا۔۔۔یاد

رکھنا میری یہ بات۔۔۔۔" حسنہ کی

جانب شہادت کی انگلی اٹھا کر سپاٹ لہجے

میں باور کرواتے ہوئے وہ درحقیقت

وقاص صاحب کو تنبیہ کر رہا تھا۔۔۔

حسنہ نے اس کی بدلحاظی پر سسکتے ہوئے

مٹھیاں بھینچی تھی۔۔۔جس کی رتی بھر

بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے زیدان عالم

درانی تندہی سے تیوری چڑھائے کمرے

سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

معاً وقاص صاحب نے رخسار پر پھسلتے آنسوؤں کے سنگ اپنی چھوٹی بیٹی کی بکھری حالت دیکھی تھی،،،،

"بابا۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔" بے اختیار ان کے سامنے لرزتے ہاتھ جوڑتی حسنہ

آہستگی سے نفی میں سر ہلاتی ہوئی گویا ان سے منت کر رہی تھی۔۔۔

میری حیا۔۔۔۔۔۔۔!!!"جواباً"

قدرے بے چینی سے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ان کے لب شدت سے پھڑپھڑائے تھے۔۔۔

اگلے ہی لمحے وقاص صاحب اُس سے چہرہ پھیرتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

پیچھے وہ طیش میں دبا دبا سا چیختی۔۔۔اگلے ہی پل بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوچ کر کھینچتی ہوئی، ایک ہی جھٹکے میں دور اچھال چکی تھی۔۔۔

مانا کہ عشق ہمارا مکمل نہیں"

جینا ظلم، زندگی جہنم ہی سہی؛

قبول ہے قتل ہونا دفن ہو جانا

مگر عشق میں فریب منظور

نہیں"۔۔۔